

تذكرة القادرين



ثروة الاولياء، قطب الاقطاب، شيخ المشايخ

حضرة السيد طاهر الدين الكيلاني البغدادي



دربار غوثية شارع الكيلاني كوت



جملہ حقوق بحق صاحبزادگان محفوظ ہیں۔

الشیخ السید محمود محی الدین القادری الگیلانی
الشیخ السید عبدالقادر جمال الدین القادری الگیلانی
الشیخ السید محمد ضیاء الدین القادری الگیلانی

نام کتاب	تذکرہ قادریہ
مصنف	قدوة الاولیاء پیر السید حضرت طاہر علاؤ الدین القادریؒ، الگیلانی، البغدادی
اشاعت اول	1970
اشاعت دوم	جنوری 1998
تعداد	1100
اشاعت سوم	دسمبر 1998
تعداد	1100
مطبع	منہاج القرآن پرنٹرز
قیمت	



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَطَحَّاهُمْ بِأَرْكَانِ الْمَسْجِدِ

التاسم

هفت جنت ورثه اجد غوث
شک فردوس دارم بغداد غوث
بشنو ذکر غوث از اولاد غوث
قصه روداد غوث اوراد غوث
از لقیس سوره علاء الدین حسین
نازه گردد در دل تو یاد غوث
اوقریب است عجیب و نفیب
جانشین منند ارشاد غوث

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۵	مقدمہ	
۱۷	(مصنف کی سیرت و سوانح)	
۱۸	ولادت بچپن اور تعلیم	۱
۱۸	روحانی تربیت اور فیض	۲
۱۹	بچپن کی ریاضت اور نسبت غوثیت میں استفراق	۳
۲۱	پاکستان میں تشریف آوری اور اقلیم ولایت کی پردگی	۴
۲۲	علماء و مشائخ ہند کی قدردانی	۵
۲۳	حضور قدوۃ الاولیاء کی شادی	۶
۲۴	نقیب الاشراف کا منصب جلیلہ	۷
۲۵	خاندانی سیادت و نجابت	۸
۲۷	سلسلہ قادریہ کی سرپرستی	۹
۲۸	وصال مبارک	۱۰
۲۹	جمال محمدی رضی اللہ عنہ کا عکس دلنشین	۱۱
۳۰	محزون علم و عرفان	۱۲
۳۲	کشف اور تصرف کون کا مقام	۱۳
۳۳	 اور آپ نے نایاب پھل مہیا کر دیئے	۱۴
۳۵	علمی تبحر اور استحضار	۱۵
۳۸	زاہد شب زندہ دار	۱۶
۴۰	شان استغناء اور بے نیازی	۱۷
۴۱	منع فیض سے مضبوط تعلق اور فنایت	۱۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۹	بارگاہ غوثیت میں محبوبیت اور قرب کا مقام	۴۲
۲۰	مشفق و مہرباں	۴۶
۲۱	شہزادگان حضرات	۴۸
۲۲	تذکرہ قادریہ اور موجودہ ایڈیشن	۴۸
۲۳	حضور قدوۃ الاولیاء کا نسب و روحانی شجرہ	۵۱
	باب اول	
	خاندان گیلانیہ	۵۲
۲۴	خاندان گیلانیہ بغدادیہ کا ابتدائی حال	۵۵
۲۵	نقیب الاشراف کا عمدہ	۵۶
۲۶	خاندان گیلانیہ بغدادیہ (موجودہ) کی وضاحت	۵۹
۲۷	عمدہ نقابت اور تولیت کے مستحق	۶۰
۲۸	سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرزاقؒ کی اولاد سے نقیب الاشراف	۶۹
۲۹	سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیزؒ کی اولاد سے نقیب الاشراف	۷۰
۳۰	اعیان قادریہ جیلانیہ بغدادیہ	۷۵
۳۱	وضاحت	۸۲
	باب دوم	
	مدرسہ و جامع مسجد گیلانیہ کا مختصر حال	۸۵
۳۲	حضور غوث پاکؒ کا مدرسہ	۸۷
۳۳	جامع مسجد گیلانیہ	۸۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۴	دربار غوثیہ و مزار مقدس	۹۰
۳۵	مکتبہ قادریہ سیدنا عبدالرحمن	۹۵
	باب سوم	
	فضیلت سلسلہ قادریہ	۹۷
۳۶	فضیلت سلسلہ قادریہ برہمہ سلاسل	۹۹
۳۷	طریقہ القادریہ کی تشریح	۱۰۳
۳۸	مرید کو شجرہ ہائے خاندانی و پیشوائی عطا کرنے کی وجہ	۱۰۷
۳۹	خلافت نامہ	۱۰۷
	باب چہارم	
	فضیلت حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ	۱۰۹
۴۰	مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	۱۱۱
۴۱	شجرہ عالیہ	۱۱۳
۴۲	سلسلہ مادری	۱۱۳
۴۳	شجرہ پیشوائی	۱۱۴
۴۴	اہل بیت و اولاد پاک	۱۱۵
۴۵	سن و مقام ولایت	۱۱۷
۴۶	شواہد و کمالیت و سیادت	۱۱۸
۴۷	حلیہ شریف	۱۱۸
۴۸	خصائل حمیدہ	۱۱۹

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۴۹	بیانات و بشارات بزرگان بحق غوث دوراں شاہ جیلاں	۱۲۱
۵۰	ہم عصر بزرگ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مقام فضیلت	۱۲۷
۵۱	ارشادات غوث پاک قدس سرہ العزیز	۱۳۸
۵۲	الباز الاشعب کی وجہ تسمیہ اور تشریح	۱۴۳
۵۳	غوث پاک رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد پاک	۱۴۴
	باب پنجم	
	الہامات و مکاشفات غوثیہ	۱۴۷
۵۴	الہامات قلبی و کشف المعنوی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ	۱۴۹
	باب ششم	
	تصانیف اور خطبات و مواعظ	۱۶۵
۵۵	تصانیف حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ	۱۶۷
۵۶	عنوانات مواعظ و خطبات	۱۶۸
۵۷	اعمال صالح	۱۷۳
۵۸	علم نافع	۱۷۵
۵۹	فناء و بقاء	۱۷۶
۶۰	زہد و ورع	۱۷۷
۶۱	الفت و محبت	۱۷۹
۶۲	عزیمت و ہمت	۱۸۰
۶۳	ذوق و شوق	۱۸۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۶۴	ہدایات و ارشادات	۱۸۱
۶۵	دنیا مافیہا	۱۸۲
۶۶	ترک نفس و توبہ	۱۸۲
۶۷	تقدیر و مقدر	۱۸۵
۶۸	ترک اسباب ظاہری	۱۸۸
۶۹	رضا کے متعلق	۱۹۰
۷۰	نفس کی حقیقت	۱۹۲
۷۱	توکل کی حقیقت	۱۹۳
۷۲	تعمیل احکام اور فرائض	۱۹۵
۷۳	قضاء و قدر	۱۹۷
۷۴	ترک ماسواء اللہ	۱۹۹
۷۵	ہوا و ہوس سے گریز	۲۰۲
۷۶	قبولیت دعا	۲۰۳
۷۷	اللہ تعالیٰ سے سوال	۲۰۵
۷۸	ولی کے اوصاف	۲۰۶
۷۹	وصایا	۲۰۷
	باب ہفتم	
	راز ہائے سر بستہ	۲۰۹
۸۰	طالب حق کا اولین فرض	۲۱۱
۸۱	مرشد کامل کے اوصاف اور اس کی شناخت	۲۱۲

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۲۲	طریقہ بیعت قادریہ علیہ مجملًا	۸۲
۲۲۳	طریقہ بیعت سلسلہ قادریہ نقیبہ طاہریہ بغدادیہ	۸۳
۲۲۷	طریقہ عمد و بیعت مکمل	۸۴
۲۳۳	تشریح ذکر بالجہر و بالہفی	۸۵
۲۳۴	تعلیم ذکر نفی اثبات	۸۶
۲۳۹	ترکیب خلوت نشینی بطریقہ قادریہ	۸۷
	باب ہشتم	
۲۴۵	راہ سلوک کے مقامات	
	اور	
	حقیقت و احوال نفس اور تعبیر خواب	
۲۴۷	فصل اول شریعت	۸۸
۲۴۸	فصل دوم طریقت	۸۹
۲۴۹	فصل سوم حقیقت	۹۰
۲۵۰	فصل چہارم معرفت	۹۱
۲۵۲	آداب جن کا بجالانا مرید کے لئے بحق مرشد واجب ہے	۹۲
۲۵۶	آداب جن کا بجالانا مرید کو پیر بھائیوں کے حق میں واجب ہے	۹۳
۲۵۸	آداب جن کا بجالانا مرید کو اپنی ذات کے متعلق واجب ہے	۹۴
۲۶۰	وہ آداب جو ذکر و فکر کی حالت میں واجب الادا ہیں	۹۵
۲۶۲	تقرب الہی کے لئے اسمائے اصول و فروع کا بیان	۹۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۹۷	اسمائے فروع کی تفصیل	۲۶۶
۹۸	ساتوں نفوس اور ان کی صفات کے بیان میں	۲۶۸
۹۹	جدول مقامات صوفیہ و صفات نفوس ہفتگانہ	۲۷۱
۱۰۰	بذریعہ خواب نفس ہائے ہفتگانہ کے حالات کا اظہار اور ان کا علاج	۲۷۲
۱۰۱	دائرہ نفس امارہ کی شناخت اور علاج	۲۷۳
۱۰۲	دائرہ نفس لواامہ کی شناخت اور علاج	۲۷۵
۱۰۳	دائرہ نفس ملحمہ کی شناخت اور علاج	۲۷۶
۱۰۴	دائرہ نفس مطمئنہ کی شناخت اور علاج	۲۷۶
۱۰۵	دائرہ نفس راضیہ کی شناخت اور علاج	۲۷۷
۱۰۶	دائرہ نفس مرضیہ کی شناخت اور علاج	۲۷۸
۱۰۷	دائرہ نفس صافیہ کاملہ کی شناخت اور علاج	۲۷۸
۱۰۸	اسمائے نہ گانہ (خلوتیہ)	۲۷۹
۱۰۹	اسمائے فروع کا بیان	۲۷۹
۱۱۰	تصور شیخ کا بیان	۲۸۰
	باب نہم	
	شریعت اور حقیقت کا تعلق	
۱۱۱	شریعت اور حقیقت کا باہمی تعلق	۲۸۳
۱۱۲	تمیزیہ باری تعالیٰ کے متعلق	۲۸۴
۱۱۳	روح کی حقیقت	۲۸۷
۱۱۴	توحید باری تعالیٰ	۲۸۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۱۵	ایمان و ایقان	۲۹۱
۱۱۶	عشق و محبت	۲۹۲
۱۱۷	حقیقت انسان	۲۹۳
۱۱۸	معرفت نفس	۲۹۶
	باب دہم	
	وظائف و اوراد	۲۹۹
۱۱۹	وظائف قادریہ ہر فرض نماز کے بعد	۳۰۱
۱۲۰	نماز عشاء کے بعد	
۱۲۱	درود ہزارہ --- زیارت رسول ﷺ	
۱۲۲	ہر قسم کی مصیبت سے بچاؤ کے لئے	
۱۲۳	ختم القادریہ	
۱۲۴	دستر خوان قادری	۳۰۳
۱۲۵	چہل تاف --- نماز تہجد کے بعد کا وظیفہ	۳۰۵
۱۲۶	چہل کاف --- جنات اور جادو ٹونہ کے شر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ	۳۰۶
۱۲۷	سبع کاف --- دینی اور دنیوی مرادوں کے حصول کا وظیفہ	۳۰۶
۱۲۸	اوراد السبوع (ہفتہ وار اوراد)	۳۰۶
۱۲۹	ورد الاحد (اتوار کے روز کا وظیفہ)	۳۰۷
۱۳۰	ورد الاثنین (سوموار کا وظیفہ)	۳۰۸
۱۳۱	ورد یوم الاثلاثا (منگل کا وظیفہ)	۳۰۸
۱۳۱	ورد یوم الاربعاء (بدھ کا وظیفہ)	۳۰۹

نمبر شمار	عنوانات	صفحه
۱۳۲	وردیوم النیس (جمعرات کا وظیفہ)	۳۰۹
۱۳۳	وردیوم الجمعہ (جمعہ کا وظیفہ)	۳۱۰
۱۳۴	وردیوم السبت (ہفتہ کا وظیفہ)	۳۱۲
۱۳۵	ورد الصلوٰۃ الکبریٰ	"
۱۳۶	ورد صلوٰۃ تنزال اعظم	۳۲۳
	باب یازدہم	
	قصائد و مناقب	
۱۳۷	قصیدہ مبارک غوشیہ یا احمریہ	۳۲۷
۱۳۸	قصیدہ در توحید الہی	۳۲۵
۱۳۹	استغاثہ بدرگاہ الہی بوساطت حضور غوث صدیقی	۳۲۴
۱۴۰	مدح حضرت پیر و شگیر شاہ جیلانی	۳۲۹
۱۴۱	منقبت در شان جیلاں	
۱۴۲	مدح غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	۳۶۰
۱۴۳	ہدیہ سلام در بارگاہ خیر الانام علیہ السلام	۳۶۱
۱۴۴	بزرگان عظام مع شجرہ پیشوائی	"
۱۴۵	خاتمہ الکتاب	۳۶۲
۱۴۶	شجرۃ العلیاء قادریہ غوشیہ بغدادیہ	۳۶۶

مقدمہ

مصنف کتاب

قدوة الاولیاء حضرت سید طاہر علاؤ الدین الکیلانی البغدادی
رحمۃ اللہ علیہ

سیرت و سوانح
کی

مصنف کی سیرت و سوانح

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم نبی آخر الزمان ﷺ کی امت کو جن خصائص سے نوازا ہے ان میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تجدید و احیاء کا ایک روحانی نظام ولایت ہے جو بعثت نبوی ﷺ سے لیکر آج تک نافذ العمل ہے جس کے فیوض و برکات سے کشت ایمان و ایقان آج بھی مہک رہی ہے۔ یہ روحانی نظام اسلام کے عقیدہ و عمل کی متحرک روح ہے اور ظاہر و باطن کی دنیا میں انقلاب آفریں تبدیلیوں کا نصاب بھی۔ دنیائے روحانیت اسلام کے ثقافتی پس منظر کا سب سے دلاویز مظہر ہے۔ اسی نظام ولایت کی بدولت ذہنوں میں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے چراغ روشن ہیں اور رشد و ہدایت کے سلسلے جاری ہیں جو تشنہ روحوں کی پیاس بجھاتے ہیں اور بریدہ جسموں پر آسودگی کا مرہم رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامیان عالم تاریخ کے مشکل ترین لمحات میں بھی استحصالی قوتوں کے مد مقابل پورے اعتماد کے ساتھ سینہ سپر رہے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف بہت سے غیر مسلم مفکرین اور مؤرخین نے بھی بارہا کیا ہے۔

اس روحانی تربیتی نظام کی روح رواں شخصیات میں حضور سرور کونین ﷺ کے خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کے بعد سب سے بلند قامت ہستی حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ہے جنکی حیات و خدمات کے عالمگیر اثرات تقریباً ایک ہزار سالہ سابقہ تاریخ میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ کے روحانی اور نسبی فرزندوں نے صحابہ کرام کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اطراف و اکناف عالم میں علم و عمل کے چراغ روشن کیے۔ برصغیر پاک و ہند ہو یا جنوب مشرقی ایشیاء بر اعظم افریقہ ہو یا جزیرہ نمائے عرب ہر جگہ حضور غوثیت مآب رحمہ اللہ کے فیض یافتگان نے اسلام کے پرچم گاڑ رکھے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے فیوض و برکات کا سلسلہ ان کی زندگی میں ہی اس

سرزمین میں پہنچ گیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق سب سے پہلے ان کے بڑے فرزند حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس بغداد تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سے آج تک برصغیر پاک و ہند سے کسب فیض کے لیے مشائخ، اولیاء، صلحاء، امراء و سلاطین اور عوام الناس کی بغداد آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر عہد میں اہل دل حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو ہندوستان تشریف لانے کی دعوت دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً خاندان گیلانیہ کے اکابر اور مشائخ ہندوستان تشریف لاتے رہے۔ آل النقیب قدوة الاولیاء سید السادات شیخ المشائخ قطب العالم حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز کی پاکستان تشریف آوری اور سکونت اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

ولادت، بچپن اور تعلیم :

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو عراق کے دار الحکومت اور انوار و تجلیات غوث صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مرکز بغداد میں ہوئی۔ جس گھر میں آپ پیدا ہوئے۔ وہی ”حرم دیوان خانہ قادریہ“ ہے۔ آپ کی دینی تعلیم مسجد سید سلطان علی میں مکمل ہوئی۔ یہ مسجد بغداد میں شاہراہ الرشید پر دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں ملا سید اسد آفندی، مفتی قاسم القسبی، اور شیخ خلیل الراوی شامل ہیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتی اعظم عراق سے بھی تفسیر حدیث اور فقہ میں کسب علم کیا۔ ان کے علاوہ مختلف علوم و فنون میں متعدد دیگر اساتذہ بھی آپ کے اتالیق رہے۔

روحانی تربیت اور فیض :

علم، حکمت اور دانائی کی گم شدہ میراث کی تلاش ہمارے صوفیاء کے روحانی سفر کا وہ معتبر حوالہ ہے جو غبار تشکیک میں یقین اور وثوق کے چراغ جلاتا

ہے اور انگلی پکڑ کر متلاشیانِ راہ حق کو سلوک و معرفت کی منزلوں سے ہمکنار کر کے انہیں خلقِ خدا میں آسودہ لمحوں کی تقسیم کے منصبِ جلیلہ پر رونق افروز بھی کرتا ہے۔

سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانیؒ کا پورا خاندان اور گھرانہ مشائخ و نقباء پر مشتمل تھا اسی عالی قدر خاندان سے فیض کی کرنیں عالمِ عرب سے نکل کر مشرقِ بعید یورپ، افریقہ اور امریکہ تک پھیلیں۔ اس فیض کا اصل مرکز اور سرچشمہ انکے جد امجد حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کی ذات گرامی تھی۔ جہاں سے اب بھی دنیا بھر کے طالبانِ حق فیضانِ سمیٹتے ہیں اور قیامت تک اس مرکزِ انوار کی خیرات بٹی رہے گی۔ آپ نے سب سے پہلے روحانی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی حضرت سیدنا شیخ محمود حسام الدین الگیلانی سے حاصل کی اور انہی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ وہ دربارِ غوثیہ کے متولی، نقیب الاشراف اور خاندانِ گیلانیہ کی اپنے عہد کی سب سے عظیم شخصیت تھے۔ انہیں ان کے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سیدنا شیخ عبد الرحمن النقیب نے اپنی زندگی میں ہی نقیب الاشراف کی اہم ذمہ داری سے سرفراز کر دیا تھا۔ یہی وہ ہستی ہے جسے حضور سیدنا غوث الاعظمؒ نے روحانی طور پر براہِ راست اپنی خلافت سے نوازا تھا اور اس عہد کے بیشتر اولیاء کرام نے اس امر کی تصدیق کی تھی۔ پورا عالمِ اسلام انکی علمی، روحانی اور سیاسی بصیرت کا معترف تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کی خصوصی تربیت کی اور خرقہٗ خلافت عطا فرمایا۔ اپنے والد گرامی کے علاوہ بھی آپ نے بغداد شریف کے کئی مشائخ سے اکتسابِ فیض کیا۔

بچپن کی ریاضت اور نسبتِ غوثیت میں استغراق

عظیم شخصیات کا بچپن ہو یا لڑکپن بالعموم غیر معمولی ہوا کرتا ہے۔ لیکن جس شخصیت کی تربیت خانوادہٗ غوث الاعظمؒ کی نگرانی میں ہو رہی ہو اور اسے بعد ازاں فیوضاتِ روحانی کا امین اور تقسیم بھی بنایا جانا ہو تو صاف ظاہر ہے اس کا

بچپن تو اور بھی قابل رشک ہو گا۔ حضور قدوة الاولیاء بچپن سے حصول علم کے ساتھ ساتھ ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں اپنے قابل فخر اسلاف کا نمونہ رہے۔

آپ کے اس مبارک وصف کی گواہی برصغیر پاک و ہند کی مشہور علمی و روحانی اور سیاسی شخصیت مولانا عبدالقدیر بدایونی اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ”ہم جب ۱۹۴۳ء میں متحدہ ہندوستان سے ایک وفد کی شکل میں بغداد شریف حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے گئے۔ اثنائے زیارت و حاضری، ہم نے دیکھا کہ ایک دس گیارہ سالہ معصوم اور نوخیز شہزادہ مزار پاک کے پاس چہرہ مبارک کی طرف نماز عشاء کے بعد کھڑا ہوا اور ساری رات اسی حالت میں کھڑا مناجات کرتا رہا حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ ہم اس نوخیز اور معصوم بچے کی یہ استقامت اور مجاہدانہ رنگ دیکھ کر لرزہ بر اندام ہو گئے کہ آخر یہ بچہ ہے کون؟ پوچھنے پر خدام نے بتایا کہ یہ نقیب الاشراف سیدنا محمود حسام الدین الگیلانی کے چھوٹے صاحبزادے ”سید طاہر علاؤ الدین“ ہیں۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی فرماتے ہیں ہم دس پندرہ روز مزار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری کے لیے بغداد شریف رکے رہے ہر رات جب بھی مزار اقدس پر حاضری ہوتی رہی ہم یہی نظارہ کرتے رہے۔ آپ روزانہ پورے عزم و استقامت کے ساتھ چہرہ مبارک کی طرف محور ریاضت رہتے۔“

یہ معمول جہاں بچپن میں آپ کی غیر معمولی استقامت اور ریاضت کی دلیل ہے وہاں نسبت غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ میں حد درجہ استغراق اور فنایت کی علامت بھی ہے۔ بچپن میں سیدنا غوث الاعظم کی یہ نظر نوازیوں ہی تو تھیں جنہوں نے عین شباب میں آپ کے سیرت و کردار میں پہاڑوں جیسی صلابت اور مستدروں جیسا ظرف عطا کر رکھا تھا۔ پھر کون ہوتا جو ولایت میں آپ پر فوقیت رکھتا اور کون ہوتا جو بیعت کے بعد آپ کی طرح ہر مرید کو تلقین کرتا کہ ”اب تم غوث پاک کا مرید ہو گیا ہے۔“ ع ”یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے“ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔“

پاکستان میں تشریف آوری اور اقلیم ولایت کی سپردگی :

حضور قدوة الاولیاء حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لائے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کو حضور غوث صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی اقلیم ولایت سپرد کرنے کے لیے لاہور میں حضور داتا گنج بخش سیدنا علی الجوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ بغداد شریف سے سیدھا لاہور تشریف لائے اور چند دنوں کے لیے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر چلہ کش ہو گئے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ ولایت ہند کی تاجداری کی سپردگی کے لیے چلہ کش ہوئے تھے اور ہر زمانہ میں اکابر و اصاغر سب اولیاء کرام حاضری دیتے رہے۔

حضور قدوة الاولیاء کی جوانی کا زمانہ تھا۔ آپ احاطہ مزار میں چند دن خیمہ زن رہے۔ بالآخر یہاں سے تقرری کا حکم نامہ جاری ہوا اور کوئٹہ (صوبہ بلوچستان) میں سکونت اختیار کرنے کا اشارہ ملا۔ آپ نے کوئٹہ میں سکونت اختیار فرمائی جو بعد میں مستقل قیام میں بدل گئی۔ دین کی تڑپ اور طریقت و شریعت کی خدمت کا جذبہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا اور طبیعت میں بچپن سے ہی روحانی میلان غالب تھا۔ یہاں آکر آپ نے سلسلہ قادریہ میں ایک نئی روح پھونکی۔ شب و روز دین کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور بہت تھوڑے عرصے میں پاکستان سمیت برصغیر کے کونے کونے میں آپ کے روحانی مقام و مرتبہ کا شہرہ ہو گیا اور مسافرانِ رہ عشق اور طالبانِ راہِ حق کشاں کشاں کوئٹہ میں آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہونے لگے جہاں قدم قدم پر تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی کے پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے اور فعال تصوف کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کر رہی تھی۔

حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی نسبی قربت آپ کا منفرد اعزاز تو تھا ہی لیکن آپ نے اپنے حسن خلق، پاکیزہ سیرت، اتباع شریعت و طریقت، انوار معرفت و حقیقت اور برکات و کرامات کے باعث ایک جہان زندہ کر دیا۔

نگاہِ مردمومن سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، اندر کے احوال تبدیل ہو جاتے ہیں اللہ رب العزت نے آپ کی گفتگو میں ایسی تاثیر دی تھی کہ حسن مقال کی تمام رعنائیاں پھول بن کر آپ کے لفظ لفظ میں کھل اٹھیں اور جو تشنہ لب بھی آپ کے در پر آتا وہ معرفت کے آبِ خنک سے سیراب ہو کر اور اپنے دامنِ آرزو میں حکمت و دانش کے جواہر سمیٹ کر جاتا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال کی دولت بھی وافر عطا فرمائی تھی چنانچہ اس ظاہری و باطنی جمال اور تقویٰ و طہارت کے کمال نے آپ کو عوام و خواص سب کے لیے نہایت اعلیٰ مرتبت بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے جدِ امجد حضور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی سفیرِ اعظم تھے۔ اس لیے اللہ پاک نے آپ کو صورت و سیرت میں ان کا جانشین بنایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت عوام الناس تو کیا صوفیاء اور مشائخ کے لیے بھی باعثِ رشک اور قابلِ تقلید تھی۔ انہیں کئی بار عالمِ عرب و عجم کے علماء و مشائخ کے جھرمٹ میں دیکھا گیا مگر ہر بار وہی سب کے سرخیل نظر آئے۔ انکی موجودگی میں کسی کی عظمت و جلالت کا چراغ جلتا تھا اور نہ کسی کی پیشوائی ان سے زیادہ معتبر لگتی تھی

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

علماء و مشائخ ہند کی قدر دانی :

ہندو پاک کے جملہ مشائخ اور علماء و محدثین عظام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتے کہ اسکی مثال صر حاضر میں ملنا مشکل ہے۔ حضور قدوة الاولیاء جب حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خانؒ کی دعوت پر بریلی شریف (ہندوستان) تشریف لے گئے تو حضرت مفتی اعظم ہندؒ نے بریلی شریف کے ریلوے سٹیشن پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ لاکھوں مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر حاضر تھا۔ آپ کی گاڑی کو لمبے لمبے بانسوں کے ذریعے ہزار ہا مسلمانوں نے عظیم مشائخ و علماء سمیت اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور کئی میل کا سفر اسی طرح طے کر کے غنقیت و احترام کا ایک نیا باب رقم کیا۔ مولانا مفتی نقّوس

علی خان مرحوم نے بیان فرمایا کہ میں خود بھی آپ کی گاڑی کو کندھوں پر اٹھانے والوں میں شامل تھا۔ آپ نے بریلی شریف میں تین دن قیام فرمایا اس دوران مفتی اعظم ہند آپ کی تعظیم میں تینوں دن ننگے پاؤں رہے اور آپکے وضو اور طہارت کے لیے ہر وقت خود خدمت بجالاتے رہے۔ اسی دوران آپ کے صاحبزادگان بشمول مولانا اختر رضا خان حضور قدوة الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

اسی طرح حضور قدوة الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر فیصل آباد تشریف لائے تو انہوں نے ریلوے اسٹیشن سے جامعہ رضویہ جھنگ بازار تک راستوں پر سفید کپڑوں کے تھان بچھوائے جس پر آپ کی گاڑی چلتی تھی۔ ایک مرتبہ حضور قدوة الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو رش کی وجہ سے زمین پر بچھائی گئی سفید چادر ہٹ گئی، زمین ننگی ہو گئی حضرت محدث اعظم پاکستان حضور قدوة الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زمین پر گر پڑے اور اپنی ریش مبارک سے جگہ کو صاف کرنے لگے۔ موقع پر موجود علماء کرام حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اولاد اطہار کے لیے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حد درجہ ادب اور کمال تواضع اور انکساری دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

یہی حال دیگر علماء کرام اور مشائخ کا تھا۔ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں آپ کے در دولت پر بغرض زیارت حاضر ہوئے تو قدم بوسی کے لیے نیچے گر پڑے اور حضرت کی قدم بوسی کی۔ لاہور میں حزب الاحناف کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری نے آپ سے چند گھونٹ نوش فرمانے کے بعد آپ کی چائے مانگی اور چائے کی دیگ میں ڈال دی تمام مشائخ عظام اور علماء کرام اس میں سے ایک ایک دو دو گھونٹ تبرکاً لے کر پیتے رہے۔

الغرض حضور قدوة الاولیاء کی شخصیت میں قدرت نے وہ تمام خوبیاں سمو دی تھیں جن کی وجہ سے طول العمر آپ اکابر مشائخ و علماء کی عقیدتوں کا مرکز رہے۔

حضور قدوة الاولیاء کی شادی :

جیسا کہ اوپر بیان ہوا پاکستان تشریف آوری کے وقت آپ بلند روحانی مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ مثالی صحت، خوبصورت قد و قامت اور حسین و جمیل شکل و صورت کے مالک قابل رشک عرب نوجوان تھے۔ اسی خاندانی شرافت اور شخصی وجاہت کی وجہ سے آپ کو بڑے بڑے اعلیٰ خاندانوں کی طرف سے نکاح کے پیغامات آتے رہے۔ مختلف احباب نے ترغیبات بھی دیں لیکن آپ نے خدمت دین کو ہر معاملے پر ترجیح دی۔ بالآخر اشارہ باطنی پا کر بلوچستان کی معروف سیاسی سماجی اور مذہبی شخصیت خان اعظم خان آف قلات نواب احمد یار مرحوم کی دختر نیک اختر کو عقد زوجیت میں قبول فرمایا۔ خان صاحب ایک دیندار خدا ترس اور محب اہل بیت انسان تھے اور حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے خاص طور پر دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قبل ازیں حضور پیر صاحب کے سب سے بڑے بھائی حضرت سیدنا جمال الدین الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خان اعظم آف قلات نواب خداداد خان کی نور نظر سے عقد زوجیت فرمایا تھا جو بمبئی میں مقیم تھے۔ (ان کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں آرہا ہے)۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ نے یہی ایک نکاح فرمایا اور انہی زوجہ محترمہ سے آپ کی اولاد ہوئی جن میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں۔

السید محمود محی الدین الگیلانی مدظلہ العالی
السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی مدظلہ العالی
السید محمد ضیاء الدین الگیلانی مدظلہ العالی

نقیب الاشرف کا منصب جلیلہ :

آپ کا تعلق جس خانوادہ گیلانیہ کی شاخ سے ہے۔ اسے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے لے کر اب تک دربار غوثیہ

کی تولیت اور اوقاف کی نگرانی کے ساتھ ساتھ منصب نقابت کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس خاندان کا جو فرد فرید اس ذمہ داری پر فائز کیا جاتا ہے۔ اسے نقیب الاشراف کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ نقیب الاشراف کی اولاد زربنہ کے نام کے ساتھ اسی مناسبت اور شرف کی وجہ سے نقیب زادہ کے لقب کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو حضرات نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے وہ اپنے نام کے ساتھ صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

نقیب الاشراف کی ذمہ داریوں میں دربار کے جملہ انتظامی معاملات اوقاف کی دیکھ بھال، زائرین کی خبرگیری اور فقراء و مساکین میں وظائف کی تقسیم جیسے اہم امور شامل ہیں۔ اہل عراق کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردن جھکاتے ہیں اور نہ کسی صاحب اقتدار و حکومت کے رعب اور دبدبے کو تسلیم کرتے ہیں جتنا کہ وہ نقیب الاشراف کے اثر اور روحانی اقتدار و حکومت کو مانتے ہیں۔ خاندان گیلانیہ کے علماء، صلحاء، متقین، سیاستدانوں اور جرنیلوں کی مقبولیت اور اہل عراق پر ان کا غلبہ و اثر ہمیشہ عراق کے حکمرانوں کے لیے باعث رشک رہا ہے۔ خاندان گیلانیہ کے روحانی و سیاسی اثر و رسوخ سے بارہا حکمرانوں کو پریشانیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اس خاندان کے مدبر اور سیاست دان حضرات نے اہل عراق کے سیاسی حقوق کے لیے جدوجہد اور قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا اور جب ضرورت محسوس کی تو اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہو کر بھی مخلوق خدا اور دین محمدی ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔

خاندانی سیادت و نجابت :

۱۰ ہمارے شیخ سیدنا طاہر علاؤ الدین حسنی اور حسینی سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۱۶ واسطوں کے بعد حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ سے اور ۲۸ واسطوں کے بعد حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے جبکہ آپ کا سلسلہ طریقت ۱۹ واسطوں کے بعد سیدنا غوث الاعظم ﷺ تک اور ۳۵ واسطوں کے بعد قدوة الاولیاء کا سلسلہ طریقت سید دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ حضرت کے پردادا نقیب

الاشرف شیخ المشائخ سیدنا علیؒ ۱۲ ہجری میں واصل بحق ہوئے۔ حضرت کے دادا شیخ المشائخ سیدنا عبدالرحمن المحضؒ حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔ آپ ۱۲۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور منصب نقابت و تولیت کو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۶ ہجری میں قبول فرمایا۔ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ نے آپکو بحالت خواب بشارت کے ساتھ خلعت خلافت عطا فرمائی۔ ۲۵ سال نقیب الاشرف اور متولی اوقاف کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنے کے بعد آپ کو بادشاہت کی پیشکش کی لیکن آپ نے نصرانیوں سے عطیے کے طور پر ملنے والی حکمرانی کو قبول نہیں کیا۔ بعد ازاں اعلیٰ سطح کی جدوجہد کی خاطر اور عوام الناس کی امداد و اعانت کے لیے وزیر اعظم کا عہدہ قبول کر لیا۔

حضرت کے والد گرامی، شیخ المشائخ السید محمود حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی نقیب الاشرف اور متولی اوقاف گیلانیہ کے مناصب جلیلہ کے حامل تھے۔ آپ نے انگریزوں کی پیشکش کے باوجود عراق کی حکومت کو قبول نہیں کیا آپ اپنے والد ماجد کے دست راست تھے۔ اپنے والد گرامی کی زندگی میں ہی آپ نے ان کی ذمہ داریوں کا سارا بوجھ سنبھال لیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح و بہود کی طرف توجہ فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا محمود حسام الدینؒ کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ میں چھ فرزندان خوشفہل عطا فرما دیے۔ آپ کے دو بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا جمال الدینؒ اور حضرت سیدنا کمال الدینؒ عمر بھر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ لاکھوں افراد نے ان سے رشد و ہدایت اور اصلاح احوال کا فیض حاصل کیا۔ دونوں حضرات وفات پا چکے ہیں۔ حضرت سید جمال الدینؒ بمبئی میں رہے وہیں زندگی بھر دعوت دین اور طریقت و شریعت کی خدمت فرماتے رہے۔ آپ بلند پایہ علمی اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ برصغیر کے تمام علمی مذہبی اور روحانی خانوادے ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جسے کئی معتبر لوگوں کی زبانی ہم نے سنا۔ سیدنا جمال الدینؒ ایک مرتبہ

بغداد سے براستہ لاہور بمبئی جا رہے تھے، لاہور میں کچھ وقت کے لیے آپ کا قیام تھا اس دوران امیر ملت پیر جماعت علی شاہ انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت میں آپ کی خدمت میں دو کتے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ سفر اور ہندوستان کی سکونت میں وہ آپ کی حفاظت اور خدمت کے کام آسکیں۔ اگر آپ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں تو مجھے خوشی ہوگی آپ نے فرمایا لاؤ کہاں ہیں تو پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپنے دونوں صاحبزادے آگے کر دیئے۔

حضرت سید کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بغداد کی خاک پاک میں مدفون ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سید احمد ظفر اگیلانی مدظلہ العالی بغداد میں موجود ہیں۔ سماجی، سیاسی اور مذہبی خدمات کے علاوہ دربار عالیہ غوثیہ میں تولیت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں۔ آپ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۲ء تک پاکستان میں عراق کے سفیر بھی رہ چکے ہیں۔ چوتھے صاحبزادے حضرت سید عبد الرحمان گیلانی مدظلہ العالی نے تاریخ میں ڈاکٹریٹ کے بعد بغداد یونیورسٹی میں درس و تدریس کے شغل کو اپنا رکھا ہے۔ پانچویں صاحبزادے حضرت سید یوسف ضیاء الدین مدظلہ العالی شعبہ قانون سے منسلک ہیں اور بغداد سپریم کورٹ میں وکالت کرتے ہیں علاوہ انہیں دربار عالیہ میں بھی کئی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔ جبکہ چھٹے صاحبزادے ہمارے شیخ و مرشد تدوۃ الاولیاء حضرت الشیخ سیدنا طاہر علاؤ الدین ہیں۔

سلسلہ قادریہ کی سرپرستی :

آپ کو بنجائے حضور پر سلسلہ عالیہ قادریہ کا مجدد کہا جاسکتا ہے۔ آپ نے دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ قادریہ کا فیض پہنچایا اور زندگی بھر سلسلہ قادریہ کی سرپرستی فرمائی۔ حضور پیر صاحب شرق سے غرب دنیا بھر کے ممالک میں سلسلہ قادریہ کے سرپرست اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اندرون و بیرون پاکستان سے لاکھوں مریدین ان سے بالمشافہ اور خط و کتابت کے ذریعے روحانی اور علمی

رہنمائی حاصل کرتے رہے۔

دین کی دعوت و تبلیغ اور حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پہنچانے کے لیے آپ نے عالم اسلام کے علاوہ افریقہ، امریکہ، یورپ، انگلینڈ، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، مغربی جرمنی، مناکو، بلجیم، کینیڈا، کوریا، سائیکان، انڈونیشیا، برما، جاپان، سری لنکا، سنگاپور اور بھارت کے دورے کیے۔ مشرق وسطیٰ کے جملہ عرب ممالک اور ریاستوں میں تو بار بار آپ کا آنا جانا رہتا تھا۔

وصال مبارک :

آخر عمر میں آپ کی طبیعت مبارکہ علیل رہنے لگی تھی۔ آپ کو دراصل گردوں کی تکلیف تھی کوئٹہ اور کراچی کے دوران قیام مقامی معالجوں نے کافی کوشش کی لیکن جانبر نہ ہوئے پھر آپ جرمنی میں مقیم پاکستانی عقیدت مند ڈاکٹر حبیب اللہ اور ڈاکٹر محمد امیر خان نیازی مرحوم کی خواہش پر وہاں تشریف لے گئے ان دونوں حضرات نے آخری ایام میں حضور قدوة الاولیاء کی خوب خدمت کی اور فیوضات سمیٹے، بالآخر ۷ جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے شہزادہ غوث الوری جرمنی میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ پہلے کراچی میں نشتر پارک میں پڑھائی گئی جسکی امامت کی سعادت آپ کے روحانی فرزند اور اسلام کے بطل جلیل علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حصے میں آئی اور بعد ازاں اسی شام لاہور میں منہاج القرآن پارک میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ دونوں مقامات پر مخلوق خدا اور آپ کے عقیدت مندوں کا جم غفیر دیدنی تھا۔ آپ کو تحریک منہاج القرآن کے عظیم تربیتی مرکز ”جامع المنہاج“ ٹاؤن شپ میں سپرد خاک کیا گیا، جہاں ایک ستاندار زیر تعمیر دربار غوثیہ اب مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ آپ کی نسبت سے منہاج القرآن یونیورسٹی کے اس حصے کا نام بغداد ٹاؤن رکھا گیا ہے۔

اہل پاکستان کے لیے یہ بھی سعادت عظمیٰ ہے کہ حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات کا ہر چشمہ اب ہمیشہ کے لیے سرزمین

لاہور میں جاری ہو گیا ہے۔ دربار شریف کے قرب میں واقع ”منہاج القرآن تربیتی مرکز“ ایک عالمی تربیتی مرکز ہے، جہاں ہر سال دس روزہ عشرہ اعتکاف میں ہزاروں معتکف پوری دنیا سے شریک ہوتے ہیں اور سالانہ روحانی اجتماع میں لاکھوں عقیدت مند حاضر ہو کر روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ دعوت اسلام تحریک اور انقلاب کا درس بھی لیتے ہیں۔ علاوہ انہیں یہاں ایک عظیم الشان تحفہ القرآن کالج بھی قائم ہو چکا ہے یوں حضور قدوة الاولیاءؐ کے فیض و برکت کی شعاعیں تیزی کے ساتھ اطراف و اکناف عالم میں پھیل رہی ہیں اسی مقام پر اب تصوف و روحانیت کی تعلیم کیلئے عظیم الشان خانقاہ ”خانقاہ غوثیہ“ تعمیر ہو رہی ہے۔ جس کی سرپرستی براہ راست حضور کے صاحبزادگان فرما رہے ہیں۔ یہ عظیم روحانی خانقاہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی نقیب ٹھہرے گی انشاء اللہ العزیز۔

جمال محمدی ﷺ کا عکس و لنشیں :

سید دو عالم نور مجسم نبی اکرم ﷺ جس طرح جمال صورت اور کمال سیرت میں یکتا تھے، اسی طرح آپ کے اہل بیت اطہار میں بھی یہی خوبی نسل در نسل منتقل ہوتی رہی ہے۔ آپ کے نبی اور روحانی فرزندوں کے حسن صورت و سیرت کو دیکھ کر آج بھی لوگ جمال محمدی ﷺ کا کیف محسوس کرتے ہیں۔ اسلاف کے تذکروں میں اکثر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی طرح ائمہ اہل بیت اور بالخصوص حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حسن سیرت و صورت میں اپنے جد امجد حضور ختم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کا عکس جمیل تھے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے جس طرح تذکروں میں پڑھا اسی طرح اپنے شیخ قدوة الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البندادی قدس سرہ العزیز کو حسن و خلق محمدی ﷺ کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ پایا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہر شخص آپ کی پر وقار شخصیت کے سحر میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ آپ کی مجلس میں جلال و جمال کی کیفیات کا یکساں غلبہ رہتا۔ ہر آنے والا اپنی ہستی، مرتبہ اور جاہ و منزلت بھول جاتا اور گلستان محمدی ﷺ کے

اس سدا بہار پھول کی دلنشیں مسکراہٹوں سے بکھرنے والی کیف اور مستی میں ڈوب جاتا۔ آپ محض کہنے کی حد تک شہزادہ غوث الوری نہیں تھے بلکہ فی الواقع آپ کا پیکر دلربا سر سے پاؤں تک جمال و جلال غوثیت مآب ﷺ کا پرتو تھا۔ چہرہ مبارک بیک وقت انوار و تجلیات الہیہ کا مظہر بھی تھا اور حسن و جمال مصطفوی ﷺ کا پرتو بھی۔ انوار کی بارش ہو رہی ہوتی تو وہ الوہی جلال کا مظہر لگتا جسے نظر بھر کر دیکھنا بھی محال ہوتا اور جب اس پر حسن مصطفوی ﷺ کی بہار ہوتی تو ان کی تبسم کناں صورت نظروں سے گزر کر دل میں اتر جاتی۔ دل چاہتا یہی صورت پیش نظر رہے اور دیدہ و دل دیدار کے جام نوش کرتے جائیں۔

محزن علم و عرفان :

حضور پیر صاحبؑ کے پاس وقت کے حکمرانوں سے لیکر عام سائلین تک ہر شعبہ زندگی کے لوگ حاضر ہوتے۔ ان میں سے اکثریت دعا کے لیے عرض کرتے اور آپ دعا فرما دیتے۔ بعض لوگ عہد ایا احتیاج مختلف مسائل پر آپ کی رائے بھی لیتے یا پھر بات سے بات چل نکلتی۔ دونوں صورتوں میں آپ مخاطب کی ذاتی، علمی، خاندانی اور پیشہ وارانہ حیثیت کو سامنے رکھ کر سیر حاصل گفتگو فرماتے۔ بلکہ ہم نے تو اکثر یہ دیکھا ہے کہ آپ سر جھکا کر بیٹھے ہوتے اور آپ کی نیچی نگاہیں حاضرین کے دل و دماغ میں لٹھنے والے سوالات کا تعاقب کر رہی ہوتیں اور زبان مبارک ٹھہر ٹھہر کر لعل و جواہر کے موتی بکھیرتی چلی جاتی۔

آپ کی محفل میں ہر آنے والے کو حسب حال مراد مل جاتی، علماء کو علم کے موتی حکماء کو حکمت و تدبیر کے جواہر اور اہل عشق و محبت کو قلب و نظر کا سکون و قرار۔ آپ کی محافل و مجالس علوم و معارف کا ایسا متنوع خزانہ تھیں جہاں پوری دنیا کی ثقافت، سیاست، معیشت اور تاریخ زیر بحث آتی۔ آپ کی گفتگو میں تصوف و روحانیت کے اسرار و رموز بھی ہوتے اور معاصر علوم و افکار پر سیر حاصل تبصرے بھی۔ آپ سے دنیا کے جس خطے کا آدمی ملتا آپ وہاں کی صنعت و حرفت عادات و خصائل اور زبان و ادب اور تاریخ پر کھل کر اظہار

خیال فرماتے۔ اس سلسلے میں آنکھوں دیکھے واقعات کی لمبی فہرست ہے لیکن یہاں بطور استشہاد کچھ واقعات بطور خاص درج کیے جا رہے ہیں۔ جن کے راوی مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری خود ہیں۔

فرماتے ہیں۔ ”ایک مرتبہ کراچی درس قرآن کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہمدرد ملت حکیم محمد سعید دہلوی صاحب بھی حاضر تھے۔ حسب معمول آپ کے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت ملی۔ کھانے کے دوران حکیم صاحب نے اپنی مہارت تامہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے چند جڑی بوٹیوں کے متعلق سوالات کیے۔ آپ نے ان بوٹیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نہ صرف ان مرکبات کا نام لیا جن میں وہ استعمال ہوتی ہیں بلکہ ان کے فوائد اور علاج کے بارے میں بھی بتا دیا۔ حکیم صاحب حیران رہ گئے اور کہنے لگے واللہ مجھے اپنی پوری زندگی کی حکمت کے باوجود ان معلومات میں سے ۲۵ فی صد کا علم تھا، باقی نہ کبھی پڑھے تھے اور نہ سنے تھے۔“

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ بتاتے ہوئے پروفیسر صاحب نے فرمایا ”کراچی میں ہی ایک درس قرآن کے بعد حسب معمول شرف باریابی ہوا میرے ساتھ اس مرتبہ محترم نسیم شاہ صاحب تھے۔ جو حبیب بنک کے صدر اور علم نجوم اور جفر سے دلچسپی رکھتے تھے۔ باتوں باتوں میں نسیم شاہ صاحب نے اسی حوالے سے کچھ پوچھ لیا۔ پھر کیا تھا آپ نے علم نجوم اور علم جفر کی تاریخ، انکے باہمی فرق اور دیگر تفصیل پر ایسا سیر حاصل تبصرہ کیا کہ ہم ان کا چہرہ تکتے رہ گئے۔“

”ایک مرتبہ میں دعوتی اور تنظیمی دورے پر حضور قدوة الاولیاءؑ کے ہمراہ لندن قیام پذیر تھا۔ یورپ کے مختلف علاقوں سے عقیدت مند حاضر ہو کر شرف زیارت و ملاقات حاصل کر رہے تھے۔ ایک دن دو اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی آئے، آپ نے پوچھا ”کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے ایک جزیرے کا نام بتا دیا،“ پھر استفسار فرمایا کب سے رہ رہا ہے؟ کہنے لگے دو تین پشتوں سے۔ حضورؐ نے یورپ اور بالخصوص ان کے جزیرے کی ثقافت، زراعت، سیاست اور سماج وغیرہ پر بھرپور معلوماتی گفتگو فرمائی۔ وہ لوگ حیران ہو کر پوچھنے لگے کیا آپ بھی

وہاں رہتے رہے ہیں؟ آپ نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں فرمایا

”واللہ ہم تو کبھی گیا بھی نہیں“ کسی نے سچ کہا ہے

اہل دل اہل نظر ہوتے ہیں تم کچھ بھی کہو

ان کو ہر آن زمانے کی خبر ہوتی ہے

یہ علوم و معارف اللہ کا نور ہے اور وہ یہ نور اپنے محبوب بندوں کو خود ودیعت فرماتا ہے۔ علم و حکمت کا یہی نور بندہ مومن کی فراست ہوتی ہے۔ یہ فراست صرف اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اسے مکتب و مدرسہ سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے ایسے لوگوں کی محافل و مجالس میں بیٹھنے والوں کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ۔ ”مومن کی فراست سے بچ کر رہا کرو یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہے“

کشف اور تصرف کون کا مقام:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ولایت کا وہ بلند مقام عطا فرمایا تھا جہاں پہنچ کر اللہ کا ولی کائنات ارضی و سماوی کو ہتھیلی پر رکھی ہوئی چیز کی طرح دیکھتا ہے اور اس میں تصرف بھی کرتا ہے۔ قائد تحریک منہاج القرآن کی زبانی درج ذیل آنکھوں دیکھے اور خود پر بیٹے ہوئے چند واقعات آپ کے کشف اور تصرف کے ناقابل تردید ثبوت ہیں۔

مدینہ منورہ کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے رفقاء کے ساتھ محدث علی پوری امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کے ”رباط“ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مدینہ پاک جاتے ہی مجھے سخت بخار ہو گیا۔ اس دوران ہمارے بعض ساتھی حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی صاحب سے ملنے گئے۔ میں علالت طبع کے باعث خود تو حاضر نہ ہو سکا البتہ سلام بھیج دیا۔ ساتھیوں نے ملاقات کی اور انہیں میرے سلام کے ساتھ علالت کا بھی بتایا۔ دوسرے دن انہوں نے مہربانی فرمائی وہ پر تکلف ناشتہ

تیار کروا کر خود ملاقات اور عیادت کے لیے میری رہائش گاہ پر تشریف لے آئے، ملاقات ہوئی احوال و ظروف پر بات چیت ہوئی اور وہ رخصت ہو گئے۔ واپسی پر جب کراچی بارگاہ شیخ میں حاضر ہوئے اور حضور نے حسب سابق مجھ سے عمرہ کا حال احوال دریافت فرمایا۔ سارے واقعات و حالات بیان کیے اتفاق سے مدینہ پاک کی یہ ملاقات بیان کرنا بھول گیا جب میں خاموش ہو گیا تو آپ فرمانے لگے ”پروفیسر صاحب مولانا فضل الرحمن نہیں ملا تھا، تب مجھے یاد آیا اور پھر وہ سارا واقعہ بھی عرض کر دیا۔ یہ اور اس قسم کے ہزاروں واقعات اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور قدوة الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی فیضان سے نواز رکھا تھا اور آپ صورت و سیرت میں ان سے مماثلت کے ساتھ ساتھ کشف کون (کائنات کے احوال سے آگاہی) کے اس مقام پر بھی فائز کر رکھا تھا جس کے متعلق حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں واضح ارشاد ہے۔

نُظِرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ التَّصَالِي
 ”میں کائنات کو اسی طرح اپنی نظر میں رکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا ایک چھوٹا سا دانہ ہو۔“

... اور آپ نے نایاب پھل مہیا کر دیئے :

تقریباً۔ کون کے حوالے سے اور بھی بہت سے واقعات ہیں مگر تمثیلاً چند ایک پیش خدمت ہیں۔

کراچی کے ایک سیٹھ اسماعیل زکریا صاحب نے ہمیں ایک مرتبہ یہ واقعہ بیان کیا کہ دسمبر کے مہینے میں ایک روز حضور پیر صاحب کے در دولت پہ کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا ہمارے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اسماعیل زکریا! کونسا پھل کھائے گا؟ میرے دل میں خیال آیا کہ ایسا پھل مانگوں جس کا موسم اس وقت نہ ہو۔ میں نے عرض کی۔ حضور تازہ آم کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ مسکرا پڑے۔ سمجھ گئے کہ اسے شرارت سوچھی ہے خادم کو فرمایا! ”فرتج سے تازہ آم نکال کر لاؤ“۔ رفیق نے

تازہ آم لاکر پیش کر دیا۔ اسماعیل زکریا صاحب کہتے ہیں کہ آم تو ہم نے کھالیا مگر شرم سے پانی پانی ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ ایسا پھل مانگتے جس کا برصغیر پاک و ہند میں وجود ہی نہ ہوتا۔ اس طرح میں نے ذہن میں رکھ لیا کہ پھر اگر کبھی موقع ملا تو ضرور کوئی ایسا ہی پھل مانگوں گا۔ پھر ایک روز ایسا ہی موقع آیا۔ میاں محمد نواز شریف (اس وقت وزیر اعلیٰ تھے) اپنے کچھ ایم پی اے حضرات کے ساتھ وہیں پر موجود تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد تشریف فرما تھے۔ کھانا کھایا۔ بعد ازاں حضورؐ نے پھر مسکرا کر فرمایا۔ اسماعیل زکریا! آج کیا پھل کھائے گا؟ میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً گزارش کی حضور ”منگستین“ ایک ایسا پھل ہے جس کا زندگی میں پہلی دفعہ نام سنا ہے۔ فرمایا۔ ”تمہیں ابھی کھلاتا ہے۔“ پوچھا۔ نواز شریف یہ پھل دنیا میں کبھی دیکھا ہے یا کھایا ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ دنیا میں کبھی دیکھا تک نہیں بلکہ نام بھی پہلی بار سن رہا ہوں۔ پھر اختر رسول سے پوچھا۔ ”اختر رسول تم ہاکی کے لیے پوری دنیا میں سفر کرتا ہے۔ کبھی یہ پھل دیکھا ہے۔“ عرض کی۔ ”حضور نام بھی کبھی نہیں سنا۔“

آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔ یہ پھل تبت یا برما میں قلیل مقدار میں پایا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں تو اس کا وجود تک نہیں ہے۔ اتنی بات ہو رہی تھی کہ باہر سے خادم آیا اس نے بتایا کہ حضورؐ ڈاکیا یہ پارسل لایا ہے۔ فرمایا۔ میرے پاس لاؤ۔ اسے کھولا گیا تو وہ پارسل منگستین سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا۔۔۔۔۔ لو بھی۔ کھاؤ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر خانہ ہے۔ یہاں سب کچھ ملتا ہے یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے۔

خواجہ افضل صاحب جو کہ چائے کے ماہر تاجر تھے وہ ایک دفعہ میری موجودگی میں حضور پیر صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ برسبیل تذکرہ انہوں نے حضور کے سامنے چائے کا ذکر چھیڑ دیا۔ آپ نے چائے کی کوئی پچاسوں اقسام بیان کیں اور ان کی خوشبوؤں کے بارے میں بھی تفصیل سے بتاتے گئے۔ ذائقے بھی بیان کرتے گئے پھر باتوں باتوں میں ہمیں اپنے کچن میں لے گئے۔ سامنے شیشے کی کھڑکی میں سے چائے نکال نکال کر ہمیں دکھاتے بھی گئے اور علیحدہ علیحدہ ان

کے ذائقے بھی بتاتے گئے۔ خواجہ صاحب سے حضور نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کیا یہ آپ کو معلوم تھا؟ انہوں نے عرض کی۔ حضور مجھے تو صرف پانچ سات اقسام کا علم تھا باقی کا اب معلوم ہوا ہے۔

علمی تجرُّب اور استحضار

علم انسان کا ایسا زیور ہے جس کے بغیر اسکی کوئی قدر و قیمت ہے نہ شناخت۔ علم انسان کو اپنی ذات سے لے کر کائنات کا عرفان بھی سکھاتا ہے اور خالق کی معرفت سے بھی ہمکنار کرتا ہے۔ علم بندہ مومن کا وہ بنیادی وصف ہے جس کے ذریعے وہ اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت کا معیار اور پرکھ قائم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے باعمل عالم کو جاہل عابدوں پر فوقیت دیتے ہوئے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد کفضل البدر علی سائر الکواکب - (کنز العمال، ح: ۲۸۷۹۰) عابد پر عالم کو اتنی فضیلت ہے جتنی (چودھویں کے) چاند کو ستاروں پر۔ ایک دوسری روایت میں ارشاد فرمایا: فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم - (کنز العمال: ۱۰ ح ۲۸۷۳۰) - ”عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنی مجھے تم میں سے کسی معمولی شخص پر ہے۔“ علم کی اسی اہمیت کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ نے حصول علم کو اپنی امت کے ہر مرد اور عورت پر فرض کیا ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ اور عرفاء و صلحاء امت کا یہ وصف رہا ہے کہ وہ معرفت و طریقت کی منازل طے کرنے سے پہلے علم شریعت کے حصول کو لازم ٹھہراتے رہے ہیں۔ اسی مناسبت سے تصوف اور آداب طریقت پر لکھی گئی ہر کتاب کا آغاز فضیلت علم سے ہوتا ہے۔

جس طرح حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی مشہور زمانہ کتاب ”کشف المحجوب“ کا پہلا باب ہی فضیلت علم پر ہے جس نے انہوں نے علم کو طریقت کا پہلا ادب قرار دیا ہے اور جاہل فقراء کی خوب مذمت کی ہے۔

الغرض علم شریعت کے بغیر فقر و دوریشی اور ولایت کو حاصل کرنے والوں

کی اکثریت کفر و ضلالت میں ٹھوکریں کھاتی ہے۔ یہ تو ہے ظاہری علوم کی فضیلت۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اس علم کے علاوہ خصوصی ”علم لدنی“ سے نوازتا ہے جس طرح وہ انبیاء و رسل کو علم و معرفت کے سمندروں سے نوازتا رہا۔ یہی علم اولیاء اللہ کی بصیرت اور فراست سے جھلکتا ہے۔ ہم اوپر یہ ذکر کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مرشد و شیخ سیدنا طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اسی علم و معرفت کے خزانے سے نواز رکھا تھا۔ کشف کون کے ضمن میں مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ آپ کا علمی تبحر، استحضار اور علماء کی آراء کا ادراک ہے۔ آپ حق تعالیٰ پر مسائل پر آئمہ اربعہ کی آراء سے پوری طرح آگاہ تھے۔ تاہم اکثر و بیشتر امام اعظم ابو حنیفہ کی رائے کو ترجیح دیتے۔ علاوہ ازیں امہات الکتاب تفاسیر احادیث اور عقائد سے متعلق ذخیرہ کتب پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔ اس ضمن میں کئی شواہد درج کیے جاسکتے ہیں لیکن ہم ایک مستند شخصیت کے ذاتی واقعہ کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ آپ کے مخالف عقیدت مند اور مرید بامراد مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کہتے ہیں۔

”ایک مرتبہ حضور پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضر تھا اس دن کاتب موجود نہیں تھا آپ کا چونکہ معمول تھا کہ ہر روز کی ڈاک دیکھتے اور وضاحت طلب امور کا جواب بھی دیتے۔ یہاں ایک بات یاد رہے کہ آپ خود لکھنے کی بجائے ہمیشہ Dictate کرواتے تھے۔ اس دن آپ نے مجھے حکم دیا ڈاک میں ایک عقیدت مند نے ”قصیدہ رُوحی“ کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ حضور غوث الاعظم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیا واقعی یہ آپ کا اپنا کلام ہے یا کسی اور کا۔ آپ نے یہ سوال سن کر مجھ سے فرمایا ”پروفیسر صاحب آپ کیا بولتا ہے؟“ میں نے ادباً اپنی رائے محفوظ رکھی اور عرض کیا حضور جو آپ حکم فرمائیں گے میری بھی وہی رائے ہوگی۔ آپ نے حسب معمول سر جھکا کر تھوڑا توقف فرمایا پھر فرمانے لگے۔ ”لکھ دو یہ قصیدہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ہی ہے“ ساتھ

ہی آپ نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصانیف ”بہجۃ الاسرار“ کے حواشی اور تین چار کتب کے حوالے بھی لکھوا دیئے۔ پھر اسی اکتفا نہیں فرمایا اندر جا کر وہ کتب بھی لے آئے اور مجھے دکھا بھی دیں۔ میں آپ کے اس استحضار پر حیران رہ گیا۔

اسی طرح بے شمار مواقع پر جب بھی فقہی، کلامی یا دیگر ادق علمی مسائل پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا جاتا آپ اپنا مختصر واضح اور دو ٹوک موقف سامنے رکھ دیتے۔ اسکے بعد آئمہ اربعہ کی آراء محدثین اور مفسرین کا نقطہ نظر اور دیگر ضروری تفصیل پر گفتگو فرماتے یوں لگتا جیسے آپ کے سامنے امہات الکتاب کھلتی جاتی ہیں اور آپ وہاں سے دیکھ دیکھ کر اپنے موقف میں دلائل دیتے جارہے ہیں۔

در اصل اولیاء اللہ کی اکثریت کو اللہ تعالیٰ ایسے لدنی اور وہی علوم عطا فرماتا ہے کہ ان کے سامنے علوم ظاہری کے مجتہد اور فقہان عصر تاب نہیں لاسکتے۔ عرفاء کاملین کے سامنے کتابی علوم ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں بہت سی ضخیم کتب آج بھی اسلامی ذخیرہ کتب کی زینت ہیں جو ایسے عرفاء کے اقوال اور Dictations ہیں جنہوں نے بظاہر کسی مکتب و مدرسہ یا یونیورسٹی سے علوم و فنون کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن ضرورت پڑنے پر انہوں نے تقابیر، احادیث کی روایات اور دیگر علوم و فنون پر پوری مہارت اور دسترس کے ساتھ تبصرے کیے ہیں اور آئمہ حدیث کو ان کے تفوق علمی اور رسوخ کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس ضمن میں ایک مشہور کتاب ”الابرز“ کا حوالہ دینا موضوع کی وضاحت کے لیے مناسب ہو گا۔

عربی زبان میں لکھی گئی یہ خوبصورت اور دلچسپ کتاب دراصل مصر کے عارف کامل حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات کا مرتبہ مجموعہ ہے جسے ان کے ایک فاضل عقیدت مند سیدی احمد بن مبارک نے مرتب کیا ہے۔ پوری کتاب اس طرح کی ہزاروں مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ مرتب

نے ذاتی تجربے سے متعدد مقامات پر ثابت کیا ہے کہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کسی مکتب و مدرسہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے لیکن وہ احادیث کی صحت اور ضعف و تفسیر کی روایات پر بڑے وثوق سے گفتگو فرماتے۔ علماء ان کی رائے کو علامہ سیوطی، علامہ ابن حجر اور علامہ ابن کثیر جیسے صاحب الرائے محدثین کی تحقیقات کی روشنی میں دیکھتے تو حیران ہوتے کیونکہ عبدالعزیز دباغ کی رائے ہی صائب اور درست ثابت ہوتی۔

زاہد شب زندہ دار:

سلف صالحین عرفاء و متقین کے معمولات میں قیام التلیل ایک اہم معمول رہا ہے۔ قرب نوافل کی وہ منزلیں جن سے گزر کر بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں حتیٰ کہ اسکی رضا کا پیکر بن جاتا ہے۔ دراصل رات کی خاموش تاریکیوں میں ہی طے ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور کے متلاشیان حق نے قیام لیل میں مداومت کو اپنے اوپر فرض کیے رکھا۔ امام شعرانیؒ نے تو یہاں تک فرمایا کہ ”جو شخص فقر کا دعویٰ کرے اور رات نیند کے غلبے میں بسر کر دے اسے طریقت سے کچھ حاصل نہ ہوگا“۔ شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے اسی لیے بجا طور پر فرمایا:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

چنانچہ حضرت سیّدنا طاہر علاؤ الدینؒ (جن کے بچپن کا معمول اوپر بیان ہو چکا ہے) بھی زاہد شب زندہ دار تھے۔ قائد تحریک منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی حضور پیر صاحب کے ہاں حاضر ہوتا اور رات قیام کا موقع ملتا تو ہمیشہ رات کو جاگ کر گزارتا۔ آپ کے معمولات دیکھتا رہتا۔ چھپ کر خاموشی کے ساتھ اس کمرے پر نظریں جمائے رکھتا جہاں آپ نوافل وغیرہ ادا فرماتے۔ آپ کا حجرہ مبارک برآمدے کے ساتھ تھا جس میں سرخ یا سبز رنگ کا زیرو پوائنٹ بلب روشن ہوتا۔ حضور کمرے میں تنہا ہوتے تھے اور اس جالی دار کھڑکی میں سے میں ہمیشہ آپ کو قیام و مناجات میں دیکھتا یوں حضور کی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں گزر جاتی اور میری رات

آپ کی اس شب زندہ داری کی کیفیت کو دیکھتے دیکھتے گزر جاتی۔ بعض اوقات مجھے یہ خیال آتا کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں اگر حضور نے مجھے یوں دیکھ لیا تو ناراض ہوں گے چنانچہ ایک دن اسی طرح بیٹھے بیٹھے ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا جو درج ذیل ہے۔

میں حسب معمول آپ کے حجرے کے قریب نظریں جمائے بیٹھا تھا کہ اندر سے دروازے کی چٹکئی کھلنے کی آواز آئی، میں جھٹ سے اسی خطرے کے پیش نظر اٹھ کر بھاگا کہ آپ مجھے یوں دیکھ کر غصہ نہ فرمائیں میں اپنے کمرے میں آگیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا لیکن باہر ہلکی ہلکی چاندنی تھی۔ میں کمرے میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس دن خلاف معمول آپ نصف شب کے وقت باہر تشریف لائے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھ باندھ رکھے تھے اور حالت اضطراب میں صحن کا چکر لگا رہے تھے۔ خاصی دیر اسی طرح گھومتے رہے پھر واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ میری سمجھ میں یہ تو نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا۔ ہاں آپ کی کیفیت دیکھ کر لگتا تھا کہ آپ کچھ پریشان اور مضطرب ہیں۔ خیر رات گزر گئی۔ دن چڑھا اور آپ حسب معمول دربار شریف میں آکر جلوہ افروز ہوئے ایک بلوچی حضور کا قریبی خادم بھی دربار میں حاضر تھا آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا ”آپ گاڑی بے احتیاطی سے چلاتا ہے آج رات آپ نے ہم کو بہت پریشان کیا کیونکہ تمہارے ایکسیڈنٹ کا خطرہ تھا“۔ یہ سنتے ہی وہ بلوچی خادم آپ کے قدموں میں گر کر رونے اور معافی مانگنے لگا۔ بعد ازاں ہم نے اس سے اصل سبب پوچھا تو اس نے ہمیں بتایا کہ ”رات دراصل میں سبکی طرف سے کوٹھ آ رہا تھا پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی ہوئی سڑک پر چلتے ہوئے مجھے نیند کے غلبے سے بار بار اونگھ آرہی تھی اور ایک دو بار تو گاڑی گرتے گرتے بچی“ بلوچی شخص کی اس سرگزشت سے مجھے معلوم ہوا کہ رات کی پریشانی کا سبب یہی شخص اور اسکی غیر محتاط ڈرائیونگ تھی۔ حضور پیر صاحب قبلہ دراصل اسکو خطرناک حادثے سے بچانے کی خاطر بار بار بے چینی کی حالت میں پھرتے رہے۔“

پروفیسر صاحب کے بیان کردہ اس ایک واقعہ میں شب بیداری کے علاوہ حضور پیر صاحب کی دو اور صفات عالیہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ آپ اپنے مریدین کے حال سے آگاہی رکھتے تھے۔ دوسرا یہ کہ آپ کو مرید خالص سے اتنی محبت تھی کہ اسکی متوقع مشکل کا ادراک فرما کر نہ صرف خود پریشان ہوئے بلکہ آپکی بروقت توجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بڑے حادثے سے بچا لیا۔ یہ قوت و تصرف بھی حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی فیضان کا حصہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نواز رکھا تھا۔

شانِ استغناء اور بے نیازی :

استغناء اور بے نیازی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور جو بندہ اللہ کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا ہے وہ صفات الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے اس لیے استغناء اور بے نیازی بھی اولیاء اللہ کا لازمی وصف ہوا کرتا ہے۔ یہی وصف انہیں مخلوق سے ملنے والے نفع و نقصان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ صرف ایک اللہ وحدہ لا شریک کا بندہ ہوتا ہے اور تمام حاجات امیدیں اور تمنائیں اسی سے وابستہ رکھتا ہے۔ توحید کی روح بھی یہی ہے کہ بندہ صرف معبود حقیقی کے در پر سجدہ ریز رہے اور ماسوا کو کبھی بھی خاطر میں نہ لائے۔ تعلیمات تصوف و طریقت میں ”استغنائے نفس“ کی اہمیت سے تشنگانِ علم و معرفت کو روشناس کرایا جاتا ہے۔ اسلاف میں اسکی مثالیں کثرت سے دستیاب ہیں لیکن فی زمانہ یہ جو ہر کیاب ہے۔ بالخصوص آج کے مادیت زدہ ماحول میں تو ”روحانیت“ بھی الا ماشاء اللہ مادیت کے حصول کا ایک ذریعہ بن چکی ہے۔

تصوف و روحانیت کے نام پر بے شمار نام نہاد ”روحانی شخصیات“ عوام الناس کو لوٹتی نظر آتی ہیں۔ اس تناظر میں ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کی سیرت بالکل منفرد تھی۔ آپ کو اللہ پاک نے وہ شان بے نیازی دے رکھی تھی کہ شاہان وقت خود چل کر آپ کی بارگاہ میں جاتے اور اپنی خدمات پیش کرتے لیکن کبھی بھی کسی کے سامنے اپنی کوئی حاجت اور آرزو نہ رکھی۔ بلکہ یہ عام

مشاہدے کی بات ہے کہ صدر ایوب اور صدر ضیاء الحق مرحوم جیسے مطلق العنان حکمران تو عام حاضرین کی طرح آپ کی دست بوسی کو سعادت سمجھتے تھے۔ آپ چاہتے تو ایک اشارے سے ملک کے کسی بہترین خطے میں بھی قیمتی جائیدادیں اکٹھی کر سکتے تھے۔

پاکستان کے سابق صدر ایوب خان نے ایک مرتبہ آپ کی مالی خدمت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک زبردست تاریخی جملہ ارشاد فرمایا ”جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا بند ہو جائے گا تو آپ سے لے لیں گے“ سچ کہا ہے اقبال نے :

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء
یہ شان استغناء آپ کو اپنے غیور اسلاف کی طرف سے ورثے میں ملی
تھی۔ اللہ والوں کی یہی پہچان ہے کہ ان کے دروازے پر بادشاہ آئے یا غریب
وہ دونوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ نہ شاہوں سے اپنے لیے کچھ طلب کرتے
ہیں اور نہ انکے قصر سلطنت کو اپنی آرزوؤں کا مسکن بننے دیتے ہیں۔ نہایت
افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاصر خانوادوں میں سے کئی ایک سجادہ
نشین حضرات کی ”خدمت اسلام“ کا دائرہ کار اب مروجہ سیاست کے ذریعے
ایوانہائے اقتدار کے طواف تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ فقر و درویشی کی
دنیا میں امارت اور حکومت کی طلب تو کجا قربت بھی پسندیدہ نہیں۔ حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے اسی لیے فرمایا ! ”بئس الفقیر علی باب الامیر“ برا ہے وہ درویش جو
شاہوں کے دروازوں پر نظر آئے۔“

منع فیض سے مضبوط تعلق اور فنائیت :

حضور قدوة الاولیاء پابند شریعت، عارف باللہ اور فنا فی الرسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین و ایمان کی فراوانی سے نوازا رکھا تھا۔ یہ کیفیت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان منع فیض یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی اکرم

ﷺ سے اطاعت و محبت کا مضبوط تعلق رکھتا ہو۔ اور یہ تعلق اسے اٹھتے بیٹھتے سراپا ذکر بنادے۔ اسی تعلق کو تصوف و طریقت میں ”فنائیت“ کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک بامراد مرید کی طرح آپ بھی اپنے جد اعلیٰ حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فنائیت کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ بیعت فرمانے کے بعد جب آپ اور ادو و طائف کی تلقین فرماتے تو ہمیشہ فرماتے ”تم غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا ہے“۔ یہ معمولی بات نہیں، بہت بڑے حوصلے، اعلیٰ مقام و مرتبہ اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے قرب تعلق کی علامت ہے۔

مخالف ذکر و نعت میں آپ جذب و ضبط کا مجسمہ بنے رہتے۔ لیکن کئی بار دیکھنے میں آیا کہ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت سنتے سنتے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے اور بے اختیار وجد آور کیفیت میں ”المدد یا غوث الاعظم المدد یاد شگیر“ کا ورد فرماتے۔ آپ کو اپنے جد اعلیٰ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو جذباتی لگاؤ اور موانست تھی اس کا اظہار لفظوں کی زبان سے ناممکن ہے۔

جب بھی دعا فرماتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جلیلہ سے مانگتے۔ الغرض آپ کی ہر سانس اور ہر دھڑکن میں ذکر الہی کے بعد سرور کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سیدنا غوث الاعظم کی یادیں اور ادائیں سمٹ آتی تھیں۔ ان دونوں ہستیوں سے آپ کا نہ صرف قابل رشک روحانی اور دینی تعلق تھا بلکہ نسبی اور خونی تعلق بھی تھا اور یہ نسبت کوئی عام نسبت نہیں بہت بڑی سعادت اور منفرد شرف ہے جس پر آپ جتنا ناز کرتے کم تھا۔

آپ اس نسبت کی لاج بھی رکھتے اور ہمیشہ اس کا ادب و لحاظ بھی فرماتے۔ ہر فضل و کمال کی نسبت ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب فرماتے۔ یہ آپ کا اظہار عجز بھی تھا اور مقام محبت و فنائیت بھی۔

بارگاہ غوثیت میں محبوبیت اور قرب کا مقام :

حضور قدوة الاولیاء کو قدرت کے عطا کردہ اعلیٰ محاسن خاندانی سیادت اور

بالخصوص حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نسبی اور روحانی تعلق نے جملہ معاصر اولیاء اللہ کے لئے مقتداء و پیشوا تو بنایا ہی تھا لیکن خود حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ قرب اور محبوبیت کے مقام رفیع پر فائز تھے۔ اسکی زندہ شہادت تو یہی ہے کہ آپ کے توسط سے اللہ تعالیٰ نے عصر حاضر میں سلسلہ قادریہ کا فیضان مشرق و مغرب میں پھیلایا۔ بلاشبہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اس فرزند جلیل پر فخر بھی ہے اور ناز بھی۔ کیونکہ آپ اپنے دور میں سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور قبطیت کے مظہر تھے۔ قائد تحریک منہاج القرآن علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی بیعت کا جو ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں اس میں ایمان و ایقان کی قدیلیں جلا کر آپ کے اس مقام قرب و محبوبیت کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں ”میں جب سنّ شعور کو پہنچا تو قبلہ والد صاحب (ڈاکٹر فرید الدین قادری) نے مجھے فرمایا کہ بیٹے تمہیں کسی کامل شیخ سے بیعت کروانا چاہتا ہوں۔ ان دنوں میں میٹرک کا طالب علم تھا میں نے ان کا حکم بلا تامل مان لیا اور پھر وہ مجھے نہ جانے کہاں کہاں لیے پھرتے رہے۔ لیکن مجھے کسی سے بیعت نہ کروایا۔ وہ خود چونکہ سیدنا ابراہیم سیف الدین الگیلانی التقیب سے بغداد شریف میں بیعت ہوئے تھے اور مجھے بھی اسی عظیم روحانی خانوادے سے وابستہ کرنا چاہتے تھے۔ اس دوران میں نے میٹرک پاس کر لی اور ایف ایس سی پری میڈیکل کی تعلیم کے لیے فیصل آباد گورنمنٹ کالج میں داخل ہو گیا۔ ہمارا خاندان حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت و محبت رکھتا تھا۔ اس لیے میں نے والد صاحب سے مشورے کے بعد یہ ٹھان کر استخارہ شروع کر دیا کہ جہاں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مجھے بیعت کا حکم فرمائیں گے وہیں بیعت کروں گا۔ پہلی رات استخارہ کے نوافل دعائے مسنونہ اور کچھ اوراد و وظائف کے بعد سو گیا۔ خواب میں حضور پیر صاحب قبلہ کی زیارت اس طرح ہوئی کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے جس کی آپ صدارت فرما رہے ہیں۔ میں بھی سامعین میں اگلی صف کے درمیان بیٹھا ہوں آپ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

میں اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سے آپ کا نام پوچھتا ہوں تو مجھے پہلی مرتبہ آپ کا نام اور حضور غوث اعظمؒ سے قریبی تعلق نسب کا علم ہوتا ہے۔ بتانے والے نے یہ بھی بتایا کہ یہ اصل بغداد شریف کے نقباء میں سے ہیں لیکن آجکل کوئٹہ میں رہائش پذیر ہیں۔ بس خواب ختم ہو گیا۔ میرے لیے یہ اشارہ کافی تھا بلکہ واضح حکم تھا لیکن میں نے پہلے سے ہی سات راتوں کا عزم کیا ہوا تھا۔ اس لیے دوسری رات پھر استخارہ کیا۔ رات گزر گئی۔ پھر تیسری رات کیا۔ پھر اسی طرح حضور پیر صاحب قبلہ کی زیارت ہوئی اور یوں ہوئی کہ آپ ہمارے گھر (جھنگ) میں تشریف لاتے ہیں، اس خاص کمرے میں جہاں میں پڑھتا اور سوتا تھا جا کر ایک چیز چھوڑنے اور ایک کو اپنانے کی تلقین فرمائی۔ میں نے خواب میں ہی عرض کیا حضور مجھے بیعت فرمائیں آپ نے فرمایا، نہیں بیعت پھر کریں گے۔ اب میرے دل و دماغ میں آپ کی کشش اور بڑھ گئی لیکن ساتھ ہی یہ عزم صمیم بھی کر لیا کہ جب تک حضور غوث اعظمؒ خود میرا ہاتھ پکڑ کر کسی کے ہاتھ میں نہ رکھ دیں گے میں بیعت نہیں کروں گا۔ میں نے پانچویں اور چھٹی رات کو بھی استخارہ کیا مگر آخری اور ساتویں رات خواب دیکھا کہ۔۔۔۔۔ کوئٹہ گیا ہوں لٹن روڈ جو آجکل جناح روڈ کے نام سے مشہور ہے اسکی طرف جا رہا ہوں۔ سڑک کے بائیں جانب فٹ پاتھ کے ساتھ جو گلی مڑ رہی ہے اسکے کنارے پر جب پہنچتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ اندر سے تشریف لارہے ہیں۔ میں نے بڑھ کر قدم بوسی کی آپ نے بڑی شفقت فرمائی۔ قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کرتا۔ آپ نے خود میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا۔۔۔۔۔ جاؤ ہم نے طاہر علاؤ الدین سے کہہ دیا ہے ان سے بیعت کر لو۔ میں حکم کی تعمیل میں گلی مڑ کر تھوڑا آگے گیا تو جاتے ہی مجھے ایک مکان نظر آیا جس میں جا کر میں نے حضور قدوة الاولیاءؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ اب میرے لیے کسی تردد اور ظن و تخمین کی گنجائش نہ تھی میں نے وفور شوق میں کوئٹہ جانے کی تیاریاں کر لیں اور اپنے چچا (جو فیصل آباد ریلوے میں

ملازم تھے) کو اپنے ساتھ تیار کیا انہوں نے چھٹی لی اور ہم اگلے روز کوئٹہ پہنچ گئے۔

حضور پیر صاحب کا اسم گرامی لے کر رہائش کا پتہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ خداداد خان روڈ پر رہائش پذیر ہیں۔ وہاں اس وقت حضور نے ایک بنگلہ کرائے پر لے رکھا تھا اور وہی دربار غوثیہ تھا۔ لیکن جب میں نے اس جگہ کے محل وقوع کا بغور جائزہ لیا تو وہ جگہ مکان اور سڑکیں اس سے مختلف تھیں جو میں نے خواب میں دیکھی تھیں۔ کچھ ٹرک کھڑے تھے ان پر گھر کا سامان لادا جا رہا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا یہی حضور کا آستانہ ہے لیکن آج یہاں سے شفٹ کرنے کا پروگرام ہے۔ ہم خدام سے پوچھ کر آگے بڑھے دیکھا تو صحن میں حضور پیر صاحب تشریف فرما تھے۔ مکان کو دیکھ کر جو تھوڑا سا تردد ہوا تھا مکین کو دیکھتے ہی زائل ہو گیا۔ دل و نگاہ میں دیکھتے ہی ایک عجیب و غریب کیف سرایت کر گیا۔ ہم نے حضور کو سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ”کس لیے آیا ہے“ عرض کی حضور زیارت اور بیعت کے لیے فیصل آباد سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”آج ہم گھر بدل کر شارع الگیلانی پر جا رہا ہے تم کل ابجے وہاں آ جاؤ“۔ دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور اجازت لے کر ہم واپس اپنی رہائش پر آ گئے۔ میری متلاشی نظروں کو اب منزل مل گئی تھی لیکن وفور شوق بیٹھنے نہیں دے رہا تھا۔ ہم نے نماز عشاء پڑھ کر شارع الگیلانی کا پتہ پوچھا اور سیدھے وہاں پہنچ گئے۔ ذہن میں دراصل خواب والا منظر بار بار گھوم رہا تھا اور دل اسکی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ ساتھ یہ خیال بھی تھا کہ آج بیعت ہو جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ اگلے روز شام کو ہم نے فیصل آباد واپسی کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ جب شارع الگیلانی پر پہنچے تو مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہی سڑک وہی فٹ پاتھ اور وہی گھر جو فیصل آباد خواب میں دیکھا۔ اب سو فیصد یقین ہو گیا کہ میری عقیدتوں کا مرکزی در و دیوار ہیں۔ مجھے زیادہ تعجب اس بات پر ہو رہا تھا کہ پہلی ملاقات ہم نے اس گھر میں کی لیکن حضور پیر صاحب نے وہاں عرض کرنے

کے باوجود بیعت نہ کی اور اسی گھر میں بیعت کا حکم فرمایا۔ جہاں رات خواب میں بیعت ہو چکی تھی۔ المختصریوں کہ رات خلاف معمول حضور پیر صاحب نے اس نئے مکان میں مجھے بیعت فرمایا یہی مکان (دربار غوثیہ) بعد میں ہماری عقیدتوں کا قبلہ بن گیا اور اسی میں حضور پیر صاحب کی بے پایاں شفقتیں اور محبتیں ملتی رہیں جو میری زندگی کا قابل رشک سرمایہ ہیں۔“

پروفیسر صاحب کے اس ایمان افروز واقعے کی طرح بے شمار واقعات ہیں جو حضور پیر صاحب کی بارگاہ غوثیت میں قربت و محبوبیت کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔

مشفق و مہربان :

حضور قدوة الاولیاء ہر ایک کے لیے نہایت مشفق و مہربان تھے، جب بھی آپکی خدمت میں حاضری کی سعادت ملتی ایک نیا کیف و سرور نصیب ہوتا۔ ایک آسودگی اور طمانینت عطا ہوتی اور زندگی کی شاہراہ پر ایک نئے ولولے سے آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا۔ دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر آنے والے زائرین سے جب آپ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ خیر خیریت پوچھتے اور انہیں خوش آمدید کہتے تو انکی ساری تھکاوٹ اسی پیار بھرے لہجے سے اتر جاتی۔ انکے اس محبت آمیز لہجے میں مامتا سے بڑھ کر غمگساری ہوتی اور شفقت پداری سے زیادہ ہمدردی۔ جب کوئی تلخی ایام کے ہاتھوں دل گرفتہ ہو کر آپ کے ہاں شرف باریابی پاتا تو آپ حرف مدعا زبان پر لانے سے پہلے اتنی شفقتیں نچھاور فرما دیتے کہ سارے غم وہیں غلط ہو جاتے۔ آپ کے مرید بامراد پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری آپ کی شفقتوں کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

”میں جب بھی دعوتی تنظیمی اور تحریکی سرگرمیوں کی کثرت اور تسلسل سے تھکا ہارا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یا بعض اوقات اپنوں کی مہربانیوں اور پرائیوں کی سازشوں سے کبیدہ خاطر ہو جاتا تو آپ کی زیارت اور شرف ملاقات ہی میرے لئے مژدہ جافزا ہوتی آپ پاس بٹھا کر میٹھی میٹھی باتیں کرتے جاتے

اور کرم کی پھوار روح کی گہرائیوں میں اتر کر سکون قرار سے نوازتی جاتی۔ آپ کی وہی قربتیں میری زندگی کا سرمایہ، وہی محبتیں میرے دردوں کا مرہم اور وہی شفقتیں میرے مقصد حیات کا فروغ ہیں۔“

پروفیسر صاحب نے آپ کی شب بیداری اور کشف و عرفان کے ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جس کا تعلق موضوع متذکرہ بالا کی نسبت کہیں زیادہ آپ کی شفقت کے ساتھ ہے پروفیسر صاحب فرماتے ہیں ”ایک رات میں حسب معمول نظریں جمائے آپ کے حجرہ مبارک کے باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا نصف شب اچانک دروازہ کھلا، آپ باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے اپنے ایک خادم کو نام لے کر بلایا کوئٹہ کا یہ نوجوان آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ بھی اس سے کمال شفقت فرماتے تھے۔ آواز سنتے ہی آپ کے پاس حاضر ہو گیا آپ نے فرمایا ”تم نے کھانا کھایا؟“ اس نے عرض کیا حضور نہیں کھایا۔ فرمایا ”ہم کو کیوں تنگ کرتا ہے تم ہمارے گھر میں بھوکا سوتا ہے اور ہمیں بے چین کرتا ہے۔“ اس کو سختی سے کھانا کھانے کا حکم دے کر لنگر خانے کی طرف بھیج دیا اور خود بھی اندر تشریف لے گئے۔ صبح پوچھنے پر معاملہ کھلا کہ رات اس کا کسی دوسرے خادم کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اور یہ غصے میں آکر کھائے پئے بغیر سو گیا۔ یہ ہے وہ شفقت و محبت جس کے مظاہر سیرت النبی ﷺ میں جا بجا ملتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے امت کے ساتھ حضور ﷺ کا تعلق ان الفاظ میں بیان کیا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ ۹ : ۱۲۸) بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک با عظمت) رسول تشریف لائے تمہارا تکلیف اور شفقت میں پڑنا ان پر سخت گراں گذرتا ہے (اے لوگوں تمہارے لئے وجہ لائی اور ہدایت کے) بڑے طالب داند مند ہیں اور مومنین کے لئے نہایت ہی شفقت بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

حضور کی اطاعت و محبت کا اولین تقاضا ہے کہ دھبی انسانیت کی خدمت اور ان کے دکھ تکالیف کو اپنی تکلیف سمجھا جائے۔ جب یہ کیفیت ہوگی تو بھوکے خادم کی تھوڑی سی تکلیف بھی آرام میں بے چینی کا سبب بن جائیگی اور اگر اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت و شفقت کے تعلق کا احساس ہی نہیں تو ایک کیا ہزاروں لوگ بھوکے پیاسے سوئیں یا مرجائیں کسی کو کیا ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ کا لچیل

گھرانہ تو خود بے آرام ہو کر دوسروں کو سکون بانٹتا ہے خود بھوکے پیاسے ہو کر بھی اہل بیت اطہار نے دوسروں کی حاجتیں پوری کرنے کی روایت قائم رکھی ہے۔ ہمارے مرشد بھی اسی لہجہ گھرانے کے چشم و چراغ تھے ان میں شفقت اور مہربانی نہ ہوتی تو کہاں ہوتی؟

شہزادگان حضرات :

آپ کے تینوں صاحبزادگان (جن کے اسمائے گرامی اوپر گزر گئے ہیں) ماشاء اللہ خوش خصال خوش نہاد اور خوش اطوار ہیں۔ خوش خلقی اور شخصی وقار میں اپنے قابل فخر اسلاف کی تصویر ہیں۔ بڑے شہزادے حضرت السید محمود محی الدین الگیلانی مدظلہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکے ہیں۔ لوگوں کی شدید خواہش پر بیعت و ارشاد کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔ پچھلے دو سالوں سے منہاج القرآن تربیتی مرکز میں ہونے والے ۲۷ ویں رمضان المبارک کے عالمی روحانی اجتماع کے اختتام پر اپنے بابا حضور سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانیؒ کے مزار پر انوار ”دربار قادریہ“ میں اجتماعی بیعت فرماتے ہیں۔ حضور پیر صاحب کی طرح وقتاً فوقتاً پاکستان کے مختلف شہروں اور بیرون ملک سلسلہ قادریہ کی سرپرستی فرمانے کے لیے بھی تشریف لے جاتے ہیں۔

دوسرے شہزادے حضرت سید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی نے بلوچستان یونیورسٹی سے حال ہی میں ایم اے انگلش سیاست کیا اور اعلیٰ علمی ذوق رکھتے ہیں۔ ملکی اور بیرونی حالات و واقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ تیسرے شہزادے حضرت سید محمد ضیاء الدین الگیلانی ابھی زیر تعلیم ہیں۔ تینوں شاہزادگان اپنے والد گرامی کی طرح اسلام کی دعوت اور سلسلہ قادریہ کی خدمت پر کمر بستہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو امت مسلمہ کے لیے باعث خیر و برکت بنائے۔

تذکرہ قادریہ کا سبب تالیف اور موجودہ ایڈیشن

آپ نے عین شباب میں اپنے مالوف وطن بغداد کو چھوڑا اور پاکستان کے شہر ایبٹہ میں سکونت اختیار فرما کر اہل پاکستان کو فیضانِ غوثیت مآب ﷺ سے

نوازا شروع کیا۔ اپنے قیام کے ابتدائی عرصہ میں آپ نے دیکھا کہ پاکستان میں حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والوں کی لامحدود تعداد ہے اکثریت آداب تصوف و طریقت سے کما حقہ شناسا نہیں۔ جسکی وجہ سے طریقہ قادریہ کی تعلیم و تربیت کا مقصود پورا نہیں ہو رہا۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ کئی جملاء، نفس پرست اور بے عمل لوگ پیری مریدی کا دھندا کرتے پھرتے ہیں اور یوں آپ نے زبانی وعظ و نصیحت کے علاوہ کئی کتب مرتب کروا کر شائع کرنے کا اہتمام کیا ان میں سے (1) محبوب سبحانی (جو ہزار ہا تعداد میں چھپ کر تقسیم ہوئی) (2) تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ (3) سوانح عمری حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ (انگریزی ترجمہ) (4) 'فتوح الغیب' کا انگریزی ترجمہ وغیرہ۔ تذکرہ قادریہ بھی آپ کی ایسی ہی نادر اور جامع کتب میں سے ایک اہم کتاب ہے۔ اس کتاب میں بہت سے علمی نکات اور روحانی واردات سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ بے شمار اسرار حضور پیر صاحب نے افادہ عام کے لیے ایسے نقل فرمائے ہیں جو سینہ بہ سینہ ان تک اپنے آباؤ اجداد اولیائے کرام کے ذریعہ پہنچے۔ بلاشبہ یہ آپ ہی کو زیب دیتا تھا کہ آپ اپنے قابل فخر آباء کے چشم و چراغ تھے اور اللہ پاک نے آپ کی صورت میں فیضان غوث الاعظم کا چشمہ رواں کرنا تھا۔ یوں حضرت کی یہ تصنیف تعلیمات تصوف و طریقت اور اسرار ربانی کا خوبصورت گلدستہ بن گئی ہے۔

اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور پیر صاحب رشتہ ازدواج میں بھی منسلک نہیں ہوئے تھے۔ اسکے بعد کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوتے رہے۔ لیکن اسکی ترتیب وہی رہی۔ اب ربع صدی گزرنے کے ساتھ حالات میں جو تبدیلیاں رونما ہو گئی تھیں انکو مد نظر رکھ کر کتاب کی ترتیب نو کی اشد ضرورت تھی۔ اس لیے کتاب کے اس ایڈیشن کی طباعت کے وقت بہت سی چیزیں قابل توجہ تھیں خاص طور پر آپ کی شخصیت کا جامع تعارف، خدمات و فائز اور مزار اقدس کے احوال۔

جانشین قدوة الاولیاء حضرت صاحبزادہ سید محمود محی الدین القادری

الگیلانی اور دیگر صاحبزادگان کے حکم اور قائد کی ترغیب پر اپنے پیر بھائیوں کی خدمت میں بالخصوص اور جملہ اہل اسلام کی خدمت میں بالعموم یہ تعارفی کلمات لکھنے کی سعادت میرے حصے میں آئی۔ نظر ثانی کے بعد بھی کتاب کی زبان اگرچہ ثقیل ہے اور تراکیب کچھ عام فہم نہیں لیکن اصل بات سمجھ میں آنی چاہیے اور وہ سمجھنے میں کوئی مشکل درپیش نہیں آرہی۔ مریدین اور محبین سلسلہ قادریہ کو حضور قدوة الاولیاء کے اعمال روحانی اور تعلیمات پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے شیخ کی تعلیمات و وظائف کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے اسی میں طریقت کے آداب، روحانیت کا فروغ اور ہم سب کے لیے دین و دنیا کی خیر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور سرور کائنات ﷺ کی مکمل اتباع اور دین مصطفوی کی خلوص دل سے خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور حضور قدوة اولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادیؒ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سمیٹنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوة و التسلیم۔

العبد الحقیر

علی اکبر قادری الازہری



۵۱ حضرت قدوة الاولیاء کا نسب اور روحانی شجرہ

سیدنا و مرشدنا شیخ المشائخ الحیب النسیب الشریف نقیب زادہ سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الکیلانی بغدادی دام ظلہ العالی بن نقیب الاشراف و متولی الاوقاف صاحب السمو و السماحة شیخ المشائخ سیدنا الشریف حضرت محمود حسام الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن نقیب الاشراف صاحب السمو و السماحة فحامة الشریف شیخ المشائخ و سیدنا حضرت عبدالرحمن ظہیر الدین المحض قادری جیلانی وزیر اعظم مملکت عراق رحمہ اللہ بن نقیب الاشراف حیب النسیب سیدنا حضرت علی قادری جیلانی رحمہ اللہ بن نقیب الاشراف و متولی الاوقاف سیدنا الامام حضرت سلمان قادری الکیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا الامام شیخ المشائخ نقیب الاشراف حضرت مصطفیٰ قادری جیلانی بن شیخ المشائخ قدوة العارفین نقیب الاشراف سیدنا حضرت زین الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن شیخ المشائخ قدوة العاشقین سیدنا الامام محمد درویش قادری جیلانی رحمہ اللہ بن العارف باللہ شیخ المشائخ سیدنا الامام سیدنا حسام الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن شیخ المشائخ صاحب تکوین التمکین سیدنا الامام سیدنا نور الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا امام الشریف شیخ الاسلام عارف باللہ و متوکل علی اللہ حضرت ولی الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا شیخ المشائخ امام الشریف حضرت زین الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا امام الشریف قدوة الساکین شیخ المحدثین شیخ المشائخ حضرت شرف الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ حضرت شمس الدین قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا امام الشریف شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت محمد التہاک قادری جیلانی رحمہ اللہ بن سیدنا الشریف و امام التقی المقتدی شیخ الاقطار الاعلیٰ شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز قادری جیلانی رحمہ اللہ بن حضرت غوث الثقلین شیخ الكل سلطان اولیاء مالک ازمة المتصرفین رئیس المحبوبین سلاب الاحوال الدرة البیضاء الباز الاشعب سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی الحسنى الحسینی قدس سرہ العزیز۔

روحانی شجرہ

الحیب النسیب الشریف سیدنا و مولانا نقیب زادہ شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین قادری الکیلانی بغدادی دام مجده نے اپنے والد محترم سیدنا الشریف شیخ المشائخ حضرت محمود حسام الدین نقیب الاشراف و متولی الاوقاف قادری بغدادی دام مجده سے

انہوں نے اپنے والد محترم شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالرحمن الحنفی نقیب الاشراف و متولی الاوقاف قادری بغدادی دام مجدہ سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا علی نقیب الاشراف و متولی الاوقاف قادری بغدادی سے، انہوں نے اپنے عم زاد برادر و مرشد شیخ المشائخ عبد القادر گیلانی قادری بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ ابی بکر قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا اسماعیل قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبد الوہاب قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا نور الدین قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا حسام الدین قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے چچا محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا ابی بکر قادری گیلانی بغدادی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا یحییٰ قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا نور الدین قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا ولی الدین قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا زین الدین قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا شرف الدین قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ شمس الدین قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ محمد التہاک قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبد العزیز قادری جیلانی سے، انہوں نے اپنے والد محترم و مرشد شیخ المشائخ سیدنا عبد القادر جیلانی الحنفی القدس سرہ العزیز سے۔

ناظرین شجرہ ہائے مذکورۃ الصدر کے مطالعہ سے آپ پر روشن ہو گیا ہو گا کہ مدوح الصدر مؤلف کتاب ہذا حضرت جناب پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث صدانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس العزیز کی اکیسویں پشت سے تینا شیخ المشائخ محمد حامد الدین نقیب الاشراف متولی دہانہ بغداد کے فرزند احمد ہیں۔

(مرتب: حکیم عزیز احمد مرحوم)
خادم دہانہ

باب اول



خاندان گیلانیہ بغدادیہ



خاندان گیلانیہ بغدادیہ کا ابتدائی حال

یہ شریف الاشراف خاندان گیلانیہ مہرتاباں کی طرح اعلیٰ بغداد پر چمکا اور تمام شہروں میں اپنی فضیلت، اپنی عزت، اپنے غلبہ اور سرداری کے باعث جلد مشہور ہو گیا۔ ملک عراق میں ہلاکو خاں کی تباہی، ایرانیوں کے حملوں اور داخلی فتنوں نے بغداد کی تاریخی حیثیت اور شرافت کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ وہاں کے رہنے والوں کو منتشر اور پریشان کیا گیا۔ یوں وہاں کے مردان کار کو متفرق کر دیا۔ بغداد کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ جب سلطان مراد خان مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور متفرق شہروں سے لوگ واپس لوٹ آئے اور اس خاندان کے افراد پھر واپس آ کر وہاں بدستور سابق جمع ہو گئے اور اپنے جد اعلیٰ حضرت سیدنا شیخ المشائخ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مسلک پر چلنے لگے۔ پھر وہ اپنی ہمتوں کو آداب کے جمع کرنے فضائل کے حاصل کرنے اور اپنی عقلوں کو دینی جہت اور علمی حیثیت سے درست اور باکمال کرنے کی طرف لگ گئے اور عمل کے راستہ میں اپنے جد اعلیٰ کے طریقہ کے مطابق اصلاح کرنے میں متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اولاد علی کی بزرگی اور شرافت کو بلند کر دیا اور خاندانی عزت و عظمت کو بحال کر دیا۔ تب ان کے ارد گرد ممالک کے رہنے والے جمع ہو گئے اور ان کے فضل و کمال، علم و فضیلت اور سرداری کا سب نے اقرار کر لیا۔

عراق میں بہت بڑے بڑے اور شریف خاندان ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض خاندان تو وہ ہیں کہ جن کا ظہور خاندانی افراد کے علم کی وجہ سے ہوا یا اس کے مردان کار کی کسی کارگزاری کے باعث ہوا یا افراد خاندان میں سے کسی کے مال و زر کی وجہ سے ہوا یا کسی ایک شخص کے برسر اقتدار آنے کی وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کچھ ایسے اسباب اور بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خاندان کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ان خاندانوں میں کوئی شریف خاندان ہی ایسا ہو گا جس میں ظہور اور ترقی کے اسباب سارے کے سارے یکجا ہو گئے ہوں۔ بجز اس قدیم خاندان کے جو تمام ممالک

میں خاندان ہاشمیہ گیلانیہ اور نقابت قادریہ کے لقب سے مشہور ہے۔ جب سلطان مراد خان مرحوم نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے کر ان کے علمی، روحانی بغداد کو فتح کیا تو اس نے خاندان قادریہ کے احسانات اور کمالات کو مؤثر طریقے سے پھیلاؤ کی راہیں از سر نو ہموار کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔ ان کے نام پر جائیدادیں وقف کیں اور ان کے نام و وظائف مقرر کئے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد کی سربراہی میں اہم امور دے کر ان کی عزت افزائی کی۔

نقیب الاشرف کا عہدہ

ان میں سے جو سب میں باعتبار عمر بڑا، شان کے لحاظ سے عظیم اور فلاح و تقویٰ کے اعتبار سے معروف اور ممتاز ہوتا ہے، وہ نقیب مقرر ہوتا ہے تاکہ وہ دربار کے معاملات کی نگرانی کرتا رہے۔ خاص طور پر مستحقین میں وظائف و خیرات کا اہتمام بھی اس خانوادے کے سپرد ہوا۔ یوں خاندان گیلانیہ کی علمی و روحانی اور سماجی خدمات کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور بغداد والوں کے دلوں میں ان کا احترام بڑھ گیا۔ عراق کے لوگ کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے اور نہ کسی امیر کے سامنے اس قدر ادب بجالاتے ہیں جتنا کہ وہ ان میں سے کسی معلوم سید اور مشہور عالم کے سامنے، اس لئے کہ دین کے ممتاز آدمیوں کا احترام ان کے ہاں بادشاہہ وقت کی اطاعت سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان ملکوں کے بادشاہوں کے حالات سے ظاہر ہے۔ چونکہ عالمان بلاد اور قوموں کے سردار ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حکومت نے یہ مصلحت سمجھی کہ نقابت کو ایک شریف عہدہ قرار دے کر اسے حکومت کے زیر اثر کر دیا جائے تاکہ حکومت پوری قوم کو اس نقیب کی زبان اور شرافت اور سید ہونے کے واسطے سے اپنے ارادہ کے تابع بنادیں اور اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ اس طرح سیدنا حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد سردار بن گئی اور ساری امت میں ان کو شرافت عظمیٰ کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے جان و مال سے امت محمدیہ

میں کی خدمت کی۔ اس سلسلہ میں ان کی کارکردگی مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے۔

نقابت کے معنی

لغت کے اعتبار سے ”نقیب“ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قوم کے معاملات کی نگرانی کرنے والا، ان کو اچھی طرح جاننے والا، قوم کا سردار اور ان کے نیک و بد کا ذمہ دار ہو۔ پس نقیب وہ شخص ہوتا ہے جو سخت سے سخت مواقع میں بھی قوم کو سنبھالنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ ان کو سختی اور نرمی کے اوقات بتاتا ہے اس لئے کہ وہ ان کا سردار ہوتا ہے اور سردار سے ہی اپنی قوم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ چونکہ نقیب حکومت اور قوم کے درمیان تعلقات کے استوار رکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہوتا ہے اس لئے زمانہ قدیم سے حکومتیں قوم کی نگرانی اور اس کے خم کو سیدھا کرنے کی ذمہ داری بھی براہ راست اسی کو سونپتی رہی ہیں اس لئے شاہان اسلام اور خلفائے وقت نے اس نقیب کے لئے اونچا مقام مقرر کیا ہے جیسا کہ دولت بنی امیہ، دولت عباسیہ اور دولت عثمانیہ کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ نقیب حکومت کے چلانے والوں کو قوم کے حالات اور ترقی و تنزلی سے آگاہ کرتا ہے تاکہ حکومت ان کے اسباب اور علاج میں متوجہ ہو۔

نقابت کا یہ عمدہ اسی طرح جاری رہا اور اس کو شرافت کا اونچا مقام حاصل تھا۔ نقیب الاشراف کی زینہ اولاد یعنی بیٹوں کے نام کے ساتھ نسبت پداری کی وجہ سے نقیب زادہ کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں لیکن جو حضرات نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے وہ اپنے نام کے ساتھ صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں نے اپنے اندر تمام اچھے اخلاق جمع کر لیے تھے۔ انہی میں تجربہ کار سیاست دان، عالم، ادیب، جری، بہادر، بڑے بڑے سخی، غیرت مند، محب وطن، زاہد، پارسا، متقی اور صالح ظاہر ہو گئے تھے اور اول سے آخر تک اس خاندان میں ایسے ایسے آدمی پیدا ہوتے رہے ہیں جو آگے بڑھنے میں

معلوم اور کارناموں کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ اس خاندان میں علم و ادب کے میدانوں میں بڑے بڑے مردان کار پیدا ہوئے اور انہوں نے ہر فن میں اپنے کامیاب تیر چلائے ہیں اور ان کی ایسی ایسی گرانقدر خدمات ہیں جن سے ان کی شہرت تمام عالم میں پھیل گئی اور جن کی خوشبو تمام اطراف عالم میں مکھ رہی ہے اور جن کا ذکر خیر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی، اس خاندان کے گزشتہ بزرگوں کے معاصر علماء نے ان کی خدمات کے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ تذکرے لکھے ہیں اور شعراء نے ان کے ذکر خیر کو اشعار میں بیان کیا ہے اور ان کے محاسن اور کمالات کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ غرضیکہ اس گیلانی خاندان کے لئے ایک عالم گیر، بلند تر اور عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو جب میدان میں کھڑے ہوں تو یہی بادشاہ ہیں، جب پکڑنا چاہیں یہی زبردست ہیں جب گفتگو کریں یہی علماء ہیں، جب کسی مسئلہ پر دلائل دیں تو یہی ادیب ہیں اور جب ذکر و فکر میں مشغول ہوں تو یہی عبادت گزار ہیں۔

اس چیز نے یعنی طاقت گیلانیہ نے بارہا بادشاہوں کو بھی پریشان کیا اور امراء کو بتلائے رشک کر دیا جیسا کہ مرحوم سید محمود آفندی ابن سید رجب آفندی کا موقف بھی بادشاہ کے سامنے رہا اور مرحوم سید علی آفندی بن سید سلمان آفندی مذکور کا موقف سلطان عبدالحمید کے سامنے تھا اور سید سلمان نقیب الاشراف ابن سید علی نقیب الاشراف کا موقف سلطان ناصر الدین شاہ ایران کے ساتھ رہا۔ چنانچہ سید سلمان مذکور نے تمام کردستان تا کرنت فتح کیا اور ترکی کی سلطنت میں شامل کیا۔ ترکی کا سلطان عبدالحمید ان ہی کا مرید تھا۔ اور اس نے آپکے لئے بہت سے اوقاف اور خطابات جاری کئے تھے۔ اسی طرح سیدنا عبدالرحمن نقیب الاشراف جن کا ذکر خیر آئے گا۔ ان کا موقف جنرل مونٹ (Mount) کے ساتھ تھا۔ یہ جنرل آپ کا سخت حریف تھا۔ اسی طرح سید محمود حسام الدین نے کرنل وائلس اور پریسی کا کس کی مخالفت کی اور ان کا قافیہ تنگ کیا۔ اسید رشید عالی ابن سید عبدالوہاب الگیلانی انگریزی اقتدار اور انگریز پرستی کا سخت

مخالف رہا ہے۔ اسی طرح پیر سید ہاشم مسعود ابن السید شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمن نقیب اور اسی طرح پیر سید احمد عاصم نقیب ابن السید حضرت عبدالرحمن مذکورۃ الصدر اور شیخ پیر السید ابراہیم سیف الدین ابن السید مصطفیٰ ابن السید سلمان ابن السید شیخ علی نقیب مذکورہ اور پیر سید عبدالسلام ابن السید علی اور پیر سید محمد جمال الدین الگیلانی نقیب لاشراف اور نقیب زادہ سیدنا حضرت طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن السید الشیخ پیر محمود حسام الدین "آفندی القادری الگیلانی وغیرہم جن کا ذکر خیر آئندہ صفحات میں السید الشیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب "کی اولاد کے نقباء اور سجادہ نشینان کے تحت آئے گا۔ تمام کے تمام بلند پایہ بزرگ، خدا پرست، رحم دل، سخی، بردبار، عالم، عابد، زاہد، کامل و اکمل ہونے کے علاوہ غیور اور غیر مسلم بادشاہان کی سرپرستی کے سخت دشمن تھے۔ آزادی اسلام کے حامی و مددگار اور بدخواہان ملت کے سخت ترین دشمن تھے۔ شاہان اسلام خصوصاً حامیان دین حنیف کے خیر خواہ اور معاون۔ نقیب الاشراف کا یہی معنی اور مطلب ہے جو مذکور ہوا۔

خاندان گیلانیہ بغدادیہ (موجودہ) کی وضاحت

بغداد شریف ملک عراق میں موجودہ خاندان گیلانیہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز "خلف الرشید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی بیکل صدانی پیر دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد مطہرہ آباد ہے جس کی چار شاخیں ہیں:-
 اول: اولاد حضرت سید علی القادری الگیلانی ابن السید سلمان "۔ ان کا لقب بیت سید علی مشہور ہے۔

دوم: اولاد سید زکریا القادری الگیلانی "۔ ان کا لقب بیت سید زکریا مشہور ہے۔
 سوم: اولاد سید مراد القادری الگیلانی "۔ ان کا لقب بیت سید مراد مشہور ہے۔
 چہارم: اولاد سید خمیس القادری الگیلانی "۔ ان کا لقب بیت سید خمیس مشہور ہے۔
 ان چاروں گھروں کے افراد ذکور و اناث خورد و کلاں کی مجموعی تعداد ۱۸۰ کے قریب ہے اور یہی اصلی گیلانی خاندان سیدنا حضرت عبدالعزیز ممدوح الصدر کی اولاد

کافی عرصہ کا ذکر ہے کہ ترک قوم کے چند افراد بسلسلہ کاروبار تجارت بغداد شریف میں آئے اور رفتہ رفتہ یہیں اقامت پذیر ہو گئے چنانچہ ان کی اولاد بھی آج تک یہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہے۔ اس خاندان کا نام بیت التکولی ہے۔

شیخ المشائخ سیدنا حضرت علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ نقابت میں یہ خاندان بیت التکولی کے نام سے مشہور ہوا۔ بعدہ شیخ المشائخ حضرت سید عاصم رحمۃ اللہ علیہ نقیب الاشراف سیدنا عبد الرزاقؒ کی اولاد ہونے کا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور پھر ابراہیم سیف الدین صاحب موجودہ نقیب الاشراف کے زمانہ نقابت میں اپنے آپ کو شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبد العزیزؒ کی اولاد سے منسوب کرنا شروع کر دیا۔ اس خاندان کے چند افراد ہوتے ہوتے عراق کے زیر سایہ عہدوں پر فائز ہو گئے۔ چنانچہ ایک فرد ان میں سے وزیر عادلہ منتخب ہو گیا۔ اب موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے ایک حاکم مجاز کی عدالت میں اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ سے حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبد العزیزؒ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دائر کر دیا تاکہ قومیت کی تصدیق ہو سکے اور اوقاف قادریہ کے حصہ دار تصور ہو کر حصہ لینے کے مستحق ہو سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مقدمہ کی کامیابی کے لئے حد سے زیادہ جدوجہد کی اور فرضی ثبوت پیدا کئے۔ افسر مجاز کو زر کثیر بطور رشوت پیش کیا اور وزیر عادلہ کے دباؤ اور رعب اور سفارش سے کام لے کر افسر مجاز کو ہم خیال بنالیا۔ جھوٹے گواہ اور شہادتیں پیش کیں۔ تمام تر گواہان شیعہ مذہب کے برائے شہادت پیش کئے۔ ان کا دعویٰ فرضی، بے معنی اور کذب و دروغ پر مبنی تھا۔ چنانچہ افسر مجاز (رشوت گیرندہ) نے ان کے حق میں حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبد العزیز صاحبؒ کی اولاد کے افراد ہونے کا فیصلہ لکھ دیا اور پروانہ عدالت مبنی بر تصدیق قومیت خاندان گیلانیہ ان کے حوالہ کر دیا۔ حالانکہ قطعی طور پر نہ یہ نامبرہ گیلانی خاندان کے افراد سے ہیں، نہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ مدوح الصدرؒ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان بیت التکولی کا زب و دروغ گو پر اللہ تبارک و تعالیٰ اور

آنحضور ﷺ و حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور جملہ خلفاء راشدہ اور اولیاء کاملین بلکہ تمام مریدان و معتقدین لعنت بھیجتے ہیں اور ہر مرید و معتقد حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کو چاہئے کہ تاقیامت یہ کام کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: **فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** نیز ان اشخاص پر بھی جو خاندان گیلانیہ سے نہیں ہیں اور اپنے آپ کو اس خاندان عالیہ سے ظاہر کر کے مریدی پیری کا کام کرتے ہیں بمثل خاندان بیت التکولی لعنت ہے اور ان اشخاص پر بھی جو جعل ساز دھوکے باز اور دروغ گو اور شکل مومنوں کو توت کافراں کے مصداق ہیں، ان پر بدستور لعنت ہو۔ آمین!

عمدہ نقابت اور تولیت کے مستحق

محبوب سبحانی، غوث صدانی، قطب ربانی الہیکل یزدانی شیخ الکل سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تبلیغ و اشاعت رشد و ہدایت مدرسہ و خانقاہ قادریہ و مسجد کی حفاظت بلکہ تمام دیگر شعبہ جات کی طرف آنحضور کے صاحبزادگان سیدنا عبد الرزاقؒ و سیدنا عبد العزیز صاحبانؒ نے توجہ مبذول فرمائی۔ چنانچہ نسلاً بہ نسلاً یہ سلسلہ قائم رہا۔ جب سیدنا حضرت ابو نصرؒ بدوران خلافت عباسیہ کے قاضی القضاہ اور ولی عہد خلافت عباسیہ منتخب ہوئے تو ان کے وصال کے بعد ہر دو برادران کی اولاد نے باہمی رشتہ داریوں کے ذریعہ اور یکجا رہائش پذیر ہو کر تعلقات برادرانہ کو استوار کیا۔ چنانچہ خلفائے عباسیہ و عثمانیہ نے ان تعلقات برادرانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی سیدنا عبد الرزاقؒ کی اولاد سے اور کبھی سیدنا عبد العزیز کی اولاد سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ارشد بہ ارشد بالغ و عاقل، دانا و سمجھ دار کو منتخب کر کے عمدہ نقابت و تولیت عطا فرماتے رہنے کا سلسلہ لامتناہی جاری رکھا۔ جب ہلاکو خان اور فارس کے حملوں نے بغداد کی عظمت اور رفعت کو تہ و بالا کر دیا اور تمام خاندان بغداد مع خاندان گیلانیہ حملہ آور ان کے مظالم کی تاب نہ لا کر ہجرت کر گئے۔ تو مدت تک بغداد کی حالت ناگتہ بہ

رہی۔ حتیٰ کہ سلطان مراد خان مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور تمام خاندان کو جو ہجرت کر کے بغداد چھوڑ گئے ہوئے تھے، واپس بلوا کر از سر نو شہر آباد کرایا۔ اور پہلے کی طرح اپنی اپنی جگہ پر بٹھایا اور کاروبار پر لگایا۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ کو بھی بدستور سابق عہدہ نقابت و تولیت سپرد کیا۔ اور پہلے کی مانند حضرت سیدنا عبد الرزاقؒ و سیدنا عبد العزیز صاحبانؒ کی اولاد کو بلا تخصیص منتخب کیا مختصر یہ کہ سیدنا عبد الرزاقؒ صاحب کی اولاد سے سید محمودؒ نقابت کے عہدہ پر فائز تھے کہ دفعتاً شہر بغداد میں ہیضہ کی وبا نمودار ہوئی اور تمام شہر کو لپیٹ میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبد الرزاقؒ کے خاندان مع سید محمود نقیب الاشرافؒ بجز ایک دختر نیک اختر کے موت کے ہاتھوں کوئی نہ بچا۔ بلکہ حضرت سیدنا عبد العزیزؒ کی اولاد پاک سے صرف پانچ افراد ذکور اور دو افراد اناث زندہ بچے۔ جب وبا ختم ہوئی اور حالات درست ہوئے۔ تو پانچوں افراد پس ماندہ نے فرداً فرداً نقابت اور تولیت کے عہدہ جلیلہ کے حصول کے لئے کوشش شروع کی اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے درخواستیں پیش کیں۔ مگر سب درخواستیں نامنظور ہو گئیں۔ فرمان شاہی جاری ہوا کہ حضرت سید محمود نقیب مرحوم و مغفور کی دختر نیک اختر پسماندہ کا جس گیلانیہ خاندان بغدادیہ کے فرد سے نکاح ہو گا۔ وہی مستحق اس عہد کا ہو گا چنانچہ پورے چھ سال یہی دختر پسماندہ خود ہی عہدہ نقابت و تولیت پر سرفراز رہی اور اس کا ناظم والی بغداد یعنی گورنر حکومت ترکی مقرر رہا۔ اس کے بعد اس دختر نیک اختر نے نکاح سیدنا علیؒ سے کر لیا سیدنا علیؒ کے ہاں پہلے عورت موجود تھی جو رومی خاندان المشور بیت الرومی سے منسوب تھی مگر سیدہ نہ تھی اور صاحب جائیداد اور جاہ و مال تھی۔ اس کے بطن سے دو پسران سید سلمان و سید زین الدین پیدا ہو چکے ہوئے تھے۔ اس دختر نیک اختر کے بطن سے پورے چار سال کے بعد سید عبد الرحمن صاحب معرض شہود میں تشریف لائے۔ مطابق فرمان شاہی سیدنا علیؒ نکاح ثانی کے بعد ۳۰ سال نقیب الاشراف اور متولی اوقاف رہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب تذکرہ غوثیہ مصنفہ حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتیؒ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر زیر عنوان سفر حج بیت اللہ شریف اور زیارت بغداد

اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا کہ سید علی سجادہ نشین سے پہلے سید محمود رزاقی یعنی شاہ عبد الرزاق صاحب کی اولاد سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم سے اس خاندان میں سجادگی چلی آرہی تھی۔ جب ہیضہ میں سید محمود صاحب کی اولاد اور خود بھی انتقال فرما گئے۔ تو ایک دختر سعیدہ پسماندہ چھوڑی۔ اس بات کی خبر جب سلطان روم کو ہوئی تو حکم دیا کہ جس کی شادی خاندان گیلانیہ سے اس دختر سے ہوگی وہی مستحق سجادگی ہوگا۔ سید علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد سے تھے۔ اگرچہ ان کی پہلی بیوی بھی صاحب اولاد تھی اور نیز رزاقیوں سے بغداد میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ سید محمود صاحب کامل فقیر تھے۔ چنانچہ ان کے حالات بغداد میں اٹھارہویں صدی میں لڑکی سے ایک فرزند یعنی عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ اس لئے سید سلمان صاحب مستحق سجادگی سمجھے گئے۔ ان کے بعد سید عبدالرحمن صاحب مستحق ہیں۔

سیدنا سلمان تجارت بھی کرتے تھے ان کی والدہ کافی مال دار اور صاحب جائیداد تھیں مگر سید عبدالرحمن صاحب علوم دینی کے طالب اور ماہر عبادت گزار، شب بیدار تھے، ان میں اور سید سلمان میں بہت زیادہ محبت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا سلمان کے برادر خورد سید زین الدین صاحب نے طفلی کے زمانہ میں کھیل کود کی حالت میں سیدنا عبدالرحمن صاحب کو ایک تھپڑ مارا جب سیدنا سلمان کو اس بات کی خبر پہنچی تو سید زین الدین صاحب کو بلا کر پوچھا کہ کیوں ایسا کیا۔ جب انہوں نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ تو آپ نے سیدنا عبدالرحمن صاحب کی محبت کو مقدم جانتے ہوئے طیش میں آکر سید زین الدین کو سخت پیٹا اور اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دیا، جس کے باعث ان کو سخت چوٹیں آئیں۔ چنانچہ کئی روز زیر علاج رہ کر صحت یاب ہوئے۔ اسی محبت کی بنا پر سید سلمان اور سیدنا عبدالرحمن صاحب نے باہمی رشتہ داری پوند و استوار کر لی تھی اور اراضیات کی کاشت و برداشت مشترکہ کر لی تھی۔ مزید براں جتنے خطوط یا احکامات دیکھنے میں آتے ہیں ان پر سیدنا سلمان نقیب الاشراف کی، مہر اور دستخط کے ہمراہ سیدنا عبدالرحمن کے دستخط و مہر برابر ثبت ہوتے ہیں۔ عوام الناس کا خیال ہے

کہ حقیقی بھائی ہیں۔ دراصل ان کی والدہ جدا جدا تھیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ بعض اوقات جب ان میں کسی بات پر شکر رنجی کی نوبت آ جاتی تو سیدنا سلمانؓ فوراً کہہ اٹھتے کہ اپنی نقابت و تولیت سنبھالو۔ میں غلام نہیں ہوں۔ جس پر سید عبدالرحمنؓ دست بستہ معافی مانگتے اور عرض کرتے کہ آپ والد بزرگوار کے مقام پر ہیں۔ میں ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہوں میں اس کام سے بے بہرہ ہوں، آپ ہی سنبھالے رکھیں اور مجھے معاف فرما دیں۔ سیدنا سلمان مرحوم کے فوت ہونے کے بعد تمام گیلانی خاندان کے اعیان اور دیگر معززین نے سیدنا عبدالرحمن صاحبؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ عہدہ نقابت منظور فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ آج فوری طور پر یہ عہدہ سنبھالوں تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس عہدہ جلیلہ کی خاطر بھائی کی وفات کو فراموش کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے چہلم وغیرہ سے فارغ ہو کر دو مہینہ کے بعد نقابت و تولیت کے عہدہ کو سنبھالا۔

۱۔ سیدنا علی النقیب ۱۰ سال سجادگی کے بعد ۱۲۸۸ھ میں جان بحق ہوئے۔

۲۔ سیدنا حضرت سلمانؓ ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۸۸ھ منصب نقابت پر متمکن ہوئے اور ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ میں واصل باللہ ہوئے۔

۳۔ سیدنا عبدالرحمان صاحبؓ کی پیدائش ۱۲۶۱ھ میں ہوئی اور منصب نقابت و تولیت کو ماہ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کے آغاز میں قبول فرمایا اور ۱۳۴۱ھ تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ من بعد یہ عہدہ اپنے بیٹے سیدنا محمود حسام الدین کو حین حیات میں سپرد کر دیا کیونکہ عراق کے باشندگان نے متفقہ طور پر آنحضور کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا مگر آپ نے یہ منصب جلیلہ منظور اور قبول نہ فرمایا۔ البتہ وزیر اعظم کا عہدہ قبول فرمایا تاکہ عراق میں حکومت اسلامی قائم ہو جائے اور غیر قوم کافر کے قبضہ سے ملک کو نجات ابدی حاصل ہو۔ پیشتر ازیں بدوران سلطنت سلطان عبدالحمید ترکی کے خلاف سید سلمانؓ کی وفات کے بعد سیدنا محمود حسام الدینؓ نے آزادی کی خاطر عراق میں بغاوت کرائی جس میں عربی قبائل اور شاہی لشکر میں ٹکڑ ہوئی اور فریقین کو نقصان بھی پہنچا۔ بادشاہ مذکور نے پیغام صلح بھیجا۔ اور یہ بھی سیدنا عبدالرحمنؓ کی خدمت اقدس میں کہلا بھیجا کہ اگر آپ یا

آپ کا صاحبزادہ عراق میں آزاد حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ مجھے منظور ہے۔ اس پر سیدنا عبدالرحمنؓ نے اس کے جواب میں حلف اٹھایا کہ میں اسلامی سلطنت کا تابعدار ہوں اور ہر خدمت اسلام کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں بادشاہی کی خواہش نہیں، ہمارے لاکھوں مرید ہیں۔ اس پر حکومت اور حضور کی آپس میں صلح ہو گئی۔ اسی قسم اور وعدہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بادشاہی کا عہدہ منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ آپ مورخہ ۳ ذوالحجہ ۱۳۴۵ھ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت سیدنا محمود حسام الدینؒ کی پیدائش ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔ ۱۳۴۱ھ سے ۱۳۵۵ھ تک آپ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ اور ممبر اسمبلی رہے اور رئیس حزب الحرالعراقی وعضو مجلس التمزیز الشرعی السنی فی الحکومتہ العراقیہ کے عہدوں پر فائز رہے اور ۱۳۵۵ھ میں وصال فرما گئے۔

ان کی وفات کے بعد حسب استحقاق، نقابت اور تولیت کا عہدہ اعیان خاندان گیلانیہ اور رشید عالی گیلانی وزیر اعظم اور کنگ غازی اول نے مرحوم کے بڑے فرزند پیر سید جمال الدین مدظلہ کو پیش کیا مگر آپ نے اس بنا پر قبول نہ فرمایا کہ وہ عرصہ دراز سے بمبئی میں مقیم تھے اور وہاں مستقل طور پر سکونت اختیار فرمائی ہوئی تھی۔ دوسرے انکی دو بیگمات منکوحہ موجودہ پاکستان کی رہنے والی تھیں۔ ایک تو سر شجاع الملک مہتر چترال کی دختر بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف فلوات نواب خداداد خان کی نور نظر۔ چنانچہ ان وجوہات کے پیش نظر پیر جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی کی آب و ہوا اور ماحول اور خدمات کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دے رکھی۔ پس حق نقابت و تولیت اپنے حقیقی برادر خورد سید علی کمال الدین کے حوالہ کر دیا مگر انہوں نے اس کو قبول فرمانا بدیں وجہ نامناسب خیال کیا کہ جب ان کے دو حقیقی چچے سید احمد عاصم اور سید ہاشم مسعود تجربہ کار، سمجھدار، سیاستدان، نیک سیرت، زاہد اور شب زندہ دار غرضیکہ ہمہ صفت موصوف موجود ہیں، تو اس منصب اعلیٰ پر متمکن ہونا سعادت میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حسب خواہش آپ نے مناصب نقابت و تولیت اپنے چچا سید احمد عاصم و سید

ہاشم مسعود کے حوالہ کر دیئے۔ اس پر نقابت کا عہدہ سید احمد عاصم نے منظور و قبول فرمایا اور سید ہاشم مسعود متولی الاوقاف مقرر ہوئے۔ سید ہاشم مسعود متولی اور رشید عالی وزیر اعظم حکومت عراق کی معاملہ سیاست میں مخالفت چلی آ رہی تھی۔ جب وزیر اعظم مذکور کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے دیرینہ چپقلش کی وجہ سے ان کو عہدہ تولیت سے برطرف کر دیا۔ اور خود ہی یہ عہدہ سنبھال لیا۔ ساتھ ہی وزیر اعظم حکومت عراق کے منصب پر بھی قائم رہا۔ بعدہ سید رشید عالی مذکورہ بالا کو جرمنی کے ساتھ دوستی رکھنے کے الزام میں حکومت نے وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے الگ کر دیا اور جلاوطن کر دیا۔ اس پر سید ہاشم مسعود ۱۹۴۲ء میں پھر متولی الاوقاف قادر یہ منتخب ہو گئے اور ۱۹۵۱ء تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد سابقہ حکومت عراق کے وزیر اعظم نوری السعید اور عبداللہ سیاسی معاملہ میں سید ہاشم مسعود کے خلاف ہو گئے۔ جو دوبارہ منصب تولیت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک یہ عہدہ بھی سید احمد عاصم نقیب الاشراف کے زیر تصرف رہا۔ مگر سید احمد عاصم مذکورۃ الصدر ہی کے وکیل مطلق یا مختار عام وہی سید ہاشم مسعود ہی متعین رہے۔

سید احمد عاصم جب حکومت پاکستان کی دعوت ہز ایکسی لینسی غلام محمد گورنر جنرل کے عہد حکومت میں ۱۹۵۳ء میں پاکستان تشریف لائے اور یہاں دو مہینہ قیام فرمانے کے بعد جب واپس بغداد تشریف لائے تو ایک ہفتہ کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ اس کے بعد سیدنا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ و سیدنا محمود حسام الدینؒ کی اولاد ارشد و تمام افراد خاندان گیلانیہ بغداد نے بالاتفاق عہد نقابت و تولیت سید ہاشم مسعود دام ظلہ کے سپرد کرنے کی تجویز کی اور منظوری کے لئے کانغذات حکومت عراقیہ کے حوالے کئے۔ مگر نوری السعید و عبداللہ وزیر اعظم و حکمران نے بایں خدشہ اس کو رد کر دیا کہ اگر یہ عہدہ نقابت و تولیت سید ہاشم مسعود مدظلہ کے حوالہ کر دیا گیا تو حکومت عراق کے تھوڑے دنوں کے اندر پر نچے اڑا کر رکھ دیں گے۔ چنانچہ ان کی بجائے حکومت نے بصد طرب ان کے ہمیشہ زادہ پیر ابراہیم سیف الدینؒ کو حسب فرمائش اور حسب

خواہش سید پیر محمد جمال الدین نقیب الاشراف مقرر کر دیا کیونکہ پیر ابراہیم سیف الدین اول الذکر آخر الذکر کے جائیداد منقولہ غیر منقولہ کے وکیل مطلق خالہ زاد اور پھوپھی زاد برادر اور بہنوئی ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب سید ہاشم مسعود مدظلہ العالی کے کاغذات تقرری و منظوری برائے نقابت و تولیت کے حکومت میں پیش ہوئے۔ تو نوری السعید وزیر اعظم اور عبداللہ مختار مطلق حکومت عراق اس تجویز کو رد کرتے ہوئے درافشانی کرنے لگے کہ اگر اعیان خاندان گیلانیہ بغدادیہ ہندوستان سے ایک ہاتھی منگوا کر نقیب الاشراف بنا کر کاغذات بمراد منظوری ہمارے پاس بھیج دیتے تو ہم کبھی رد نہ کرتے مگر سید ہاشم مسعود ابن سید عبدالرحمن اور سید ناصر پیر سید صفاء الدین پیر سیدنا حضرت عبدالرحمنؒ کو ہم کبھی نقیب الاشراف نہ بننے دیں گے۔

پیر سید ابراہیم سیف الدین نے عہدہ نقابت تو منظور فرمایا اور عہدہ تولیت سے انکار کر دیا جس پر اعیان قادریہ گیلانیہ بغدادیہ نے اوقاف قادریہ کے لئے دو متولی، دو ناظر، دو منقش اور دو ناظم مقرر کرنے کی حکومت عراق کو تجویز پیش کی۔ جس پر اسی مذکورہ بالا حکومت نے بلااعتراض فی الفور منظوری دے دی، جس پر فوری عمل درآمد ہو گیا۔ سیدنا عبدالرحمن مرحوم اور سیدنا محمود حسام الدین و سیدنا صفاء الدین مرحومؒ کی اولاد ماشاء اللہ سب کی سب اچھے اچھے عہدوں پر متعین رہے ہیں اس لئے وہ تولیت کے عہدہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ ہاں سیدنا حضرت محمود حسام الدینؒ کا سب سے چھوٹا بیٹا سیاست سے الگ تھلگ تبلیغ اسلام میں مشغول رہتا ہے۔ ہندوستان، پاکستان، سیلون، افریقہ، افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کے مریدین کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے، تبلیغ و اشاعت اسلام، وعظ و رشد و ہدایت ان کا محبوب ترین شیوہ و مشغلہ ہے۔ ان کے خود بیعت کردہ مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ ان کی کمالیت اخلاق حسنہ، اخلاص و مروت، سخاوت و جود کرامت و اتقا، زہد و ریاضت، شب بیداری، عبادت گزاری، معرفت الہی، پابندی شریعت وغیرہ کا شرہ چار دانگ عالم میں

گوشہ گوشہ پھیل رہا ہے، بلکہ پھیل چکا ہے۔ شادی شدہ ہیں عمر چالیس سال کے قریب ہے۔ ان کا اسم گرامی سیدنا و مولانا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جن کے خصائل حمیدہ اور فضائل رشیدہ کا تذکرہ خاندان گیلانیہ کے تحت مجمل طور پر کیا جاوے گا، کیونکہ مفصل طور پر تو مضمون بہت طویل ہو جانے پر بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سال یعنی ۱۳۸۰ھ متولی الاوقاف قادریہ اور نقیب الاشراف بغداد سید برہان الدین ابن السید عبد الرحمن المحض القادری الگیلانی منتخب ہوئے۔ منجانب حکومت جمہوریہ عراقیہ اس لئے کہ پیر ابراہیم سیف الدین الگیلانی بہت بیمار اور ضعیف ہیں اور پیر سید ہاشم مسعود ۱۱ رمضان ۱۳۷۹ھ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔



سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ

خلف الرشید حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد سے

جو نقیب الاشراف ہوئے

السید الشیخ عبدالرحمن فیض اللہ رضی اللہ عنہ : آپ سیدنا شیخ المشائخ ممدوح الصدر کی اولاد پاک سے ہو گزرے ہیں۔ سال ۱۳۱۲ھ میں فوت ہوئے نہایت خدارسیدہ اور شب بیدار کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

السید الشیخ علی الکبیر رضی اللہ عنہ : آپ عاتکہ خاتونؓ کے والد ہیں۔ نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہو گزرے ہیں۔ صاحب کشف وکرامات اور فیوضات باطنی سے مالا مال اور صاحب شریعت و طریقت تھے۔ ۱۲۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ حضرت عبدالعزیز صغیر رضی اللہ عنہ : ابن سید شیخ عبدالقادر صغیرؒ جید عالم اور فاضل، صاحب مکاشفہ و مشاہدہ، کشف القلوب، نقیب الاشراف ہو گزرے ہیں۔ ۱۲۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔

السید الشیخ حضرت محمود رضی اللہ عنہ : ابن السید حضرت زکریا، نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوئے ہیں۔ فیوض و برکات و کرامات میں لاثانی تھے۔ چنانچہ ”تذکرہ غوثیہ“ مصنفہ غوث علی شاہ قلندر پانی پتی نے بعنوان حج و زیارت جب کہ وہ بغداد شریف بغرض زیارت حاضر ہوئے تھے، میں ذکر کیا ہے حضور ممدوح اس وقت حین حیات تھے اور آپ کے کمالات کی شہرت تمام دور دور کے ممالک تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ درانی خاندان کے آخری نقیب تھے کیونکہ ۱۲۵۸ھ میں بعارضہ ہیضہ وبائی مع دیگر کلمہ افراد کنبہ کے وفات پا گئے۔ صرف ایک دختر سعیدہ زندہ بچی جس کا مفصل حال قبل ازیں درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خاندان رزاقیہ بغدادیہ کی نقابت و تولیت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

۱۔ سیدنا حضرت عبد العزیزؒ خلف الرشید سیدنا شیخ عبد القادر

گیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے نقباء و سجادہ نشینان

السید الشیخ حضرت زین الدین ابن الشریف سیدنا محمد شرف الدین بن سیدنا شمس العارفین حضرت شمس الدین بن سیدنا صاحب السمو والسماء حبیب النسیب محمد التماک ابن الشریف سیدنا الامام التقی المقتدی الاقطار الاعلی المنار الذهب الابریز حضرت عبد العزیزؒ بن حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صدانی شیخ الكل سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز مسلمانوں کے نقیب اور سرپرست ہوئے۔ انہوں نے اپنی ساری جائیداد درگاہ گیلانیہ اور مدرسہ جد امجد کے لئے ماہ رجب ۹۷۸ھ میں وقف کر دی۔ آپ ۸۹۱ھ بغداد کے محلہ باب الشیخ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے زمانہ کے علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے۔ گیلانی خاندان کے سرپرست اور رئیس تھے۔ اوقاف قادریہ کے متولی بھی تھے۔ ۹۱۳ھ میں جبکہ ایرانیوں نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ تو آپ نے ایرانیوں کے خلاف اپنی حکومت اور شہر کو بچانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی۔ پھر جب ۹۳۱ھ میں ایرانیوں کے قبضہ سے بغداد کو عثمانی لشکر واپس لے رہا تھا۔ اس وقت بھی آپ نے عثمانی لشکر کی جان و دل سے امداد کی۔ جس پر سلطنت عثمانیہ کو فتح نصیب ہوئی۔ فاتح بادشاہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ اسی سال ۲۰ رمضان المبارک کو سلطان سلیمان عثمانی معہ اپنی فوج اور دیگر افسران اور مفتی مملکت کے جامع مسجد گیلانیہ میں حاضر ہوئے۔ اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد اداۓ نماز عصر سند (نقابت الاشرف) آپ کو عطا فرمائی جو کہ ترکی زبان میں ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

فخر السادات المکرم السید الشیخ زین الدین الگیلانی دام سیادتہ صحیح النسب سادات کی تصدیق و توثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین گیلانی دام برکاتہ کو نقابت الاشرف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین گیلانی شہر بغداد کے

نقیب الاشراف ہیں اور جو شخص صحیح النسب سادات نہ ہو اور نہ ہی اس کے پاس کوئی فرمان شاہی ہو گا وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جائے گا۔ جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہوگی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہو گا۔

دستخط: السلطان غازی سلیمان خان قانونی

اس عثمانی سند کے بعد نقابت الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ کے شرفاء سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب جلیلہ پر فائز ہوتے چلے آ رہے ہیں اور تقریباً ساڑھے چار سو سال سے بلا انقطاع آج تک یہ سلسلہ جاری اور قائم ہے اور انشاء اللہ العزیز تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ خاندان گیلانیہ کے صحیح النسب سادات ہونے کا اس سے بہترین ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟

۲۔ السید شیخ المشائخ حضرت ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن سید زین الدین صاحب مذکورہ بالا بڑے بلند پایہ عالم و فاضل تھے۔ تقیہ محدث اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ ۱۰۳۷ھ میں بغداد شریف فوت ہوئے اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

۳۔ السید الشیخ المشائخ حضرت نور الدین ابن سید الشیخ ولی الدین بڑے عالم، متقی، پرہیزگار، قائم اللیل و صائم النهار تھے۔ اپنے دادا جان قدس سرہ العزیز کی جامع مسجد گیلانیہ کے امام تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ

۴۔ السید الشیخ المشائخ حضرت حسام الدین ابن السید الشیخ نور الدین زندہ ورع، تقویٰ اور توکل و رضا میں یکتائے دہر تھے۔ ۱۱۶۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۵۔ السید الشیخ المشائخ حضرت محمد درویش بن حضرت حسام الدین مذکورہ بالا بڑے پاکیزہ خیال، اسم بامسمیٰ درویش، صاحب حال، زاہد و عابد، شب زندہ دار ہستی تھے۔ ۱۱۷۵ھ میں واصل بحق ہوا۔

۶۔ السید شیخ المشائخ زین الدین الصغیر بن حضرت محمد درویش محدث اور فقیہ پاکیزہ خصلت صاحب کرامت تھے ۱۱۹۲ھ میں وصال ہوا۔

۷۔ السید الشیخ المشائخ مصطفیٰ ابن شیخ المشائخ زین الدین صغیر فقیہ اور محدث، بلند پایہ عالم، شب زندہ دار، صاحب حال و مقام تھے۔ خلقت کونیک کی دعوت دیتے تھے۔ نقیب الاشراف تھے ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

۸۔ السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان بن شیخ المشائخ مصطفیٰ محدث اور عالم بے بدل تھے۔ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۹۔ السید شیخ المشائخ مراد بن سید الشیخ المشائخ عثمان مسلمانوں کے سردار یعنی نقیب الاشراف اور متولی اوقاف قادریہ تھے محدث اور فقیہ صاحب شریعت و طریقت ہر دل عزیز صوفی تھے ۱۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔

۱۰۔ السید شیخ المشائخ سیدنا علی نقیب الاشراف و متولی اوقاف قادریہ مسلمانوں کے سردار، مرفع الحال، خوش خصال، شمس العارفین سرتاج العاشقین ہوئے۔ آپ نے ۱۲۸۹ھ میں وصال فرمایا۔ ۱۳۶۱ھ میں اوقاف قادریہ کے متعلق ایک شاہی فرمان حاصل کیا۔ پانچ پیران مندرجہ ذیل سیدنا شیخ المشائخ حضرت سلیمان نقیب الاشراف سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمن الحمض نقیب الاشراف و متولی الاوقاف اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت زین الدین گیلانی و سیدنا شیخ المشائخ حضرت حسن گیلانی کابل والے اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالسلام گیلانی پیدا ہوئے جو سب کے سب صاحب اقتدار اور کامل بزرگ اور صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ نقابت اور تولیت کا حق ان میں سے صرف سیدنا سلیمان اور سیدنا عبدالرحمن ممدوح الصدر کے لئے اور بعدہ ارشد بارشد ان کی اولاد الاولاد کے لئے مخصوص ہے۔ پیری مریدی کا حق بھی ان ہی کو حاصل ہے۔ باقی کوئی بھی اس عمدہ جلیلہ کا مستحق نہیں۔

۱۱۔ السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان ابن السید الشیخ المشائخ علی النقیب مسلمانان عالم کے سردار اور اوقاف قادریہ کے متولی تھے۔ غازی سلطان عبدالحمید خان شہنشاہ ترکی آپ کا مرید تھا۔ اس کی جانب سے سب سے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ ایک

حوض اور ایک مسجد آپ نے بغداد کے محلہ السمک میں بنوائی اور ان دونوں کے اخراجات کے لئے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ میں کچھ جائیداد بھی وقف کر دی۔

۱۲۔ السید شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبد الرحمن المحض بن سید الشیخ حضرت علی النقیب مسلمانان عالم کے سردار متولی الاوقاف قادریہ مبلغ الطریقه القادریہ العالیہ فی عالم الاسلامیہ اور حکومت عراق کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۳۰۰ھ میں خلیفہ الاعظم حضرتنا و مولنا السید الشیخ غوث الاعظم دہلیگیر عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے بحالت خواب بشارت میں خلعت خلافت عطا فرمائی جس کی تصدیق اولیاء دہر جو اس مجلس باطنی میں حاضر تھے، نے فرمائی۔ سال ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے حکومت ملک عراق، حضور کو پیش کی مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ فرمایا کہ میں غیر مذہب نصرانی کا عطیہ ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ البتہ پبلک کی آرزو کو ملحوظ رکھتے ہوئے وزیر اعظم کا عمدہ اس مقصد براری کی امید پر قبول کرتا ہوں کہ شاید میری اندرونی کوششوں اور محنتوں سے غیر مسلم وغیر قوم نصرانیوں کی بنیادیں اس ملک سے اکھڑی جاسکیں۔ ان کے بے شمار بادشاہان اسلام اور نوابان شرق و غرب مرید اور معتقد تھے۔ دیکھو انگریزی کتاب:

A clash of Loyalties Mesopotamia War 1917 to 1920

By Sir Arrol Wileom. (Page No: 336 to 340 Vol-2)

اور تاریخات انوارات عراقیہ (جز اول مولفہ الرزاق الحسنى)

آنحضور کی کشش باطنی اور روحانی کا یہ اثر تھا کہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے طبقہ کے لوگ عزت اور احترام سے دیکھتے تھے اور دل و جان سے معتقد و فرمانبردار تھے حضور کا دست مبارک خدمت اسلام و کار خیر کے لئے ہر وقت کھلا اور سخاوت کے لئے کشادہ تھا۔ بڑے بلند پایہ کے عالم باعمل، مشرع، زاہد، متقی، خدا رسیدہ بزرگ ہوئے ہیں عالم اسلام میں کروڑوں کی تعداد میں حضور کے معتقد اور مرید ہوئے۔

۱۳۔ الشیخ المشائخ السید محمود حسام الدین ابن السید الشیخ المشائخ حضرت عبد الرحمن نقیب الاشراف و متولی الاوقاف تھے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں بھی

انگریزوں اور عراقیوں نے حکومت عراق پیش کی مگر قبول نہ فرمائی۔

پشت پا زن تخت کیکاؤس را
سر بده از کف مده ناموس را

کے مصداق آپ کے حلقہ مریدان میں بادشاہان اسلام اور نوابان ریاست کے علاوہ ہر طبقہ کے افراد شامل تھے۔

صاحب کشف و کرامت اور جذب و کشش تھے، متقی، شب زندہ دار، عالم باعمل، سخی اور غریب پرور تھے۔ جس انگریزی کتاب کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہ کر تمام ملکی اور سیاسی مذاکرات میں حصہ لیتے تھے۔ بلکہ ان کی کبر سنی کے زمانہ میں دست راست تھے۔ چونکہ والد محترم کی وفات کے بعد نقابت اور تولیت کے بھی جائز وارث تھے لہذا ان کی حین حیات میں ہی تمام بوجھ آپ نے اٹھالیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح اور بہبود کی طرف بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا احترام ہر چھوٹے بڑے کے دل میں جاگزیں تھا لہذا جس طرح آپ روحانی منازل طے فرما کر مقبول خدا بن چکے تھے، اسی طرح محبوب خلایق بھی تھے۔

۱۴۔ السید ہاشم محمود: ابن السید شیخ المشائخ عبد الرحمن نقیب الاشراف بڑے موحد، خدا پرست، رحم دل، نیک سیرت، عابد و زاہد، ہمہ صفت موصوف تھے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۱ء بعدہ نقابت سرفراز رہے۔

۱۵۔ السید رشید الگیلانی: ابن سید عبد الوہاب آپ متولی الاوقاف بہت باوقار، مدبر، سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ قومی غلامی کے سخت مخالف تھے۔ کافی عرصہ تک وزارت عظمیٰ مملکت عراق کے عہدہ پر فائز رہے۔ حکومت ہمیشہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتی رہی۔ چونکہ قومی ہمدردی کا جذبہ ان میں بہت زیادہ تھا لہذا عوام آپ کی گرویدہ تھی۔ قطع نظر آپ سیاسی شعور کے مالک، مشرع، متقی، پھیز گار، خدا رسیدہ ہستی تھے۔

۱۶- السید احمد عاصم: ابن السید الشیخ عبد الرحمن النقیبؒ آپ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۳ء تک نقیب الاشراف رہے ہیں۔ نقابت کا عہدہ جلیلہ آپ کے سپرد کر دیا جانا آپ کے زہد و اتقاء ریاضت و مجاہدہ اور خدا رسیدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک تبلیغ طریقۃ القادرۃ العظمیٰ میں مصروف رہے۔ آپ کا حلقہ مریدان کافی وسیع ہے۔ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد خان کی دعوت پر ۱۹۵۳ء میں پاکستان تشریف لا کر شاہی مہمان رہے۔ جب دو ماہ کے بعد واپس بغداد شریف تشریف لے گئے تو ایک ہفتہ کے بعد وصال فرما گئے۔

۱۷- السید ابراہیم سیف الدین: ابن السید مصطفیٰ ابن السید الشیخ سلیمان النقیبؒ اپنے بزرگان کے طریقہ پر زہد و ریاضت میں مشہور ہیں۔ طریقہ قادریہ العظمیٰ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ و ہدایت میں کوشاں رہتے تھے۔ بسلسلہ تبلیغ و اشاعت کافی عرصہ بمبئی میں بھی استقامت پذیر رہے اس لئے ہندوستان میں عام طور پر اور شہر بمبئی میں خاص طور پر پیر ابراہیم بمبئی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا حلقہ مریداں کافی وسیع ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہے۔

اعیان قادریہ جیلانیہ بغدادیہ

سید عبد السلام گیلانی بن سید علی النقیبؒ آپ اپنے زمانہ کے بہت بلند پایہ صوفی اور موحد ہوئے ہیں۔ بڑے صاحب کرامت ہوئے۔ افغانستان اور ہندوستان میں اکثر آپ کا ورود و قیام رہا۔ آج کل بھی بلوچستان میں ایسے لوگ ملتے ہیں جنہوں نے آپ کا زمانہ اور ظہور کرامات پچشم خود دیکھی ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک بھیڑیا اور ایک بکرا تھا جن کو یکجا باندھا جاتا تھا اور یکجا ہی کھاتے پیتے تھے۔ کیا مجال بھیڑیے کی کہ بکرے کو ایذا پہنچائے۔ طالبان حق اور علمائے کرام کی بہت عزت کرتے تھے۔ فیوض باطنی کے عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتے تھے۔ چہرہ مبارک پر ایسا رعب و جلال تھا کہ کسی کو یارائے گفتگو نہ تھا۔ آپ محبوب خلایق تھے۔ افغانستان اور بلوچستان میں آپ کے بے

شمار مرید اب بھی پائے جاتے ہیں۔

السید پیر سید حسن گیلانی نقیب آف کابل بن سید علی النقیب بغداد آپ
افغانستان میں طریقہ قادریہ کے سربراہ تھے اور اپنے زمانہ کے مشہور و معروف کامل فقیر
اور صاحب تصرف تھے۔ بچہ سقہ نے جب افغانستان میں اپنی حکومت قائم کی تو حکومت کو
سنبھالنے کے لئے آپ سے اس نے التجا کی کہ تحت و تاج سنبھالے مگر آپ نے فرمایا کہ
حقیقی بادشاہی پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ ہمیں ایسی فانی بادشاہی کی ضرورت نہیں۔

نقیب زاوہ سید عبد الرزاق بن سید سلیمان النقیب رضی اللہ عنہ آپ اعلیٰ درجہ
کے عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار، سخی اور مخیر تھے۔ لوگوں میں درس و تدریس کا شوق
بڑھانے اور طریقہ القادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں کافی سے زیادہ کوشاں رہتے تھے۔

سید عبد القادر گیلانی بن سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نیک سیرت
مسلمانان عالم کی بہتری اور بہبودی کی فکر میں رہتے تھے۔ حکومت عراق کی طرف سے
پاکستان میں سفیر بھی رہے ہیں۔

نقیب زاوہ سید جمال الدین گیلانی ابن ارشد سید پیر محمود حسام الدین
نقیب الاشرف آپ کا اسم گرامی کسی تشیرو تشریح کا محتاج نہیں، تمام اقصائے عالم
بخوبی واقف ہے آپ اپنے والد مرحوم کے وصال کے بعد نقابت اور تولیت کے حقیقی
مستحق تھے چونکہ آپ نے مستقل طور پر اپنی رہائش و قیام عرصہ بعید سے شہر بمبئی (انڈیا)
میں کر لیا ہوا تھا اور یہاں کی آب و ہوا اور رہائش کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دیے
ہوئے تھے اور ساتھ ہی آپ کی دو منکوحہ بیویاں ایک مہتر چترال سر شجاع الملک کی دختر
بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خداداد خان کی نور نظر اپنے پیدائشی
وطن کو محبوب خیال فرمائے ہوئے، ان کی خواہش کو ملحوظ خاطر فرمائے ہوئے بمبئی کو خیر
باد کہنا مناسب نہ سمجھانیز بوجہ کبر سنی بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی لہذا ابو جہات بالا عمدہ
نقابت اور تولیت کو پس پشت ڈال کر اس ذمہ داری لینے سے معذرت چاہی اور بدستور
بمبئی میں مقیم رہے۔ آپ نے اپنی عمر کا بہت زیادہ حصہ افغانستان، ہندوستان، پاکستان

کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ میں طریقہ قادریہ العظمیٰ کی تبلیغ اور اشاعت میں گزارا اس لئے آپ کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صاحب کشف و کرامت اور بہت بلند پایہ صوفی تھے۔ آپ کی محفل و مجلس میں بجز ذکر و تسبیح الہی کے کسی کو یارائے گفتگو نہیں ہوتا تھا مگر کسی خاص ضرورت کے نہایت مختصرانہ اور مودبانہ۔ آپ کے صاحبزادہ سید معظم الدین اپنے ننھیال کے پاس چترال میں تشریف فرما ہیں۔ خدائے تعالیٰ تصدق رسول اللہ ﷺ و طفیل غوث پاک عمر دراز بخشے اور علم و عمل میں کامیاب فرمائے۔

نقیب زادہ سید علی کمال الدین بن سید شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین
لقیب الاشرف آپ ماشاء اللہ اسم بامسی ہر شعبہ میں کامل اور اکمل ہونے کے علاوہ بزرگان کے آداب اور قواعد کو ملحوظ رکھنے والے مدبر اور نہایت سمجھ بوجھ رکھنے والی ہستی تھے، اندازہ لگائیں کہ جب ان کے برادر بزرگ پیر سید جمال الدین صاحب کی خدمت عالیہ میں بعد وصال والد مکرم عمدہ نقابت و تولیت پیش کیا تو آپ نے بوجوہات متذکرہ الصدر قبول نہ فرماتے ہوئے یہ عمدہ جلیلہ ان ہی کے سپرد کر دیا کیونکہ حقیقتاً یہی مستحق اور یہی لائق ہیں مگر آپ کی فراخ دلی اور ادب شناسی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا: کہ جبکہ ہمارے چچا حقیقی سیدنا احمد عاصم اور مسعود ہاشم دام ظلہ العالی عرصہ حیات موجود ہیں اور ہر صورت میں قابل ہیں تو ان کی موجودگی میں میرا اس عمدہ کو سنبھالنا خلاف ادب اور نامناسب ہے لہذا عمدہ جلیلہ جس کا ہر کس متمنی ہوتا ہے، محض شرم و ادب بزرگان کو ملحوظ رکھتے ہوئے قبول نہ فرمایا اور سیدنا ہاشم مسعود کے سپرد کر دیا۔

نقیب زادہ سیدنا احمد ظفر القادری الگیلانی دام ظلہ العالی بن سیدنا شیخ
المشائخ محمود حسام الدین مرحوم نقیب الاشرف نہایت پاکیزہ سیرت، نیک خصلت، غریبوں اور محتاجوں کے حامی اور ہر مسلمان کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ رحم دل، خدا ترس، مدبر اور حق شناس ہیں۔ خاندان گیلانیہ اور اعیان قادریہ اہم امور میں ان سب سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور آپ کے فرمان پر آمین پکارتے اور

لیک کہتے ہیں اور آپ کی قدر و منزلت کرتے اور تعظیم بجالاتے ہیں کیونکہ آپ نجیب
الطرفین اور کریم الابوین ہیں۔ حق نقابت و تولیت میں ہر نوع سب سے زیادہ مستحق ہیں۔
حکومت عراق کی طرف سے سیاسی نمائندہ مرکز اور قونصل کبیر جمہوریہ عربیہ موجودہ
متعین ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار ہیں۔ پاکستان میں عراق کے سفیر کے طور پر
بھی خدمات سرانجام دیں۔ آج کل دربار غوثیہ بغداد شریف کے متولی اور نگران بھی
آپ ہی ہیں۔

نقیب زادہ سید عبدالرحمن المحض الگیلانی الثانی دام ظلہ اللہ تعالیٰ بن سیدنا
شیخ المشائخ پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم: ماشاء اللہ نوجوان
مذہبی اور سیاسی معاملات میں کامل شعور رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہمدرد اور دلی خیر خواہ
ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا ابد قائم رکھے۔

نقیب زادہ شیخ المشائخ پیر طاہر علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن سید شیخ
المشائخ سیدنا محمود حسام الدین نقیب الاشراف: مؤلف کتاب ہذا اور
ہمارے مدوح یہی ہیں ان کا تفصیلی تذکرہ گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ پہلی بار ایک
نو وارد یا اجنبی جب آپ کا دیدار فرحت آثار حاصل کرتا ہے تو وہ آپ میں خلق محمد ﷺ
کی تمام صفیں اور جمال یوسفی کی تمام رعنائیاں پا کر اپنی ہستی، رتبہ، جاہ و منزلت،
حیثیت غرضیکہ سب کچھ فراموش کر کے ہمہ تن آپ کے جمال دلپذیر میں محو ہو جاتا
ہے۔ آپ کی محبت آمیز باتوں اور دکھ درد کی پوچھ گچھ سے ایسا محسوس کرنے لگتا ہے کہ
واقعی درد و غم غلط کرنے والا اور ظلمت یاس کی بجائے نور آس کی شعاعیں بخشنے والا ندیم
عظیم مل گیا ہے۔ چنانچہ جس کسی کو بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل ہو جاتا ہے وہی
گرویدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آپ کے خلق عظیم میں خاص تاثر ہے کہ ہر ملاقاتی یہی خیال کرتا ہے کہ آپ
کی توجہات اور مہربانیاں اس کے ساتھ ہی بیش از بیش ہیں اس کے علاوہ باطنی طور پر وہ
اپنے اندر ایک حلاوت قلبی محسوس کرتا ہے۔ بدیں وجہ اس کی طبیعت کا رجحان خود بخود

ایک دو ملاقاتوں میں ہی مختصر قیل و قال کے بعد خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور محبت الہی جوش مارنے لگتی ہے جبکہ وہ حضور کا مرید ہو کر نماز اور وظائف طریقہ قادریہ کی طرف رجوع کر جاتا ہے۔ غرضیکہ آپ کی زیارت باسعادت ہی غافل دلوں کے لئے تازیانہ کا کام کرتی ہے۔

آپ نوخیز حسین ترین جوان ہیں۔ عمر ۴۰ سال کے لگ بھگ ہے۔ شادی کے متعلق بڑے بڑے روساء نوابان و بادشاہوں کی طرف سے پیغامات موصول ہوتے رہتے ہیں۔ مگر سب کو جواباً یہی فرماتے ہیں۔ کُلُّ اَمْرِ مَرْهُونٌ بِاَوْقَاتِهَا جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا۔ تب اس معاملہ پر غور کیا جاوے گا۔ مزید براں متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، شب زندہ دار، شریعت محمدیہ کے سخت پابند ہیں، راستی پسند ہیں، صدق مقال و اکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے طرز عمل پر کسی معترض کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپ کی تعلیم کالب لباب معرفت خداوندی و اتباع شرع محمدی ہے اور عشق ذات الہی اور محبت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جد امجد حضور پاک قدس سرہ العزیز پیدا کرتا ہے۔ حاجت مندوں کے آپ حاجت روا ہیں۔ السلام علیکم کہنے میں آپ ہمیشہ ابتدا فرماتے ہیں۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ مگر دست بوسی کو محض صغریٰ کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے۔ سجدہ تعظیم وغیرہ بدعات کو کفر سمجھتے ہیں اور ایسا فعل کرنے والے کو زندیق کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ ایفاءئے عہد کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ عہد شکن کو بہت برا جانتے ہیں۔ مریدوں اور سائلوں کی تکالیف اور گزارشات کا خاص دھیان رکھتے ہیں۔ ہر ایک کے خط کا جواب اور تکالیف کا حل بذریعہ ڈاک ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ تعویذ اور وظائف بھی لکھ بھیجتے ہیں۔ آپ کے مریدان کا حلقہ ابھی سے اتنا وسیع ہے کہ ہر ملک اور ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ آپ مجدد طریقت القادریہ العظمیٰ ہیں کیونکہ اپنے جد امجد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف حد سے زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ اس

سلسلہ میں ماسوائے کتاب ہذا کے کئی ایک کتابیں مثلاً شجرہ ہائے قادریہ محبوب سبحانی، تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ اور "A Life Sketch" وغیرہ شائع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائی ہیں۔ غرضیکہ طریقتہ القادریہ العظمیٰ البغدادی اور خاندان گیلانیہ کو روشن کرنے والے اور چار چاند لگانے والے ہیں۔ جس طرح حکومتوں کی طرف سے دیگر ممالک میں سفیر کام کرتے ہیں، اسی طرح حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ کی طرف سے تمام مخلوق کے لئے یہ سفیر اکبر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تابد حضور کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ کی خیر و برکات ہمیشہ جلوہ ریز رہیں۔ آپ نے سیلون میں شہر کولمبو کے اندر اپنا دینی فریضہ سمجھ کر ایک یتیم خانہ کا اجرا کیا ہے۔ جس کے آپ تاقیام یتیم خانہ مذکورہ صدر الصدور ہیں۔

یاد رہے کہ ہر شش صاحبان مذکورۃ الصدر تاحقی برادران سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف والسادات ومتولی الاوقاف مرحوم کے فرزند ارجمند اور سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے سب کے سب پاکیزہ سیرت و صورت نور علی نور منظور خلافت و مقبول رب العلی برگزیدہ ہستی کے مالک ہیں۔ نقیب زادہ کا متبرک لفظ انہی کے اسمائے گرامی کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ ان کی ہمیشہ صاحبہ سیدنا شیخ المشائخ پیر ابراہیم سیف الدین القادری الگیلانی نقیب الاشراف موجودہ دام ظلہ التعالیٰ بن سیدنا حضرت مصطفیٰ مرحوم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کے بطن سے سیدنا صاحبزادگان شمس الدین "ماشاء اللہ نوجوان اور بلند پایہ ہستی ہیں۔ عاجزانہ دعا ہے کہ

الہی بخت شاں بیدار بادا ہمیشہ دین و دولت یار بادا
گل اقبال شاں دائم شگفتہ پچشم حاسداں بس خار بادا

آل زکریا

سید محمد گیلانی بن سید عبد اللہ بن سید احمد (آل سید زکریا) آپ پاکیزہ خصلت، زاہد شب زندہ دار، اپنے زمانہ کے صوفی طریقتہ القادریہ کے مبلغ اور صاحب زہد

ورع اور خشوع و تقویٰ ہوئے ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)
 سید محی الدین بن سید عبد الرزاق بن سید خضر الکیلانی (آل سید زکریا)
 دام ظلہ العالی، نیک طینت، خدا پرست، سخی، غریب پرور، ذکر و فکر میں شاغل، خدا
 رسیدہ، صاحب کشف و کرامات ہیں۔ مسلمانوں کی بہتری میں کوشاں رہتے ہیں۔

آل مراد

سید مبد ر بن سید کامل بن سید عبد الوہاب (آل مراد) دام ظلہ العالی آپ
 خضر سیرت، تعلیم یافتہ، حکومت عراق کی جانب سے اعلیٰ عہدہ پر فائز، خدا پرست، عبادت
 گزار، غریب پرور مشہور ہیں۔

آل خمیس

سید محمد صالح الکیلانی دام ظلہ، بن سید حامد بن سید محمد صالح بن خمیس بن سید مصطفیٰ
 آپ نیکی، زہد و اتقا کا جذبہ رکھنے کے علاوہ سخی اور غریب پرور ہیں۔
 سید عامر کیلانی دام ظلہ بن سید توفیق بن سید حامد بن سید محمد صالح بن آل خمیس رضی
 اللہ عنہم۔ نیک سیرت، مسلمان قوم کے خدمت گزار، پابند شریعت، حامی اسلام اور
 مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں



وضاحت

دربار عالیہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ غوث اعظم دستگیر کے کلید بردار اور چاؤش اور ہنچیں قسم کے دیگر افراد بعض اوقات آپ کی خدمت میں آتے ہیں اور اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے اولاد پاک کے افراد بلکہ حضور شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبد الرزاق اور عبد الوہاب صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد سے بذریعہ تقریر و تحریر ظاہر کر کے بلکہ مطبوعہ شجرہ انساب پیش کر کے خدمات لیتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خاندانی ثبوت کے لئے خود ساختہ شجرہ ہائے انساب پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل کذب پر مبنی اور حقیقتاً لغو اور بے معنی ہوتا ہے۔ یہ لوگ محض دربار پاک کے خادم ہوتے ہیں اور خاندان گیلانیہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ دربار عالیہ غوثیہ کے جملہ حقوق حضور غوث الاعظم دستگیر کے فرزند رشید صرف سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبد العزیز صاحب مرحوم کی اولاد پاک کے حق میں محفوظ ہیں اور انہی میں سے نقباء اور متوالیاں نسل بعد نسل و ارشد بہ ارشد اس عمدہ جلیلہ پر فائز چلے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر جب حضرت سیدنا عبد الرزاق صاحب کی اولاد نرینہ واقع بغداد بمشیت ایزدی ملک بقاء کو سدھاری اور صرف ایک بی بی پاکدامن کے سوائے اور کوئی زندہ نہ رہا تو جائیداد متروکہ کے متعلق بادشاہ وقت کا فرمان جاری ہوا کہ جس صاحب سے یہ بی بی برضا و رغبت خود نکاح کرے گی وہی نقیب الاشراف اور متولی دربار غوثیہ کے مراتب جلیلہ کا اور جائیداد متروکہ کا مستحق ہو گا اور بعد از وفات اس بی بی صاحبہ کے بطن سے جو فرزند اکبر پیدا ہو گا۔ وہی اور من بعد بھی اسی صورت سے نسل بہ نسل و ارشد بارشد تاقیامت یہ عمدہ جلیلہ و جائیداد متروکہ منتقل ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ اس بی بی صاحبہ نے حضرت شیخ المشائخ سیدنا السمو و السماحہ پیر علی القادری الگیلانی صاحب سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے شیخ المشائخ حضرت سیدنا پیر عبد الرحمن صاحب پیدا ہوئے۔ بعد از وصال والد بزرگوار سیدنا حضرت علی القادری جائیداد متروکہ کے مالک اور نقابت اور

تولیت کے حقدار ٹھہرے۔ جو بوجہ نکاح اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے بفرمان شاہی حاصل ہوئی تھی۔ نیز حضرت سیدنا عبد الوہابؒ کی اولاد ہی نہیں ہے اور عبد الرزاقؒ کی اولاد پاک سے کوئی فرد بغداد شریف میں اب سکونت پذیر نہیں ہے۔ ایسے لوگ محض طمع نفسانی اور طلب زر کے لئے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح معتقدان حضرت غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ کو لوٹے پھرتے ہیں اور بسا اوقات خود کو سجادہ نشین اور متولی الاوقاف اور نقیب الاشراف دربار غوثیہ بغدادیہ کے متبرک الفاظ کو اپنے لئے استعمال کرنے سے نہیں جھجکتے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قصبہ بہ قصبہ، قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر بازار بازار گھومتے پھرتے ہیں اور نذرانے وصول کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ نقیب الاشراف اور سجادہ نشینان اور متولیان دربار غوثیہ کا مرتبہ اور شان و شوکت اور حالات ظاہری بھی۔ (باطنی تو درکنار) شاہان زماں اور نوابین دوراں سے کم نہیں ہوتی۔

بلکہ عوام الناس بادشاہان وقت سے اس قدر نہیں دبتے، جتنا کہ اس خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے عالم باعمل اور مشہور سید گیلانی سے ڈرتے ہیں اور ان کے حکم پر جان و مال قربان کرنا نجات دارین سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ کلید بردار و چاؤش وغیرہ حالات دربار غوثیہ و عربی ممالک کے راہ و رسم سے واقف ہوتے ہیں۔ لہذا وضع قطع غریبوں سی بنا کر اور دیسی سی طرز گفتگو استعمال کر کے معتقدان و مجاہدان غوث پاک سے ناجائز طور پر رزق کماتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

ایسے ہی ایک انگریز لارنس نامی جاسوس عربی لباس میں ملبوس پیری کامدعی بن کر انہیں مطلب براری اور سراغ رسانی کی خاطر پیری مریدی کا سلسلہ چلاتا رہا۔ چنانچہ اب بھی اس کے شاگردان بدستور اس کے نقش قدم پر کار فرما ہیں۔ ان کے حالات سے خبردار رہنا چاہئے۔

علاوہ ازیں ایسے اشخاص بھی بغداد شریف جیسی متبرک جگہ پر پائے جاتے ہیں جو حضور پر نور مرشدنا و مولانا و سیدنا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر طاہر علاؤ الدین القادری

الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روز افزوں ترقی و ظہور اور روحانی مقام کو سن دیکھ کر آتش حسد و بغض میں جل بھن کر یہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں کہ حضور ممدوح کی عدم موجودگی در بغداد کے دوران میں کئی ایک ناجائز طریقوں سے خطوط مرسلہ مجبان و مریدان و مستفسران آنحضور کو وصول کر لیتے ہیں اور پڑھ دیکھ کر غائبانہ طور پر ان کے جوابات اپنے آپ کو حضور ممدوح کے جانشین یا فرزند اکبر ظاہر کر کے مخلصانہ طور پر بعد دعائے ترقی درجات عریضہ نویسوں کے نام جواباً ارسال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ حضور ممدوح دام ظلہ العالی کو خاتم بدہن نعوذ باللہ فوت ہو جانا ظاہر کر کے اپنے آپ کو آپ کا فرزند اکبر کہنے سے گریز نہیں کرتے تاکہ سادہ لوح معتقدوں کو دام تزویر لا کر اعتقاد سے روگرداں کیا جاسکے اور ناجائز مفاد اٹھایا جاسکے۔ حضور ممدوح نے ہزبائی نس خان اعظم آف قلات سر احمد یار خان صاحب کی نور نظر فرخندہ اختر سے شادی کی ہے۔ تین صاحبزادے

۱۔ سیدنا محمود محی الدین الگیلانی تاریخ ولادت 14-7-1968

۲۔ سیدنا عبدالقادر جمال الدین الگیلانی تاریخ ولادت 4-6-1969

۳۔ سیدنا محمد ضیاء الدین الگیلانی تاریخ ولادت 28-5-1976

باتر تیب اکبر و اصغر ہیں۔ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ایسے موصولہ خطوط کا جواب ہرگز نہ دینا چاہئے۔ بلکہ ممکن ہو تو حضور ممدوح کی خدمت عالیہ میں ان کی جائے قیام پر ان کو ملفوف کر کے ارسال کر دینا چاہئے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ



باب دوم



مدرسہ و جامع مسجد گیلانیہ

کا

مختصر حال



حضور غوث پاک قدس سترۃ العزیز اور آپ کا مدرسہ

ابن تقری ہروی نے نجوم الزاہرہ میں، ابن جوزی نے منتظم میں، حافظ ذہبی نے تاریخ کبیر میں اور ابن رجب حنبلی نے طبقات میں، ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اور ابن جوزی کے پوتے نے مراۃ الزمان میں، محب الدین ابن نجار نے تاریخ بغداد میں، عبد الوہاب شعرانی نے طبقات الکبریٰ میں، معانی نے انساب میں، شطونی نے بختہ الاسرار میں، تادنی نے قلائد الجواہر میں، شیخ یسین خطیب العمری نے غایتہ المرام تاریخ بغداد دار السلام میں، شمس الدین سامی نے قاموس میں، بہتانی نے دائرۃ المعارف اور موسوعۃ الاسلامیہ میں جو کہ فرانسیسی زبان میں ہے جس کا ترجمہ استاد سید ناصر گیلانی نے کیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین اور تاریخ دانوں نے بالافاق بلا شک و شبہ بیان فرمایا ہے کہ سیدنا محبوب سبحانی، غوث صدانی، شیخ الکمل حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ۷۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے بغداد تشریف لائے۔ اس وقت خاندان عباسیہ سے المستنصر باللہ خلیفہ تھے۔ آپ کا نسب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابن ابی طالب سے ملتا ہے۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ شیخ العراق کے لقب سے مشہور تھے، عالم باعمل تھے، علم و عمل دونوں کے جامع تھے، افتاء، درس و تدریس اور وعظ و نصیحت آپ کا مشغلہ تھا۔ مغرب و مشرق میں آپ کی شہرت تھی۔ ۵۱۳ھ میں آپ باب الازج کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے جو کہ آپ کے استاد حضرت سعید مخزومی نے یہ مرکز تدریس آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ وعظ فرماتے اور عوام الناس کو رشد و ہدایت کی دعوت دیتے تھے۔ سامعین و حاضرین کی کثرت سے مدرسہ کی عمارت تنگ اور ناکافی ہونے لگی تو آپ بغداد کے شہنشاہ کے پاس اس مسافر خانہ میں وعظ فرمانے لگے جس کی تعمیر ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ کی ذات بابرکات مخلوق کی مرجع تھی یہاں تک کہ ۵۶۱ھ میں رحلت فرمائے اور باب الازج میں جواب باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

جامع مسجد گیلانیہ

۹۱۱ھ کا واقعہ ہے کہ جس وقت عجمی بغداد پر قابض ہو گئے تھے اور حکومت کی عدم توجہی سے حضور قدس سرہ العزیز کے مزار اور قبہ اور مدرسہ اور تکیہ کی حالت بہت خراب اور قابل مرمت ہو گئی تھی چنانچہ شاہ سلیمان والی ترکی نے عجمیوں پر حملہ کر کے ملک فتح کر لیا اور شہر بغداد پر قابض ہو گیا جب مسجد اور خانقاہ کی یہ حالت دیکھی تو ایک لاکھ دیناران کی مرمت کے لئے دیا اور حکم جاری کیا کہ مسجد کا بلند قبہ عمارت کی شکل میں تعمیر کیا جائے اور ایک مکان فقراء و مساکین کے ٹھہرنے کے لئے بھی بنا دیا جائے۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ پھر اس کے بعد سلطان مراد ثالث نے ۹۸۴ھ میں حضور غوث الاعظم گیلانی قدس سرہ العزیز کی مسجد کی مرمت و تجدید کرائی اور سنان باشا انجینئر کے ہاتھوں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ بڑا مینار جو مسجد کے پوربی (مشرقی) دروازہ کے قریب ہے اس کی تعمیر ۹۰۴ھ میں مکمل ہوئی۔ چنانچہ اس کی تعمیر کی تاریخ ایک پتھر پر کندہ ہے جو مینار کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لِلّٰہِ اشکرُ غفر ذنوبہ سعی بہما فی غرہ محرم الحرام ۹۰۴ھ

علاوہ ازیں محمد رضا خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پتھر دیوار میں نصب ہے جس

کی عبارت یہ ہے۔

”امر اللہ تعالیٰ و تقدس اس پاکیزہ اور مقدس عمارت کی تعمیر کے لئے سلطان غازی سلیمان خاں نے ۹۴۱ھ میں حکم نافذ کیا اور تعمیل حکم ہوئی پھر ۱۱۲۳ھ میں سلطان غازی احمد خان بن سلطان غازی محمد خاں نے اس کی تجدید کی۔“

۱۲۸۱ھ میں سلطان عبدالعزیز کے عہد میں قادریہ کے سجادہ نشین سید علی ابن

سید سلیمان نے پھر از سر نو اس مسجد کی تعمیر کرائی جو ایک نہایت اعلیٰ پیمانہ پر معرض وجود میں آئی۔ ۱۳۱۸ھ میں موجودہ تعمیر و مرمت حضرت سید عبدالرحمن نقیب الاشراف

جیلانی قدس سرہ العزیز سے منسوب ہے جو کہ تواریخ میں باب الازج کے نام سے مرقوم ہے۔ یہ علاقہ بغداد کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ مسجد تمام بغداد کی مساجد سے بڑی ہے۔ بہت کافی اور وسیع ہے۔ ۱۲۹۷ھ میں سید سلیمان نے دروازہ مغربی پر ایک منارہ تعمیر کرایا اور سید عبدالرحمن نقیب متوفی ۱۳۳۵ھ نے اوقات نماز کے لئے گھڑی کا انتظام فرمایا۔

ایک حصہ اس کا ایسا ہے جہاں جاڑے کے موسم میں نماز ادا ہوتی ہے۔ کثیر التعداد نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کی بڑائی اور بلندی اور صنعت کاری کو دیکھ کر بڑے بڑے انجینئر بھی محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ بغداد میں کوئی ایسی مسجد نہیں ہے جس میں اس قسم کا قبہ ہو۔ ۹۴۱ھ میں سلطان القاوتی کے حکم سے سناں باشا انجینئر نے اس قبہ کو بنایا تھا۔ اس کے جنوب میں مقبرے ہیں اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا روضہ، مشرق کی طرف دو بہت بڑے برآمدے ہیں۔ مغرب کی طرف اور شمال کی طرف دو بہت بڑے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ وسط فضا میں موسم گرما کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو مسجد کی سطح سے قریباً ڈیڑھ فٹ بلند ہے۔ دو منزلہ سے نیچے کا حصہ فقراء اور غرباء کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جو وقف ہے۔ جہاں فقراء و غرباء کو اوقاف درگاہ گیلانیہ سے کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ اوپر والے حصہ میں طالب علم و مدرسین کی رہائش کی جگہیں ہیں۔ اس مسجد کے دو بہت بڑے دروازے، ایک شمال کی طرف اور دوسرا مقابل جنوب کی طرف اور ہر دروازہ پر منارے ہیں اور وسط فضا میں ایک جگہ پر بلند گھڑی نصب ہے اور اسی مسجد میں دو مدرسے ہیں۔ ایک حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اور دوسرا سیدہ عاتکہ خاتون بنت سید علی النقیب کا۔ یہ دونوں مدرسے اوقاف قادریہ کے متولیوں اور نقیب الاشراف کی کوششوں سے آباد اور طلباء سے معمور چلے آ رہے ہیں۔

سلطان مراد ثالث نے ۵۸۴ھ میں اس جامع مسجد کی مرمت کرائی۔ اس کے

علاوہ مساجد حنبلیہ، شافعیہ و مالکیہ بھی احاطہ دربار پاک میں مسجد کبیر حنفیہ کے ملحق ہیں۔

دربار غوثیہ و مزار مقدس

دربار غوثیہ (حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک)

بغداد العراق کے شہر کے مشرقی جانب باب اللطم (جو کہ عثمانی سلطنت کے خاتمہ کے بعد منہدم ہو چکا ہے) کے نزدیک یہ عالیشان دربار واقع ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز درس و تدریس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے اور رشد و ہدایت فرماتے تھے اور مدرسہ کے نام سے موسوم تھی۔ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز وصال کے بعد یہیں مدفون ہوئے۔ اسی بنا پر یہ دربار غوثیہ کے نام سے موسوم چلا آ رہا ہے۔ یہ دربار عالیہ تقریباً ۴ ایکڑ رقبہ میں واقع ہے بلکہ اس میں کئی دیگر عالیشان ہستیوں کے مزار، عمارتیں، مسجدیں، لنگر خانے، کتب خانے اور اساتذہ و طلباء جو علوم دینی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں کے کمرے، غیر ملکی سیاحوں اور نزدیک و دور ممالک سے آنے والے زائرین اور مسافروں کے لئے علیحدہ علیحدہ بلاکوں کی صورت میں کوٹھڑیاں اور کمرے اور بالا خانے، سبیلیں عام، مہمان خانے بلکہ شاہی منزل گاہیں وغیرہ موجود ہیں۔ چنانچہ حسب ضرورت ان نئے شعبہ جات میں آئے سال مزید ترقی ہوتی رہتی ہے اور اسی لحاظ سے مکانات میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دربار غوثیہ کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ شمال، شارع، جنوب شارع الگیلانی، مشرق شارع، مغرب شارع الکفاح۔ اس میں حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک کے روضے، تربتیں اور مقبرے ہیں جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اسی ضمن میں کروں گا۔ ان کے علاوہ کئی ایک بادشاہان و وزرائے سلطنت عراق کے مقبرے بھی ہیں جن کی تشریح و تفسیر کی چنداں ضرورت نہیں۔

۶۱۵ھ میں خلیفہ عباسی ناصر الدین اللہ نے از سر نو مقبروں اور زادیوں کی پختہ طور پر تعمیر کرائی۔ اس تعمیر نو کے بعد ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں جب حکومت

بغداد کو شکست ہوئی تو روضہ متبرکہ بلکہ مدرسہ، کتب خانہ، مسجد، بلکہ سارے کا سارا شہر بغداد بھی تباہ ہو گیا۔ اس کے بعد جب امن قائم ہوا تو پھر اس دربار عالیہ کے تمام شعبہ جات کی تکمیل ہوئی اور سلسلہ بدستور سابق قائم ہوا۔ ۹۱۴ھ میں شاہ اسماعیل صفوی کے ہاتھوں پھر وہی حالت ہوئی اور روضہ مبارک، کتب خانہ، مدرسہ، مسجدیں وغیرہ تباہ ہو گئیں۔ اس پر دریائے رحمت الہی پھر جوش زن ہوا تو ۹۲۱ھ میں سلطان سلیمان عثمانی نے عجمیوں کے پنجہ استبداد سے بغداد کو چھڑایا اور تمام منتشرہ خائف شدہ لوگوں کو واپس بلا کر از سر نو شہر آباد کر دیا اور اولاد پاک کو بھی واپس بلا کر بارگاہ گیلانیہ کے ہر شعبے کو پہلے کی طرح برسر کار سرفرازی بخشی اور مکمل طور پر جاری کرایا۔ چنانچہ ۲۰ رمضان المبارک ۹۲۱ھ کو سلطان سلیمان عثمانی ممدوح بہ نفس نفیس مع اپنی فوج اور مفتی کے دربار عالیہ میں جامع مسجد کے اندر حاضر ہوا اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعد اداۓ نماز عصر سلطان الممدوح نے نقابت الاشراف والسادات کی سند حضرت شیخ زین الدین کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی جو ترکی زبان میں تحریر ہوئی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

”فخر السادات والکرام السید الشیخ زین الدین الگیلانی شرف السیادۃ صحیح النسب سادات کی تصدیق و توثیق کرنے کے بعد شیخ زین الدین الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو نقابت الاشراف کی سند دیتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ شیخ زین الدین الگیلانی شہر بغداد کے نقیب الاشراف ہیں اور جو شخص صحیح النسب سادات نہ ہو گا اور نہ اس کے پاس کوئی شاہی فرمان ہو وہ قوم کا سردار اور نقیب نہ سمجھا جائے گا۔ جس شخص کے پاس نقابت الاشراف کی سند ہو گی وہی مستحق شاہی وظیفہ کا ہو گا۔“

و دستخط: السلطان غازی سلیمان خاں التانونی

اس عثمانی سند کے بعد نقیب الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا اور خاندان گیلانیہ کے شرفاء سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب پر فائز المرام ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اس دور سے آج تک بلا انقطاع یہ نقیب الاشرافی کا سلسلہ جاری و قائم ہے اور انشاء اللہ تا ابد جاری رہے گا۔ ۹۷۸ھ میں حضرت زین الدین نقیب الاشراف مذکور نے اپنی تمام جائیداد کو

دربار عالیہ کے مذکورۃ الصدر شعبہ جات کے نام وقف کر دیا جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز اور ان کے بعد آپ کی اولاد پاک سلسلہٴ نسباً وقف کرتے چلے آئے تھے چنانچہ ۱۵ رجب ۹۷۸ھ کو شیخ المشائخ زین الدین صاحب نقیب الاشراف والسادات رضی اللہ عنہ کا وقف نامہ شیخ عبداللہ بن محمد امین قاضی بغداد کے حکم سے صحیح اور محکم ہو گیا۔ المختصر ۹۴۴ھ میں آپ نے گیلانی مکانات دربار غوثیہ کے مکانات و روضہ اقدس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے جو عجمی حادثہ سے متاثر ہو کر تباہ و برباد ہو گئے تھے۔

روضہ مبارک کے مرقد کے گرد چاندی کی جالی نصب ہے جس کے تار کی موٹائی تقریباً ۳/۴ انچ ہے اور اس جالی کی لمبائی ۸×۵×۵ فٹ ہے۔ اس پر عربی زبان میں تاریخ تعمیر ایک شعر کی صورت میں تحریر ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۲۳۶ھ میں جالی تعمیر ہوئی۔ اس قبہ کے وسط میں آیت الکرسی لکھی ہوئی ہے اور اس کے اوپر ۱۱۶۹ھ تحریر ہے یعنی ۱۱۶۹ھ میں قبہ مذکور مرمت ہوا۔

۱۲۱۸ھ کو سلطان عبدالعزیز خاں کے عہد میں حضرت شیخ المشائخ علی النقیب بن سیدنا سلیمان النقیب رضی اللہ عنہ نے از سر نو اس کی تعمیر کرائی جو نہایت عمدہ اور خوش وضع طریقہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ قبہ کے اندر پتھر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

”و فی ظل امیر المؤمنین و خلیفہ سید المرسلین سلطان البرین و خاتقان البحرین خادم الحرمین شریفین سلطان عبد الحمید خاں ثانی بن سلطان عبد المجید خاں“

اس کے بعد مرمت ۱۳۱۸ھ میں ہوئی جس وقت دربار قادریہ کے سجادہ نشین صاحب السمو و السماح سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالرحمن قادری الگیلانی نقیب الاشراف والسادات رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ مرقد کے دروازہ پر منشی محمد رضا خوش نویس کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے:

کہ یہ قبر محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ابن ابی صالحؒ بن عبداللہ الجلیؒ بن یحییٰ الزاہدؒ بن محمدؒ بن داؤدؒ بن موسیٰؒ بن عبداللہؒ بن موسیٰ الجونؒ بن عبداللہ المحضؒ بن حسن مثنیٰؒ بن سیدنا امام حسنؒ بن امام الامام حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی

طالب کی ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار مقبرے اور تربتیں ہیں جن میں سے چند ایک بزرگ ہستیوں کا ذکر جو کہ خاندان گیلانیہ کے نقباء و خدائیدہ بزرگوں اور اولاد حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ العزیز سے مدفون ہیں۔ ضروری تصور کرتے ہوئے معرض تحریر میں لاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں اور دعاؤں سے اس گناہگار کو بھی شاید جوار رحمت میں جگہ دے۔

۱۔ روضہ سیدنا الشیخ المشائخ حضرت عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ بن السید الشیخ حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

جنوبی دروازے سے داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ کی طرف واقعہ ہے۔ اس پر ایک بڑا قلعہ برنگ سبز تعمیر شدہ ہے۔ عمارت پرانی ہے، منارہ دیوار قدیم سے ملحق ہے اور مرقد پر ایک صندوق چوبی موجود ہے۔

۲۔ مسجد حنفیہ کا وہ حصہ جس میں بموسم سرما نماز پڑھتے ہیں اس حصہ اور چھبہ کے درمیان ایک دیوار حد فاصل ہے۔ اس دیوار میں ایک کوٹھڑی ہے۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت سیدنا الشیخ المشائخ علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کی قبر ہے جس پر صندوق چوبی رکھا ہے اور اس پر سبز غلاف ہے۔ دروازہ پر عربی عبارت مرقوم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

کہ یہ قبر اس مرحوم کی ہے جو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن قیامت کے خوف اور دہشت سے پکڑنے والے ہیں۔ یہ قبر اس مرحوم کی جو مدت العمر اپنے دادا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے آستانہ کی تعمیر میں کوشش کرتے رہے اور خدمت کرتے رہے یعنی سجادہ اعلیٰ سید علی القادری نقیب الاشراف بغداد ابن سید سلیمان القادری سجادہ قادریہ نقیب الاشراف غفرلہ کی سینچر کے دن ۲۴ رجب ۱۲۸۹ھ میں وفات ہوئی۔

۳۔ مرقد سید سلیمان آفندی نقیب ابن سید علی آفندی نقیب الاشراف مسجد گیلانی کے مشرقی دروازے کے متصل ایک غرفہ ہے جو مشرقی دروازہ دربار عالیہ کے اندر داخل

- ہونے والے کے دائیں جانب واقع ہے۔ اس مرقد پر بھی ایک صندوق ہے اس پر بھی سبز رنگ کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ۱۱ ذی الحجہ یوم دو شنبہ ۱۳۱۰ھ میں فوت ہوئے۔
- ۳۔ اسی غرفہ میں آپ کے صاحبزادے سید مصطفیٰ گیلانی متوفی ۱۳۱۴ھ کی قبر ہے۔
- ۵۔ مرقد سید عبدالرحمن آفندی القادری نقیب الاشراف ابن سید علی آفندی نقیب الاشراف وہ چھوٹے برآمدہ جو حد فاصل ہے۔ قبہ مرقد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور چھوٹے کبیر کے درمیان اس چھوٹے کی حد فاصل کے بائیں جانب غرفہ میں واقع ہے۔ مسجد حنابلہ کے متصل قبر کے اوپر لکڑی کا صندوق ہے اور اس پر سبز حریر کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ بمابہ ذی الحجہ دو شنبہ ۱۳۴۵ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔
- ۶۔ مرقد سید محمود حسام الدین الگیلانی نقیب الاشراف ابن سید عبدالرحمن نقیب الاشراف: ایک حجرہ میں یہ مرقد سید سلیمان بن ہشیر کے نزدیک دائیں طرف ان کی قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا نصب ہے۔ جس پر عربی میں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے، نصب ہے: ”یہ قبر سید حسام الدین نقیب الاشراف ابن مرحوم سید عبدالرحمن نقیب الاشراف کی ہے۔ ۱۳۰۰ھ میں فوت ہوئے۔“
- ۷۔ مرقد سید احمد عاصم گیلانی نقیب الاشراف ابن سید عبدالرحمن نقیب الاشراف مرحوم: حجرہ کے دروازہ پر عربی میں لکھا ہوا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ”یہ قبر مرحوم سید عاصم گیلانی نقیب الاشراف کی ہے جو ۱۳۷۲ھ میں فوت ہوئے۔“
- ۸۔ مرقد سید محمد حامد گیلانی ۱۳۳۹ھ میں فوت ہوئے۔
- ان کے علاوہ اور بہت سے زاویے تربتیں اور مقبرے ہیں جو بوجہ عدم گنجائش ضبط تحریر میں نہیں لائے گئے۔



مکتبہ قادریہ سیدنا عبدالرحمن

یہ مکتبہ فی الحقیقت السیدنا شیخ المشائخ صاحب السمو والسماء حضرت پیر عبدالرحمن صاحب رحمہ اللہ مرحوم و مغفور نقیب الاشراف والسادات کاتب خانہ ہے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد ان کی اولاد نے یہ کتب خانہ فروخت کرنا چاہا مگر سیدنا شیخ المشائخ قدوة السالکین زبدۃ العارفین نقیب الاشراف والسادات حضرت محمود حسام الدین رحمہ اللہ (مرحوم) نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور حقداران کو حسب حصص رسدی قیمت ادا کر کے کتب خانہ تصرف خود میں لے کر اپنے اور اپنی اولاد کے اوقاف میں شامل کر دیا۔ آنحضور جب وفات پا گئے تو قانوناً و رواجاً تاقیامت مرحوم رحمہ اللہ کی (راشد اولاد) کو ہی سلابہ سلابہ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف ہونے کا حق حاصل ہے لہذا آپ کے فرزند اکبر سیدنا شیخ المشائخ حضرت جمال الدین صاحب کو یہ عمدہ جات پیش کئے گئے مگر بدیں وجہ کہ آپ عرصہ دراز سے بمبئی میں مقیم تھے اور ضعیف العمری کے باعث نظر بھی کمزور ہو چکی تھی اس لئے اس ذمہ داری کو سنبھالنا اور ترک سکونت کر کے واپس بغداد شریف منتقل ہونا موزوں خیال نہ فرمایا۔ جیسا کہ کئی بار پہلے ذکر ہو چکا ہے لہذا آپ نے اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ واقعہ بغداد شریف کی حفاظت اور ذمہ داری کے لئے اپنا وکیل مطلق یعنی مختار عام تعین فرمایا جن کا اسم گرامی پیر ابراہیم سیف الدین صاحب ہے جو بحیثیت مختار عام آپ کی ہر قسم کی جائیداد کے متعلق سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔

پیشتر ازیں اسی دربار قادریہ غوثیہ میں ایک قادری کتب خانہ قائم تھا جس میں تمام کی تمام کتابیں مطبوعہ موجود ہیں جو فقر، تفسیر اور نحو کے متعلق ہیں جن کی تعداد ۱۵۰ کے قریب ہے۔ پیر ابراہیم سیف الدین صاحب کو متولیان نے دھوکہ دہی اور چرب بیانی سے اس امر پر آمادہ کر لیا کہ مکتبہ مذکورہ کتب خانہ قادریہ میں شامل کر لیا جائے تاکہ ایک ضخیم لائبریری کی صورت میں متشکل ہو کر مفید عام ثابت ہو چنانچہ ایسا ہی

ہوا کہ مدرسہ کاکتب خانہ قادریہ قدیمیہ و مکتبہ سیدنا عبدالرحمن صاحب مرحوم ملکیتی
 سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین صاحب نقیب الاشراف مرحوم کو یکجا جمع کر
 کے لائبریری قائم کر دی۔ مکتبہ سید عبدالرحمن میں پانچ ہزار سے زیادہ کتابیں موجود
 تھیں جن سے تقریباً تین ہزار دیرینہ اور قلمی تھیں۔ چھ سو پچاس قلمی قرآن مجید بہترین
 خطاط کے ہاتھ کے تحریر شدہ سادہ، مرصع و مزین شامل تھے۔ ان میں ایک قرآن مجید
 ساڑھے چھ سو برس آج سے قبل کا تحریر شدہ ہے۔ اس لائبریری سے بہت سی قیمتی اور
 نایاب کتابیں پیر ابراہیم صاحب مختار عام نے بلا ضرورت اور بے محل مطالعہ کی آڑ میں
 متولیان اور دیگر خواہش مندوں کو تقسیم کر دیں جن کو واپس لے کر آج تک لائبریری
 میں داخل نہیں کیا گیا۔ مثل مشہور ہے ”بلی گئی چو ہے ناچے“ سیدنا حضرت شیخ المشائخ پیر
 محمود حسام الدین نقیب الاشراف مرحوم نے کافی محنت اور عرق ریزی سے جس مکتبہ کی
 تکمیل کی تھی وہ خورد برد ہو گیا۔



باب سوم



سلسلہ قادریہ کی فضیلت



سلسلہ قادریہ کی فضیلت برہمہ سلاسل

۱- حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے فرمایا، مجھے باطنی طور پر کہا گیا ہے کہ عبد القادر! بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ پس میں بغداد کے اندر گیا تو لوگوں کو میں نے ایسی حالت میں دیکھا کہ وہاں رہنا مجھے ناپسند معلوم ہوا۔ اس لئے میں یہاں سے چلا گیا۔ پھر مجھے دوبارہ کہا گیا کہ عبد القادر بغداد میں جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو تم سے انہیں نفع پہنچے گا۔ میں نے کہا مجھے لوگوں سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی حفاظت کرنی ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ نہیں تم جاؤ تمہارا دین سلامت رہے گا۔ اس وقت میں نے اپنے پروردگار سے ستر (70) دفعہ عہد لیا کہ میرا کوئی مرید بے توبہ نہ کرے۔

۲- شیخ علی الغرثینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کے داروغہ مالک سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے تو اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح کہ آسمان زمین پر، اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں، جب تک خدا تعالیٰ میرے اور تمہارے ساتھ جنت تک نہ جائے گا۔ میں اس کے سامنے قدم نہ اٹھاؤں گا۔

۳- آپ قدس سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ ایسے شخص کی نسبت کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا ایسا شخص آپ کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص میرا نام لے اور اپنے تئیں میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی، تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا وہ شخص میرے مریدوں سے شمار ہو گا۔

۴- نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گزرے گا، تو

قیامت کے دن اسے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

۵۔ شیخ ابو نجیب عبد القاہر سروردیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے شیخ، شیخ حماد الدباسؒ کے پاس سے ہر رات کچھ گنگناہٹ سی سنائی دیتی تھی، آپ نے آں حضرت موصوف سے اس کی وجہ دریافت کی۔ یہ واقعہ ۵۰۸ ہجری کا ہے آنحضرت موصوف نے فرمایا کہ میرے کل مرید بارہ ہزار ہیں۔ جن کے حق میں ازراہ شفقت ان کے نام لے کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں، کہ وہ ان کی حاجتوں کو پورا کرے اور اگر وہ گناہ کے قریب ہوں تو انہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تاکہ وہ اس سے تائب ہو جائیں۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ یہ مراتب و مناسب عطا فرمائے گا تو میں قیامت تک اپنے مریدوں کے لئے خدا تعالیٰ سے عہد لے لوں گا کہ ان میں سے کوئی بھی بے توبہ نہ مرے اور یہ کہ میں ان کا ضامن رہوں گا تو اس پر آپ کے شیخ، شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ مرتبہ عطا فرمائے گا اور ان کا سایہ ان کے مریدوں پر دراز کرے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۶۔ شیخ ابو سعید عبد اللہؒ، محمد الاوانیؒ و حضرت عمر البرازؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی تائب ہوئے بغیر نہ مرے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں اس وقت مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کو ڈھانک دوں گا۔

۷۔ مشائخ موصوفؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم اپنی بقدر ہمت اپنے مریدوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۸۔ پھر آپ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا وہ بڑا خوش نصیب ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اس پر نہایت افسوس ہے۔

۹۔ شیخ علی قرشیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ عبد القادر جیلانیؒ قدس سرہ العزیز

نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک نامہ دیا گیا ہے جس میں میرے احباب اور قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں، پھر فرمایا گیا کہ یہ لوگ تمہیں دیئے گئے۔

۱۰۔ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حسین حلاج نے ٹھوکر کھائی ان کے دعویٰ کا

بازو لمبا ہو گیا تھا اس لئے شریعت کی قینچی سے کاٹ دیا گیا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ضرور ان کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا۔

۱۱۔ شیخ علی بن ہتی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔

۱۲۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو سعید قیلویؒ سے سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ، شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز دنیا کی طرف نہیں لوٹے مگر اس شرط پر کہ جو کوئی آپ کا دامن پکڑ لے نجات پائے۔

۱۳۔ شیخ بقا بن بطوؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب و مریدین کو میں نے صلحاء کے ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ دیکھا تو ان میں سے کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مریدین میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔

۱۴۔ شیخ عدی بن ابو البرکات صخر بن مسافرؒ نے بیان فرمایا کہ: میں نے اپنے والد ماجد سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ۵۵۴ھ میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافرؒ سے ان کی خانقاہ میں جو بلاد جبل میں واقع تھی سنا کہ اگر کسی شیخ کے مریدوں سے کوئی شخص مجھ سے خرقہ پہننا چاہے تو میں اس کو خرقہ پہنادوں گا مگر شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مریدوں کو میں خرقہ نہیں پہنا سکتا کیونکہ وہ سب کے سب رحمت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ دریا کو چھوڑ کر نہریں کیوں آنے لگیں۔

۱۵۔ حضرت شیخ عمر کیمیاؒ نے بیان فرمایا کہ ایک راہب سنان نامی جو کہ یمن کا رہنے والا

تھا بغداد میں آیا اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے دست مبارک پر توبہ کر کے اسلام قبول کیا، پھر کھڑے ہو کر اس نے مجمع عام میں بیان کیا کہ میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو شخص یمن میں سب سے زیادہ افضل ہو گا اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اسی فکر میں سو گیا چنانچہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: سننا! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہے۔



طریقۃ القادر یہ العلیہ کی تشریح

یہ طریقہ العظمیٰ غوث الثقلین شیخ کل سلطان الاولیاء مالک رئیس الحبوبین، الجواہر الفرد و سلاب الاحوال قطب الوجود و الزماں الدرہ البیضاء الباز الاشہب محبوب سبحانی غوث صدانی سیدنا و مولانا حضرت ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور نام نامی سے موسوم ہے جو قرآن مجید کے احکام عالیہ اور سنت آنحضور ﷺ کے عین مطابق ہونے کے باعث تمام ممالک میں مشہور اور مقبول ہے۔ آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر گامزن ہو کر صحیح طور پر تعلیم اسلام کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور معتقدوں بلکہ تمام عالم اسلام پر واضح کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کا درس بطریق مجاز سکھلادیا اور یہ دین حنیف جو پانچ صد سال کے طویل عرصہ سے شاطران و دشمنان اسلام کی پیچیدہ اور خبیثہ چالوں کے باعث مات کھا چکا تھا یعنی مرچکا تھا اس حقیقی یحییٰ العظام کے حکم سے اس ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے دوبارہ زندہ کر دکھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج یہ سلسلہ مبارکہ تمام اقصائے عالم خصوصاً تونس، الجیریا، مراکش، نائیجیریا، ترکی، ایران، عراق، عرب، مصر، افغانستان، پاکستان، بھارت، چینی ترکستان اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مقبول اور رائج ہے۔ نہ صرف اپنا ملک اور تمام عالم اسلامی بلکہ دیگر فہمیدہ غیر اسلامی طبقہ بھی اس سلسلہ مبارکہ اور اس کے بانی اعظم کے مداح ہیں۔ چونکہ طریقہ ہذا کے جملہ اصول و فروع مکمل طور پر کتاب و سنت سے وابستہ ہیں اور فسق و فجور اور کذب و بدعت وغیرہ سے پاک اور منزہ ہیں اور دین حنیف اسلام کا صحیح خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ صلاح و تقویٰ، زہد و ریاضت، شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، پابندی احکام الہی، سچائی اور صفائی غرضیکہ جملہ حسنات اور ذرائع نجات اس میں موجود ہیں لہذا طالبان حق اور عاشقان رسول ﷺ کی بلکہ عوام الناس کی رغبت اس کی جانب زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ شکیب ارسلان نے اپنی کتاب ”موجود عالم اسلامی“ میں

لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی ممدوح الصدر بہت بڑے صوفی اور موجد اور زکی الطبع تھے۔ طریقہ قادریہ آپ کے حین حیات میں اسپانیہ تک پہنچ چکا تھا۔ جب عربی حکومت غرناطہ سے زائل ہوئی تو اس طریقہ کا مرکز فارس بنا۔ چنانچہ اس کے انوار و برکات سے بدعت زائل ہو گئی اور اہل سنت و جماعت کے عوام الناس نے اس کو لازم پکڑ لیا۔ اس طریقہ کے وسیلہ سے زنج غربی افریقہ نے عزت و آبرو پائی۔ یہ طریقہ قوی اور مضبوط اثر رکھتا ہے، قابل اعتماد ہے، اس کا نظام معتدل ہے، اس میں مرضی اور غور و فکر ہے، سب طریقوں سے افضل، زود اثر اور ممتاز ہے۔ غرضیکہ ہر کسی نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تعریف ہی کی ہے جیسا کہ فضیلت سلسلہ قادریہ کے ضمن میں اقتباسات مشمولہ ہذا سے ناظرین پر اور بھی واضح ہو جائے گا۔ اس طریقہ عالیہ کے معتقدوں اور مریدوں کی مجموعی تعداد روئے زمین پر اس وقت کم از کم ۴۰ ملین یعنی چار کروڑ کے قریب ہے کہ روز بروز ترقی پذیر ہے مگر ساتھ ساتھ اس کی تنظیم میں کچھ کمی واقع ہو رہی ہے۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو قوم یا جماعت یا گروہ نوزائیدہ تعداد میں کم اور طاقت میں کمزور ہوتا ہے وہ اتحاد و تنظیم میں مقابلہ دیگر اس زیادہ مضبوط اور طاقتور بننے کے لئے جدوجہد کرتا ہے تاکہ شیرازہ یک جہتی بکھرنے نہ پائے اور قوت و طاقت میں ترقی پذیر ہو تاکہ دشمن و بدخواہ غلبہ حاصل نہ کر سکیں۔ برعکس اس کے جو سلسلہ یا گروہ تعداد میں اکثریت اور طاقت و ہمت میں فوقیت حاصل کر لیتا ہے وہ اس پر نازاں ہو کر سستی اور اتحاد و محنت کشی، جفا شعاری سے پہلو تہی کرنے لگ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اظہر من الشمس ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا ہے کہ:

آ تجھ کو بتاؤں کہ تقدیر امم کیا ہے

شمسیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

چنانچہ سلسلہ عالیہ کی اس تنظیم و اتحاد میں کمی کو محسوس کرتے ہوئے اس نقص کو رفع کرنے کی غرض سے مرشدنا و مولنا شیخ المشائخ، حسیب النسب الشریف السیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی دام ظلہ العالی نے اشاعت تبلیغ رشد و

ہدایت کے ذریعہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کوشش شروع کر دی ہے جس میں کافی سے زیادہ کامیابی ہوتی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے گا۔

ساتھ ہی مریدوں اور معتقدوں کو آنحضور دام ظلہ العالی نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر موضع اور قصبہ، شہر، قریہ جہاں بھی خاندان قادریہ کے معتقد موجود ہوں خواہ تھوڑے یا بہت، وہ متفقہ طور پر ایک سوسائٹی یا مجلس قادریہ ضرور ہی قائم کریں اور اس میں تمام ضروری عمدہ دار مثلاً صدر و نائب صدر، سیکرٹری، پراپیگنڈہ سیکرٹری، خزانچی حسب ضرورت دیگر عہدیداران و ممبران کا تقرر۔ عمل میں لائیں اور مسجد یا دربار میں مقررہ دنوں پر جمع ہو کر رشد و ہدایت سے عوام الناس کو مستفیض کریں۔ مرید یا معتقد جس میں طاقت ہو وہ حضور غوث پاک قدس سرہ انور کے نام پر ہر ماہ گیارہویں دیں اور اس فنڈ میں سے جہاں جہاں جائز ضرورت ہو تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ ممبر و مرید بنانے کی کوشش کریں۔ جو تکلیف یا ضرورت ایسی منظم سوسائٹی کو لاحق ہو وہ صدر کی وساطت سے اس کے ازالہ کے لئے حضور ممدوح دام ظلہ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ مطلع کرے، فوراً حضور اس کے لئے مناسب تجویز فرما کر دعایا تعویذ سے مدد فرمادیں گے۔ اگر حضور کا کوئی مستند خلیفہ نزدیک ترین جگہ پر اقامت پذیر ہو تو اس کے پاس جا کر مناسب تدابیر عمل میں لانے کے لئے التجا کرے اور مفصل ہدایت حاصل کرے۔ اس طرح تنظیم و اتحاد میں واقع شدہ کمی کا ازالہ ہو جائے گا۔ ایسی انتظامیہ اگر کسی اہم ضرورت کے ماتحت بشرطیکہ تنظیم و اتحاد کے متعلق ہو حضور دام ظلہ العالی کو بھی بغداد شریف سے مدعو کرے گی تو انشاء اللہ ضرور وہاں تشریف فرما ہو کر مناسب حکم بخشیں گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

اس طریقہ قادریہ العظمیٰ کے بانی حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد اور اولاد الاولاد نسل بعد نسل بغداد شریف ملک عراق میں حضور ممدوح کے وقت سے آج تک آباد چلی آرہی ہے جن میں سے بہت سے صاحبان نے وقتاً فوقتاً

ضرورت زمانہ کے تحت یا تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں سکونت ترک کر کے دیگر ممالک میں مستقل رہائش اختیار کر لی ہوتی ہے۔ اب تو یہاں مدت مدید سے صرف حضرت سیدنا الحبيب النسيب الشريف، المشايخ عبد العزيز بن باز، خلف الرشيد حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک ہی آباد ہے اور وہی ہر شعبہ دربار و اوقاف کی مالک اور منتظم ہے، جس میں سے نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف بھی منتخب ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی بزرگ ترین ہستیاں دنیا بھر میں سب سے زیادہ ممتاز اور با اثر ہستیاں ہیں۔ عوام الناس نے تو یک طرفہ ہر زمانہ کے بادشاہان اسلام اور غیر اسلام نے اس بات کو بھی تسلیم کر کے مخلص و عقیدت شاہی احکام نافذ کر دیئے ہیں۔ ان کی بزرگی اور فضیلت اور طاقت و شوکت، ہیبت و صولت، رعب و جلال کا تذکرہ کتب ہائے معتبرہ میں بھی موجود ہیں اور عوام الناس کی زبان پر بھی رواں ہیں۔ چنانچہ خاص طور پر نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف دربار غوثیہ کا رتبہ کسی حالت میں بھی بادشاہان وقت کے رتبہ سے کم خیال نہیں کیا جاتا اور ان کی عزت و عظمت، رعب و ادب، صولت و ہیبت، شان و مرتبت، جاہ و جلال وغیرہ بادشاہان و نوابین اور مہاراجگان کی عزت و عظمت سے کم نہیں سمجھی جاتی۔ چنانچہ بڑے بڑے بادشاہ و نواب اپنی لڑکیوں کا رشتہ اس خاندان عالیہ کے افراد سے منسوب کرنے کو باعث فخر و عزت و برکت تصور کرتے ہیں۔ اگر بادشاہ کے نام کے پہلے His Majesty (ہر میجسٹی) کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو ان کے اسمائے مبارک کے پہلے His Sulleince (ہر سولینس) کا لفظ استعمال کرنا سعادت دارین خیال کرتے ہیں کیونکہ تمام خاندان گیلانیہ بغدادیہ دینی و دنیاوی و روحانی مراتب کا ہوتا ہے۔ اسی نظریہ کے تحت ان کے معتقدین و مریدین حضرات کی خاکِ نعلین کو بوسہ دینا اور بطورِ کحل الجواہر آنکھوں میں لگانا اور دست مبارک کے صاف کردہ اور مستعمل صابن آمیختہ پانی کو بطور تبرک نوش کرنا سعادت دارین تصور کرتے ہیں۔

مرید کو شجرہ ہائے خاندانی و پیشوائی عطا کرنے کی وجہ

سجادہ نشینان قادریہ اپنے ہر مرید کو بیعت ہو جانے کے بعد ایک شجرہ نسبى و پیشوائى عطا فرماتے ہیں جس میں طریقہ قادریہ کی نسبت درج ہوتی ہے۔ نسبى شجرہ دینے سے حسب و نسب پر کوئی تفاخر مقصود نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانى الفرد الجامع الصمدانى شیخ عبد القادر جیلانى قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات اس قسم کی خواہشات سے بری تھی۔ صرف شجرہ عطا فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ طریقہ ہذا کے شیوخ کا سلسلہ وار علم ہو جائے اور خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے مریدین روزانہ ایصال ثواب بر ارواح پاک کرتے رہیں۔ اب بدستور سابق یہ سلسلہ جاری ہے۔ جب کسی سجادہ نشین مرشد کو کسی مرید کے متعلق طاقتِ روحانی یا ارشادِ باطنی کے ذریعہ علم ہو جاتا ہے کہ فلاں فلاں مرید راہ مستقیم پر صحیح طور پر گامزن ہیں تو وہ ان کو بھی خلافت دے دیتے ہیں۔ اور خلافت نامہ لکھ دیتے ہیں۔ کہ سجادہ نشین یا مرشد کے ارشاد سے خلیفہ ہوئے ہیں جو سند اخلیفہ کے پاس موجود رہتا ہے۔

خلافت نامہ

خلافت نامہ کے مضمون کا عربی سے اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:-
تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لئے مخصوص ہیں۔ جس نے محبت والوں کی آنکھوں سے تاریکی کا پردہ اٹھا دیا اور اپنے پاکیزہ نور سے معرفت کا مستحکم راستہ دکھلایا اور ان کے نفوس کو دنیا کی طرف راغب ہونے سے پاک کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ پرہیزگاری کے راستہ پر چل پڑے اور جس نے انہیں یقین کامل کے گھاٹ پر پہنچا دیا کہ ان کے دلوں سے شک اور عناد کا مادہ ختم ہو گیا۔ اور ان کی سمجھ کے پیالے کو ان امداد سے جو پے در پے ان پر اترتی رہیں علوم کی باریکیوں سے بھر دیا ان کے چہروں پر معرفت کی تروتازگی نمایاں ہونے لگی اور بہت بڑی کامیابی کی خوشخبری دی گئی اور نندا

آئی کہ ان کے دلوں میں بے شک ہمارا شوق ہے، جس میں کمی نہیں۔ وہی اللہ دائمی جبروت اور اصلی جبروت والا ہے۔ اس کا بزرگ نام ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تنہا اسی کو بقا ہے۔ آسمان اور زمین میں یکتا ہے، اپنے علم اور بڑائی میں اپنے خاص بندوں کو یاد کرتا ہے۔ جو اس کو یاد کرتے ہیں ان کی امید بھری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ بہت زیادہ نعمتوں کا دینے والا اور احسان کرنے والا ہے اپنی مخلوق پر قیامت کے دن اور اس دن جس روز حساب و کتاب کی پیشی ہوگی۔ میں تعریف کرتا ہوں اس بات پر کہ اس نے مجھے درستگی عطا فرمائی اور اس بات پر کہ اس نے مجھے اپنی دوری سے بچالیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں یہ کہ وہی دائمی ابد الابد کے لئے ہے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار ہمارے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بندے اور رسول ہیں جو تمام بندوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

پس میں نے اجازت دی اپنے ولی بیٹے کو اور خلیفہ اور جانشین کر دیا اس کو اس ارشاد کے ساتھ کہ طریقہ قادریہ کے طور پر کتاب اور سنت کو اپنے اوپر لازم کر لیں۔ چونکہ مجھ کو اس پر اعتماد ہے اور میں ان تمام چیزوں کی اجازت دیتا ہوں کہ جس کی اجازت میرے والد اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھ کو دی ہوئی ہے اور یہ کہ مجھ کو اور ہمارے مشائخ کرام کو اور اصول و فروع کو اور عامۃ المسلمین کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرے گا۔

(خلافت دینے والے کا)

دستخط:

مہر:

تاریخ:



باب چہارم



فضیلت حضورِ غوثِ پاک

قدس سرہ العزیز



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مناقب حضرت غوث الاعظم (قدس سرہ)

القطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی اور آپ کی کرامات و مکاشفات اور مقبولیت یزدانی سے ہر چھوٹا بڑا واقف ہے کیونکہ آپ مادر زاد ولی اور محبوب پیدا ہوئے تھے، جو بحالت شیر خواری بھی ماہ رمضان المبارک کے احترام میں روزہ دار رہے اور اس کے بعد مدرسہ جانے کے وقت فرشتے آپ کی نگہداری پر متعین رہے، ڈاکوؤں کے سامنے بھی جھوٹ منہ سے نہ نکالنا خوف زدہ ہوئے، والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف تشریف لا کر علوم شرعی کی تحصیل فرمائی۔ اس کے بعد بڑے بڑے مجاہدے اور بھاری بھاری ریاضتیں کیں، ۲۵ سال متواتر عراق کے جنگلات میں بے آب و دانہ عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے۔ ۴۰ سال بلاناغہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز معدود و وظائف متعلقہ ادا فرماتے رہے، حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے غوثیت و خلافت کا بلند ترین مرتبہ حاصل کر کے تمام اولیاء دہر پر سبقت لے گئے اور ہدایت خلق پر متعین ہوئے اور

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّنَا قَدَمٌ وَ اِنِّي
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بِذَرِ الْكَمَالِ

کے بلند آہنگ کلمات فرمانے کے مستحق ٹھہرے۔ ان تمام حالات و کرامات و ارشادات وغیرہ کے متعلق ہر زمانہ کے سوانح نویسوں، تذکرہ نگاروں اور تاریخ دانوں بلکہ بڑے بڑے ذی اقتدار خدا رسیدہ بزرگوں نے بڑی بڑی معتبر اور جامع ضخیم کتابیں تصنیف و تالیف کر کے شائع کرا کر تبلیغ و اشاعت کی غرض سے خلق خدا میں تقسیم فرما کر ثواب عظمیٰ حاصل کیا ہے۔ جواب بھی ہر زبان میں اور ہر شہر و دیار میں ہر کتب خانہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ مگر ان میں یہ مضامین بہت کم ہی ملیں گے، جو اس کتابچہ میں درج

ہوئے ہیں، چنانچہ بخوف طوالت آنحضور قدس سرہ العزیز کے زندگی کے حالات اور کشف و کرامات کے مذاکرات کی گنجائش یہاں نہ پا کر صرف آپ قدس سرہ العزیز کے فرمودہ و معلمہ و مستعملہ ورد و وظائف شریعت و طریقت کے مراحل و منازل اصول تصوف و فقر مجاہدہ اور ریاضت کی تراکیب اور نفس کشی اور واصل باللہ ہونے کے طریقے اور راز حقیقت اور سر معرفت وغیرہ وغیرہ اصول اسلام کے چیدہ گوہر بے بہا معرض تحریر میں لائے گئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے اگر فضل خدا شامل حال رہے تو سونی صد کامیابی کی واثق امید ہے۔ نیز خاندان گیلانیہ بغدادیہ و نقیب الاشراف و متولیان اوقاف داعیان قادریہ کے متعلق اور صحیح حداران و مسند نشینان دربار عالیہ کے بارے میں ضروری کوائف مہیا کر دیئے ہیں اپنے اپنے موقعہ محل پر ناظرین و قارئین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔



اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرَعُهَا فِي السَّمَاءِ

شجرہ نسب عالیہ مبارکہ غوث پاک قدس سرہ العزیز

القطب ربانی والفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین السید الشیخ
حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ وارضاه عنا بن امام الشریف حضرت ابی
صالح الملقب سیدنا موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا عبد اللہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(جو پہلے پہل جیلان میں پیدا ہوئے) بن امام الشریف سیدنا یحییٰ الزاہد رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے
سب سے پہلے جیلان میں سکونت اختیار کی) بن امام الشریف سیدنا محمد رحمۃ اللہ علیہ بن امام
الشریف سیدنا داؤد رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا
عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا موسیٰ الجون رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا عبد اللہ
المحض رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا حسن ثقی رحمۃ اللہ علیہ بن امام الشریف سیدنا امیر المومنین
وامام المستقین حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ وارضاه عنا بن امیر المومنین اسد اللہ الغالب امام
المشارق والمغارب حل المشکلات والنواب ابن عم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وزوج البتول علی
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن فہر بن مالک بن
نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن یمیسع
بن جمیل بن قیدار بن حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام وعلیٰ نبینا محمد افضل الصلوٰۃ والسلام۔

سلسلہ مادری

حضور قدس سرہ العزیز کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام الخیر لقب
امتہ الجبار اور اسم مبارکہ مقدسہ فاطمہ بنت سیدنا حضرت عبد اللہ صومعی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
بن سیدنا حضرت ابی جمال رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت محمود رحمۃ اللہ علیہ

بن سیدنا حضرت طاہر رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت ابی عطار رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت ابی کمال رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت ابی علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت امام المتقین و امیر المومنین سیدنا امام حسین رحمۃ اللہ علیہ وارضاء عنا شہید کربلا بن حضرت امام المومنین اسد اللہ الغالب امام المشرق والمغرب حل المشكلات والنواب ابن عم رسول وزوج بتول علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

شجرہ ہائے پدری و مادری کی رو سے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز والد بزرگوار کی جانب سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سید اہل بیت مطہرہ سے ہیں۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَاَرْضَاهُ عَنَّا۔

شجرہ پیشوائی

السید شیخ حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز مدوح الصدر نے خرقہ شریف حضرت ابوسعید المبارک الحزومی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا، انہوں نے حضرت ابو الحسن علی بن محمد القرشی النکاری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت شیخ ابو الفرج طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے حضرت ابو الفضل عبد الواحد التمیمی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابو بکر شیخ شبلی سے، انہوں نے حضرت شیخ ابو القاسم جنید بغدادی سے۔ انہوں نے اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے، انہوں نے اپنے شیخ حضرت معروف کرخی سے، انہوں نے اپنے مرشد قبلہ الباطن حضرت سید ابو الحسن علی ابن موسیٰ رضا سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت موسیٰ کاظم سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سید محمد باقر سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد سید زین العابدین سے، انہوں نے اپنے مرشد و والد سید

الشباب اہل جنت و نور نظر اہل سنت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت امام امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ ابن ابی طالب سے، انہوں نے اپنے مرشد و ہادی و پیشوا حضرت محمد احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہ صاحب لولاک لما مالک ہر دوسرا، محبوب رب کبریا سے۔

ایک اور سند کے مطابق حضرت معروف کرخیؒ نے اپنے مرشد حضرت داؤد طائیؒ سے۔ انہوں نے اپنے مرشد حضرت حبیب عجمیؒ سے۔ انہوں نے اپنے مرشد خواجہ حسن بھریؒ سے۔ انہوں نے اپنے مرشد و پیشوا حضرت امام امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہ سے۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔

آپ کی اولاد و اہل بیت مطہرہ کے اسمائے گرامی

۱۔ السید الشیخ حبیب النسیب الشریف الامام المقتداء حضرت عبدالرزاق قادری الجیلانیؒ

۲۔ " " " حضرت عبدالعزیز قادری الجیلانیؒ

۳۔ " " " حضرت عبدالجبار " " "

۴۔ " " " حضرت عبدالوہاب " " "

۵۔ " " " حضرت عبدالغفار " " "

۶۔ " " " حضرت عبدالغنی " " "

۷۔ " " " حضرت صالح " " "

۸۔ " " " حضرت محمد " " "

۹۔ " " " حضرت شمس الدین " " "

۱۰۔ " " " حضرت ابراہیم " " "

۱۱۔ " " " حضرت یحییٰ " " " (سب سے چھوٹے)

دختر نیک اختر آں حضورؐ، سیدنا جنابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

والدہ ماجدہ مکرمہ و محترمہ آن حضورؐ۔ سیدہ جنابہ فاطمہ ام الخیر امتہ الجبار رضی اللہ عنہا بنت سید عبد اللہ صومعی حسنی حسینی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ ان میں سے صرف تین حضرات سیدنا عبد الرزاق، سیدنا عبد العزیز، سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہم کی اولاد ہوئی۔ جو بغداد شریف کے علاوہ دیگر اطراف و اکناف میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اس اولاد پاک میں سے آپ قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا شیخ المشائخ حسیب النسیب امام المقتدائے صاحب السمو والسماتہ رحمۃ اللہ علیہ وارضاه عنا عبد العزیز صاحب سے زیادہ علم و فضل، رضا و توکل، ادب و آداب، زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے اور ان کی اولاد الاولاد نے اپنے جد امجد کے قدم بقدم گامزن ہو کر عالم اسلام میں وہ شہرت اور نام حاصل کیا جس کے متعلق کتب ہائے اسلامیہ کے مصنفین و تاریخ ہائے عراق و عرب کے مورخین تذکرہ نویس و افسانہ نگار و غیرہ وغیرہ رطب اللسان ہیں اور انہوں نے ہی اپنے جد اعلیٰ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و برکات اور علوم و حسنات سے فائز المرام و شاد کام اور واصل حق ہونے کے بعد جائے مدفن یعنی بغداد (عراق) کو اپنا مسکن بنا کر روضہ مقدسہ کی تعمیر و تطہیر اور مسجد جامع و مدرسہ قادریہ کی حفاظت، درس و تدریس کا نظم و نسق اور اوقاف و جائیداد قادریہ کا انتظام، مہمانوں کی خاطر داری، دیگر ممالک سے رابطہ محبت و سلسلہ تبلیغ و اشاعت وغیرہ محکم کرنے کے علاوہ شاہان عباسیہ و عثمانیہ و والیان حکومت عراقیہ موجودہ اور جملہ مخلوق عالم کو اپنا گرویدہ بنا کر نقیب السادات و الاشراف کا بلند ترین مرتبہ حاصل کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روئے عالم کے حکمران، سجادہ نشین اور ہر سلسلہ فقر کے ہادیان متین اور ہر مسلک و سلوک کے کاملین بلکہ درویش و عالم بڑے بڑے خدا رسیدہ مسکینوں کی طرح گدا بن کر دست حاجت دراز کر کے اور حاجات طلب کرنے کو فخر دارین سمجھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ غیر اسلامی طبقہ میں بھی بہت سے ذی شعور آپ کی قدر و منزلت جانتے ہوئے حاجتیں طلب کرتے اور نذرانے و نیازیں گزارتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ یہ اکابر خاندان جیلانیہ بغدادیہ وہ حضرات ہیں کہ جب میدان میں کھڑے ہوں یہی بادشاہ ہیں۔ جب پکڑنا چاہیں، یہی

زبردست ہیں۔ جب گفتگو کریں یہی علماء ہیں، جب کسی مسئلہ پر دلیل دیں یہی مجیب و ادیب ہیں اور جب ذکر الہی میں بیٹھیں تو یہی عبادت گزار ہیں، جب کسی پر ناراض ہوں یہی سلاب الاحوال ہیں، ان کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ہیں جن سے ان کی شہرت تمام اطراف عالم میں پھیل گئی ہے اور جن کی خوشبو روئے زمین پر مہک رہی ہے اور جن کا ذکر صحراؤں میں بھی ہے اور آبادیوں میں بھی، غرضیکہ اس خاندان جیلانیہ کے لئے وہ عالم گیر بلند تر عظیم الشان شہرت ہے کہ دوسروں کی شہرت اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکی۔

حال ہی میں ایک کتاب موسومہ محبوب سبحانی در تذکرہ غوث صدانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ لاہور آرٹ پریس سے چھپوا کر نقیب زادہ پیر و مرشد طاہر علاؤ الدین ابن المرحوم نقیب الاشراف والسادات السید الشیخ حضرت حسام الدین القادری الجیلانی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق عرب نے بحیثیت سرپرست انجمن قادریہ دربار غوثیہ کوئٹہ مغربی پاکستان جو تقریر نشر فرمائی، اس میں اس خاندان گیلانیہ کے محاسن و کمالات کا تذکرہ مفصل طور پر درج ہے اور اس کتاب میں بھی ایک علیحدہ باب میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا سن و مقام ولایت

حضور قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں اور سوانح حیات نگاروں بلکہ جملہ محققین نے متفقہ طور پر ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت ملک ایران صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان کے نیف نامی قصبہ میں گیارہ ربیع الثانی ۷۷۰ھ کو سادات کے ایک خاندان (جو دو تین پشتوں سے یہاں آباد تھا) میں ہوئی۔ جس کی وجہ سے حضور جیلانی یا گیلانی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور بغداد شریف ملک عراق عرب میں گیارہ ربیع الثانی ۷۷۱ھ ۹۱ سال عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔ شجرہ نسب و شجرہ مادری پیشتر ازیں درج کیا جا چکا ہے جس کی رو سے اظہر من الشمس ہے

کہ حضور قدس سرہ العزیز والد محترم کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔

حضور قدس سرہ العزیز کی کمالیت اور سیادت کا ثبوت

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رمضان المبارک میں روزے کے اوقات میں اپنی والدہ محترمہ کے دودھ کو منہ نہ لگاتے تھے، اس لئے اس بات کی شہرت تمام شہر بلکہ اطراف و جوانب میں پھیل گئی کہ سادات کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو اوقات صوم کے دوران میں دودھ نہیں پیتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ثبوت نسب کے لئے شہرت شہری بلکہ شہرت خلق ایک ضروری جزو ہے۔ جہاں کوئی رہائش رکھتا ہے وہاں اس کے حسب اور نسب سے سب واقف ہوتے ہیں۔ لہذا عوام میں اس بات کا چرچا ہونا کہ سادات کے ایک گھرانے میں ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں اوقات صوم کے اندر دودھ نہیں پیتا۔ آپ کی محبوبیت کی بین دلیل ہے اور یہ شہرت بلد کی حضور قدس سرہ العزیز کی سیادت کا واضح اور صریح ثبوت ہے۔ **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ**

حضور قدس سرہ العزیز کا حلیہ شریف

شیخ موفق الدین قدامۃ القدسیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ السید حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ نجیف البدن تھے۔ ان کا قد مبارک متوسط ان کے ابرو باریک و باہم پیوستہ، ان کا گنجینہ معرفت سینہ کشادہ، ان کی ریش اقدس گھنی، طویل و عریض، خوشنما اور آواز دلربا تھی۔ نیز ابو عبد اللہ بن محمد بن خضر حسنی موصلی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میں تیرہ سال تک حضور کی خدمت اقدس میں رہا لیکن اس عرصہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے بدن مبارک پر مکھی بیٹھی ہو یا کسی قسم کا میل یا پسینہ ہی نکلا ہو۔

حضور قدس سرہ العزیز کے خصائل حمیدہ

آپ کا سکوت بہ نسبت کلام کرنے کے زیادہ ہوتا تھا۔ اپنے مدرسہ سے سوائے جمعہ کے دن کے کبھی باہر تشریف نہ لے جاتے، وہ بھی جامع مسجد اور مسافر خانہ تک۔ آپ کے دست مبارک پر بڑے بڑے معززین شہر نے توبہ کی اور بڑے بڑے یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ سچی بات منبر پر کھڑے ہو کر فرمادیا کرتے تھے اور ظالموں کی مذمت فرماتے ہر کہ وہ آپ قدس سرہ العزیز کی نہایت تعظیم و عزت کرتا تھا۔ جتنی کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں، کسی سے آج تک نہیں ہوئیں نہ زمانہ نے آپ جیسا پیدا کیا۔ تمام اولیان عصر اور تذکرہ نویسان دہر متفقہ طور پر اس بات کے قائل ہیں اور اپنی اپنی تصنیف و تالیف کردہ کتابوں میں یہ فضیلت درج کرتے آئے ہیں کہ آپ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ راست گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ عمر میں کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ آپ حبیب و نسیب نجیب الطرفین تھے، اپنے جد امجد سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی حدیث پاک کے حافظ تھے، حنبلی المذہب تھے اور ان کے شیخ وقت، قیامہ و صالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے ہمیشہ ذکر و فکر میں رہا کرتے تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ شریعت کے سخت ترین پابند تھے، خلوت، سیاحت، مجاہدہ، محنت و مشقت، مخالفت نفس، کم خوری، کم خوابی آپ کا شیوہ تھا، جنگلوں اور بیابانوں میں رہ کر عبادتیں کرنا آپ کا معمول تھا، زہد و ریاضت کے متعلق سخت سے سخت امور آپ اختیار فرماتے تھے۔ قدوة العارفين سلطان المشايخ سردار اہل طریقت اور مقبول خاص و عام خلیق اور سخی تھے۔ پسینہ آپ کا خوشبودار تھا۔ مکھی جسم اطہر پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ شیخ حماد الدباس الزاہد کی خدمت میں رہ کر طریقہ آپ نے حاصل کیا۔

آپ کا کلام بآواز بلند و سرعت ہوا کرتا تھا۔ نیک بات بتانے اور برائی سے

روکنے کے سوائے اور کسی بات میں نہ بولتے۔

آپ کا دسترخوان وسیع تھا، جس پر آپ اپنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ غرباء و مساکین کے ساتھ آپ قدس سرہ العزیز زیادہ بیٹھا کرتے، طالب علم آپ کے پاس بکثرت موجود رہتے۔ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ حضور کی نظر میں وقعت و عزت اسی کی ہے۔

آپ نہ کبھی امراء و رؤسا کی تعظیم کے لئے اٹھے اور نہ کبھی وزراء و سلاطین کے دروازے پر تشریف لے گئے اور نہ کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے اور نہ ہی ایک دفعہ ان کے ہاں کھانا کھایا۔ خلیفۃ الوقت کو نامہ تحریر فرماتے تو اس طرح لکھتے، عبد القادر حمید اس بات کا حکم دیتا ہے یا تم پر اس کا حکم نافذ اور اس کی اطاعت واجب ہے۔



بیانات و بشارات بزرگان بحق غوثِ دوراں شاہ جیلاں رضی اللہ عنہ

۱- البشارة المحمدية میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت بایزید سطاوی رضی اللہ عنہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے مہدی کے متعلق تشریح طلب کی کہ وہ کون ہیں اور کب تشریف لائیں گے۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہادی ہے اور مہدی (ہدایت یافتہ) آپؑ بھی ہیں اور میں بھی ہوں بلکہ ہر صاحب رشد و ہدایت مہدی ہے اور ہر زمانہ ماضی و مستقبل میں ظہور پذیر ہوتے آئے ہیں اور ہوتے چلے آئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اولیائے کرام میں سب سے افضل و ارفع مقام ولایت کس کا ہے جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد از خلفائے راشدہ و اہل بیت مطہرہ ایک لڑکا حبیب النسیب خاندان سادات حسنی و حسینی پیدا ہو گا۔ جس کا مقام خلافت ہے (جو کہ تمام مقامات غوثیت و قطبیت سے بلند و بالا ہے) اس کا اسم مبارک سید عبد القادر جیلانی (قدس سرہ العزیز) ہو گا۔ اس کا ظہور پانچویں صدی کے اخیر شہر بغداد ملک عراق میں ہو گا۔ سلطان الاولیاء اور رجال الغیب غوث و قطب اخیار و ابرار اور اوتاد و ابدال وغیرہ سب کے سب اس کے زیر فرمان اور مطیع ہوں گے، آپ کا لقب غوث الاعظم و الباز الاشہب ہو گا۔

۲- ”تذکرۃ الصوفیہ“ مولفہ حضرت محمد نعیم الجولانی رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر ۹۸ پر مندرج ہے کہ ایک روز حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ مسجد میں بر سر منبر وعظ فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ کو یہ خیال گزرا کہ اولیائے کرام میں سے آج تک میرے ہم مرتبہ یا ہم پلہ یا برتر و بالا صاحب کشف و کرامت بزرگ کامل نہ ہی کوئی ہوا ہے، نہ قیامت تک ہو گا۔ چنانچہ مجلس وعظ میں اس خیال کے اظہار کا ارادہ کیا ہی تھا۔ تا حال کوئی کلمہ زبان مبارک سے نہ نکالا تھا۔ کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی روح مقدس نے آپ کے باطن پر تجلی فرمائی جس کی وجہ سے بیہوش ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے۔ دیر کے بعد جب ہوش میں آئے فوراً فرمانے لگے کہ مجھ سے افضل

واعلیٰ بلند و برتر مراتب و منازل علیہ کا حامل ایک فرد حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی الحسینی قدس سرہ العزیز بغداد (عراق) میں ظہور پذیر ہوں گے جن کا سورج تابد الابد فلک الافلاک پر جلوہ ریز ہو گا اور کبھی بھی غروب نہ ہو گا۔ تمام مقربین درگاہ الہی سے ان کی شان اور ان کا مرتبہ بلند ترین ہو گا۔

۳۔ شیخ ابو سلیمان المنجبیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ عقیلؒ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ سے اس وقت بیان کیا گیا کہ بغداد میں ایک شریف نوجوان کی جس کا نام سید عبد القادر قدس سرہ العزیز ہے بڑی شہرت ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی شہرت آسمان میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ماء اعلیٰ میں یہ نوجوان بازا شہب کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ غنقرب زمانہ آتا ہے کہ امر ولایت انہی کی طرف منتہی ہو جائے گا اور انہی سے صادر ہوا کرے گا۔ رضی اللہ عنہ

۴۔ ابن نجارؒ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے ابو شجاعؒ کی تاریخ میں دیکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ شیخ حمادؒ کی خدمت میں تشریف لا کر مودب ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے گئے تو آپ کے شیخ حضرت حمادؒ فرمانے لگے کہ اس عجمی کا مرتبہ بہت عالی ہو گا۔ حتیٰ کہ اس کا قدم اولیائے زمانہ کی گردن پر رکھا جائے گا۔

۵۔ ایک وقت آپ کے شیخ حمادؒ سے آپ کا ذکر آیا۔ آپ اس وقت عالم شباب میں تھے تو آں حضرت نے آپ قدس سرہ العزیز کی نسبت فرمایا کہ میں نے اس کے سر پر دو جھنڈے دیکھے ہیں، جو زمین سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک پہنچتے ہیں اور افق اعلیٰ میں ان کے نام کی شہرت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ شیخ ابو النجیب سرور دیؒ بیان کرتے ہیں کہ ۵۲۳ھ کا واقعہ ہے کہ میں ایک وقت بغداد میں حضرت شیخ حمادؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے ایک طویل اور عجیب تقریر کی، تو شیخ حمادؒ نے فرمایا، عبد القادر قدس سرہ العزیز تم عجیب عجیب تقریریں کرتے ہو تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ خدا تمہاری کسی

بات پر تم سے مواخذہ کرنے لگے تو حضور ممدوح نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا آپ نور قلب سے ملاحظہ فرمائیے کہ میری ہتھیلی پر کیا لکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا، اس پر شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ میں نے ان کی ہتھیلی میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار سے ستر (70) بار عہد لیا ہے کہ وہ ان سے مواخذہ نہ کرے گا۔ پھر شیخ موصوف نے فرمایا۔ اب کوئی مضائقہ نہیں۔ **ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ**
بَنَ شَاءَ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۷۔ شیخ ابو محمد شنبکیؒ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابو بکر بن ہوارؒ جب آپ کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ عراق میں پانچویں صدی کے درمیان شیخ عبد القادر جیلانیؒ ظاہر ہوں گے۔ ان کے علم و فضل پر سب کو اتفاق ہو گا۔ مجھ پر مقام اولیاء کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان میں بھی آپ سب سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر مقام مقربین کا کشف کیا گیا تو دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ پھر مجھ پر اہل کشف کے حالات کا کشف کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ان میں بھی اعلیٰ مقامات پر ہیں۔ آپ کو وہ مظہر عطا فرمایا جائے گا جو کہ بجز صدیقین اور اہل توفیق الہی کے اور کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ آپ ان علمائے ربانی سے ہوں گے جن کے اقوال و افعال کی تقلید اور پیروی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ قدس سرہ العزیز کی برکت سے اپنے بہت سے بندوں کو عالی درجات عطا فرمائے گا۔ آپ قدس سرہ العزیز ان اولو العزم اولیاء اللہ میں سے ہوں گے جن پر قیامت کے دن فخر کیا جائے گا۔

۸۔ شیخ ابو بکر بن ہوارؒ سے باسناد بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز انہوں نے اپنے مریدوں سے بیس کیا کہ عنقریب عراق میں ایک عجیب شخص جو کہ خدا تعالیٰ کے لوگوں کے نزدیک مرتبہ عالی رکھتا ہو گا اور شریف حسنی و حسینی خاندان سے متعلق ہو گا، ظاہر ہو کر سکونت اختیار کرے گا۔ **قَدِمْنِي هَذِهِ عَلَى رُقْبَةَ كُلِّ وَلِيٍّ** اللہ کے گا اور تمام اولیائے زمانہ اس ن پیروی کریں گے۔

۹۔ شیخ عبد اللطیف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، انہوں نے بیان

کیا کہ شیخ عزاز متورح البطاخیؒ بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک عجمی شریف نوجوان عبد القادر قدس سرہ العزیز داخل ہوا ہے۔ یہ نوجوان عنقریب نہایت ہیبت و عظمت و جلال و کرامات کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اور حال و احوال اور درجہ محبت میں سب پر غالب رہے گا۔ تصرفات کون و فساد اسے سوچ دیا جائے گا۔ بڑے چھوٹے سب اس کے زیر حکم ہوں گے۔ قدر و منزلت میں اسے قدم راسخ اور معارف حقائق میں اسے ید بیضا حاصل ہو گا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔ صاحب مراتب و مناصب ہو گا۔

۱۰۔ شیخ مذکور پھر بیان فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک بڑی جماعت نے آپ قدس سرہ العزیز کے متعلق شیخ احمد الرفاعیؒ کا قول بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ منصور البطاخیؒ کے روبرو شیخ عبد القادر قدس سرہ العزیز کا ذکر ہوا تو آپ نے ان کی نسبت فرمایا کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت اور منزلت زیادہ اور مرتبہ عالی ہو گا۔ وہ ایسے حال میں وفات پائیں گے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک روئے زمین پر ان سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ ہو گا۔ تم میں سے جو کوئی اس وقت تک زندہ رہے اسے لازم ہے کہ ان کی عزت و حرمت کو پہچانے اور ان کی قدر کرے۔

۱۱۔ شیخ عبد الرحمن طفسونجیؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہمارے تاج العارفین شیخ ابو الوفاءؒ کی خدمت بابرکت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ قدس سرہ العزیز اس وقت عالم شباب میں تھے۔ جب کبھی بھی ہمارے شیخ موصوف کی خدمت میں تشریف لاتے تو شیخ موصوف ان کی تعظیم کے لئے اٹھتے اور حاضرین سے بھی فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ بعض اوقات آپ دس پانچ قدم آپ کے استقبال کے لئے بھی آگے بڑھتے۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے اس درجہ تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا یہ نوجوان ایک عظیم الشان شخص ہو گا۔ جب اس کا وقت آئے گا تو ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کریں گے۔ اس وقت ہمارے شیخ موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ

بغداد میں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں، ایک مجمع کثیر میں قَدِ بَنی ہٰذِہ عَلٰی رَقَبَتِ کُلِّ وَلٰی اللہ کہہ رہے ہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے اور تمام اولیائے وقت کی گردنیں ان کے سامنے نیچی ہوں گی۔ یہ سب کے قطب وقت ہوں گے تم میں سے جو کوئی ان کا وقت پائے تو اسے چاہئے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کر لے۔

۱۲۔ شیخ علی بن ہتیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے شیخ ابو الوفاؒ تخت پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہم سخن تھے کہ اتنے میں آپ کی خدمت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز تشریف لائے۔ آپ اس وقت خاموش ہو گئے اور شیخ موصوف کو مجلس سے نکال دینے کا حکم دیا۔ جس پر آپ قدس سرہ العزیز کو مجلس سے نکال دیا دوبارہ پھر تشریف لائے اور آپ نے قطع کلام کر کے پھر نکلا دیا اور پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ آپ پھر تیسری دفعہ تشریف لائے تو اس دفعہ آپ نے تخت سے اتر کر حضور قدس سرہ العزیز سے معافہ کیا اور آپ کی پیشانی چومی اور حاضرین سے فرمایا کہ اہل بغداد ولی اللہ کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ میں نے ان کی اہانت کے لئے ان کو نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تم انہیں اچھی طرح پہچان لو پھر آپ نے فرمایا: عبد القادر قدس سرہ العزیز آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور غنقریب یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا۔ ہر ایک چراغ روشن ہو کر بجھ جاتا ہے مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جائے نماز، تسبیح، قیص، پیالہ اور اپنا عصا حضور قدس سرہ العزیز کو دیا۔ جب مجلس ختم ہو چکی تو آپ منبر سے اترے اور حضور ممدوح کے ہاتھ تھامے ہوئے اخیر سیڑھی پر بیٹھ گئے اور لوگوں کے روبرو آپ سے فرمایا کہ عبد القادر قدس سرہ العزیز تمہارا بھی عظیم الشان وقت ہو گا، تو اس وقت تم اس سفید داڑھی کو یاد رکھنا، یہی کہتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح پرواز کر گئی۔ رضی اللہ عنہما

۱۳۔ محمود المتعالؒ نے بیان فرمایا کہ میں نے والد بزرگوار کو کہتے سنا کہ میں شیخ حمادؒ کی خدمت میں حاضر تھا، اتنے میں حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ العزیز تشریف لائے اس وقت آپ عالم شباب میں تھے۔ شیخ حمادؒ آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: مَوْحِبًا

بِالْحَبْلِ الرَّاسِخِ وَالطُّودِ الْمَنِيْفِ لَا يَتَعَرَّكَ يَعْنِي اے بلند پہاڑ کا آنا جو کسی طرح سے بھی جنبش نہیں کر سکتا مبارک ہو۔ پھر اپنے بازو پر آپ کو بٹھالیا، جب آپ بیٹھ گئے تو آپ قدس سرہ العزیز سے شیخ حمادؒ نے پوچھا کہ حدیث اور کلام میں کیا فرق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث وہ ہے جس کی خواہش کی جاوے جیسا کہ سوال و جواب میں ہوتا ہے اور کلام وہ ہوتا ہے جو دل پر چوٹ کرے یعنی دل پر اپنا گہرا اثر ڈالے۔ چنانچہ دل کا بیدار ہو جانے کی خواہش سے بے قرار ہونا اعمال سے افضل ہے۔ یہ سن کر شیخ موصوف نے فرمایا تم سید العارفین ہو، تمہارا عدل و انصاف مشرق و مغرب تک پہنچے گا، تمہارے قدم کے نیچے اولیائے زمانہ اپنی گردنیں بچھا دیں گے، تمہارا رتبہ عالی ہو گا، تم اپنے اقران و امثال سے فائق و فائز اور ممتاز ہو گے۔ رضی اللہ عنہما

۱۳۔ شیخ مسلمہ بن نعمہ السروجیؒ سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں آپ نے فرمایا کہ قطب وقت اس وقت مکہ معظمہ میں ہیں اور ابھی لوگوں پر مخفی ہیں انہیں صالحین کے سوائے اور کوئی نہیں پہچانتا اور عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ غفریب ایک نوجوان عجمی کہ جس کا نام عبدالقادر قدس سرہ العزیز ہو گا، بغداد میں حاضر ہو گا۔ کرامات اور خوارق عادات ان سے بکثرت ظاہر ہوں گے۔ یہی غوث و قطب ہیں جو کہ مجمع عام میں قَدَبْنِيْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَتِيْ كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰہ فرمائیں گے اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے۔ تمام اولیائے وقت ان کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ان کی ذات بابرکات سے لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا۔



ہم عصر بزرگ اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کا مقام فضیلت

۱- شیخ ابو البرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں کہ اولیائے زمانہ میں سے غوث صدیقی قدس سرہ العزیز سے ہر ایک کا عہد تھا کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں بدوں اجازت آن حضور کے کچھ تصرف نہ کر سکیں گے۔ آپ کو مقام حضرت القدس میں ہمکلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا۔ آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں جن کو حیات و ممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہوتا ہے۔

۲- شیخ ابو الغنائم بطائی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چار شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے کبھی نہ دیکھا تھا نہ ہی جانتا تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ تم ان سے اپنے لئے دعائے خیر وغیرہ کراؤ۔ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے آ ملا اور دعا کرانے کا طلبگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا تمہارے لئے خوش قسمتی کی بات ہے کہ تم ایسے شخص کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے خدا تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام مخلوق پر رحم کرے گا۔ دیگر اولیاء کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے حکم کے تابع رہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے۔ میں متعجب ہو کر آپ کے پاس واپس آیا تو قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کروں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے تم سے کہا ہے میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں نے عرض کی حضور قدس سرہ العزیز یہ کون لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا یہ کوہ قاف کے رؤسائے جو اب اپنی اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے۔

۳- شیخ ابو الفتح ہروی نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی بن ہتی سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مرید کے شیخ سے افضل نہیں ہو سکتا۔

۴- قدوة العارفين شیخ ابو سعید قیلوی نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

قدس سرہ العزیز کا مقام **سَعِ اللّٰهُ وَفِی اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ** تھا جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں۔ آپ بہت سے متقدمین میں سے سبقت لے کر ایسے مقام میں پہنچے تھے کہ جہاں تنزل ممکن نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کی وجہ سے آپ کو ایک بہت بڑے بلند و ذی قدرت مقام پر پہنچایا تھا۔

۵۔ موصوف الصدرؒ نے پھر فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے **قَدِمْنِیْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ** فرمایا تو اس وقت آپ کے دل پر تجلیات الہی ہو رہی تھیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو ایک خلعت بھیجا گیا تھا۔ یہ خلعت ملائکہ مقربین نے لا کر اولیائے کرام کے مجمع عام میں آپ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ و رجال غیب آپ کی مجلس کے گرد اگر دصف بصف ہو امیں اس طرح کھڑے ہوئے تھے کہ آسمان کے کنارے نظر نہیں آسکتے تھے۔ اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو۔

۶۔ موصوف الصدرؒ نے پھر فرمایا ہے کہ میں نے کئی دفعہ جناب سرور کائنات ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ قدس سرہ العزیز کی مجلس میں رونق افروز ہوئے۔ دیکھا نیز میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ فضا میں انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ چاروں طرف گھوم رہی ہیں اور فرشتوں اور رجال الغیب کی جماعتیں آپ کی مجلس میں آتی تھیں اور ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو بھی میں نے آپ کی مجلس میں بکثرت آتے دیکھا۔ ایک دفعہ آپ یعنی خضر علیہ السلام سے آپ کی مجلس میں بکثرت آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا جسے فلاح مطلوب ہوگی وہ اس مجلس میں ہمیشہ آئے گا۔

۷۔ شیخ ابو محمد حسنؒ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے شیخ علی قرشیؒ کو بیان کرتے سنا کہ وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو دیکھتے تو گویا تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے کہ جس نے اپنے پروردگار کی راہ میں اپنی ساری قوت مٹادی اور اہل طریقت کو قوی کر دیا ہے۔ آپ کا سراپا و صفاء حکماء و حالاً توحید تھا اور

آپ کی تحقیق ظاہراً و باطناً شریعت تھی اور فراغت قلبی اور ہستی فانی و مشاہدہ الہی آپ کا وصف تھا۔ آپ ایسے مقام پر تھے جہاں شک و شبہ کو مطلقاً گنجائش نہ تھی اور نہ آپ کے مقام برتر میں اغیار کے جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا اور نہ قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی۔ ملکوت اکبر آپ کے پیچھے رہ گیا تھا اور ملک اعظم آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔

۸۔ شیخ ابو مدین بن شعیب المغربيؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے مشائخ مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا حال بھی دریافت فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین و حجتہ العارفین اور روح معرفت ہیں۔ تمام اولیاء اللہ کے درمیان انہیں تقرب حاصل ہے۔

۹۔ شیخ محمد بن ابی العباس الحضر الحسینی الموصلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ ۵۵۱ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مدرسہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ مشائخ و محدثین جمع ہیں، جن کے صدر آپ ہیں۔ ان میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے سر پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں۔ میں اپنے خواب میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں اتنے میں میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں کہ ایک شریعت کی دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت کی۔

۱۰۔ شیخ بقا بن بطو النہرکیؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم الاغرب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے میرے ماموں سیدی حضرت شیخ احمد الرفاعیؒ سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے جو قَدَمِیْ هَذِهِ عَلَی رَقَبَتِیْ کَلَّ وَلِی اللہ فرمایا ہے تو کیا آپ فی الواقع اس کے کہنے پر مامور تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے۔

۱۱- پھر آپ موصوف الصدرؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ تخت کی پہلی سیڑھی پر وعظ فرما رہے تھے۔ اس اثنا میں آپ اپنا کلام کر کے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر نیچے اتر آئے، پھر دوبارہ تخت پر چڑھے اور دوسری سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ میں نے اس وقت پہلی سیڑھی کو دیکھا کہ وہ نہایت وسیع ہو گئی اور اس پر ایک نہایت عمدہ فرش بچھ گیا اور جناب سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دل پر حق تعالیٰ نے تجلی کی، آپ اس کی برداشت نہ کر کے گرنے لگے تو جناب سرور کائنات ﷺ نے آپ کو تھام لیا۔ اس کے بعد آپ چڑیا کی طرح بہت چھوٹے سے ہو گئے پھر آپ بڑھ کر ایک ہیبت ناک صورت پر ہو گئے۔ بعد میں میں نے جناب سرور کائنات ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اس طرح دکھائی دینے کی وجہ آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے اور آپ کے اصحاب کی ارواح پاک نے ظاہری صورت اختیار کر لی تھی اور خدا تعالیٰ نے آپ کے اور اصحاب کے ارواح پاک کو یہ طاقت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ حدیث معراج اس بات کی کافی دلیل ہے۔ اسی طرح سے کہ جس کو اللہ تعالیٰ قوت عطا کر دیتا ہے وہی آپ کو بصورت احباد دیکھ بھی سکتا ہے۔ نیز میں نے اس وقت آپ کے چھوٹے ہو جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ پہلی تجلی کہ جس کو بدون تائید نبوی کے کوئی طاقت بشری برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر حضرت رسول اللہ ﷺ رونق افروز نہ ہوتے تو گر جاتا۔ لہذا آپ نے مجھے تھام لیا اور دوسری تجلی جلالی تھی کہ جس سے میں چھوٹا ہو گیا اور تیسری تجلی جمالی تھی کہ جس سے میں بڑھ گیا۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۱۲- شیخ عبد البطاخیؒ بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی حیات بابرکت میں مجھے شیخ احمد الرفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں جا کر آپ ہی کے نزدیک ٹھہرا اور کئی روز تک ٹھہرا رہا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ آپ

کچھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حالات جو کچھ آپ کو معلوم ہوں بیان کریں۔ میں آپ کے حالات بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ احمد الرفاعیؒ کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے کہنے لگا کہ تم ہمارے سامنے آپ کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرو۔ اس پر آپ نے نہایت غصے ہو کر اس شخص کی طرف دیکھا تو فوراً یہ شخص گر کر مر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے آپ وہ شخص ہیں کہ بحر شریعت جس کی داہنی طرف اور بحر حقیقت جس کی بائیں طرف، جس میں سے چاہے پانی بھر لے، آپ کا کوئی جواب نہیں، نیز میں نے آپ سے سنا کہ اس وقت آپ اپنے بھتیجوں شیخ ابراہیم الاعراب اور ان کے برادران شیخ ابو الفرج و شیخ نجم الدین احمد اولاد الشیخ علی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اس وقت آپ ایک شخص کو جو بغداد جانے والے تھے، رخصت کر رہے تھے) اس بات کی وصیت کی کہ جب تم بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے پہلے اور کسی کی زیارت نہ کرنا خواہ وہ حین حیات ظاہری ہوں یا وفات پا گئے ہوں کیونکہ آپ کے لئے عہد لیا جا چکا ہے کہ جو صاحب حال بغداد جائے اور سب سے پہلے آپ سے ملاقات نہ کرے تو اس سے اس کا حال سب ہو جائے گا۔ اس پر افسوس ہے کہ جس نے آپ سے ملاقات نہ کی ہو۔

۱۳۔ شیخ الاصفیاء، حضرت شہاب الدین عمر السروردیؒ فرماتے ہیں کہ ۵۰۶ھ میں میرے عم بزرگوار حضرت شیخ ابو نجیب عبد القادر السروردیؒ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں تشریف لائے۔ میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ میرے عم بزرگ جب تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک آپ نہایت خاموش و مودب رہ کر آپ کا کلام سنتے رہے پھر ہم سے رخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستہ میں آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں آپ کا کیوں ادب نہ کروں، حالانکہ آپ کو وجود تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ اس وقت مفرد ہیں۔

میں ایسے شخص کا کیونکر ادب نہ کروں کہ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے اور تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو انہیں روک لیں اور چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں

۱۴۔ شیخ عبد الرحمن بن ابوالحسن علی بطاحی الرفاعی بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوا اور جب آپ کے حال اور آپ کی فراغت قلبی وغیرہ کے علاوہ آپ کے اور دیگر حالات کو میں نے دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ جب واپس آیا اور اپنے ماموں بزرگوار کو اس کی اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے کہ میرے فرزند حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز جیسی لیاقت کس کو نصیب ہے اور جس حال پر وہ ہیں کون رہ سکتا ہے؟ اور جہاں تک وہ پہنچے ہیں کون پہنچ سکتا ہے؟

۱۵۔ حضرت شیخ عدی بن البرکات صخر بن صخر مسافر بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا کہ اس سے پہلے بجز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور بھی کسی شیخ نے قدس سرہ العزیز علی رقبۃ کل ولی اللہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا اس کے معنی کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اس سے محض مقام فردیت مراد ہے۔ میں نے کہا کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، مگر بجز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے اور تمام اولیاء نے اپنے سر جھکائے دیکھو فرشتوں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تب ہی کیا جبکہ خداوند تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

۱۶۔ حضرت شیخ علی بن ہتی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور شیخ بقا بن بطور آپ قدس سرہ العزیز کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل کے مزار اقدس پر زیارت قبر کے لئے گئے۔ اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام موصوف نے اپنی قبر سے

نکل کر آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا کہ شیخ عبد القادر قدس سرہ العزیز میں علمِ شریعت و علمِ حال میں تمہارا محتاج ہوں۔

۱۷۔ شیخ عمر کیما نے بیان فرمایا کہ آپ قدس سرہ العزیز کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود اور نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطاع الطريق، قاتل اور بد اعتقاد لوگ آکر توبہ نہ کرتے ہوں۔ ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک راہب جس کا نام سنان تھا آیا اور آکر اس نے اسلام قبول کیا۔ مجمع عام میں کھڑے ہو کر اس نے بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کر لوں پھر اس بات کا میں نے مستحکم ارادہ کر لیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ میں اس بات کی فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی، میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا، سنان! تم بغداد جاؤ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

۱۸۔ شیخ ابو الوارثی منی مخاطب بہ علی الانفاس فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الخیر عطاء المصری نے جب میرا مجاہدہ واجتہاد دیکھا تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اولیاء اللہ میں سے کسی کی طرف منسوب ہوں؟ تو اس وقت میں نے ان سے کہا کہ میرے شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں کہ جنہوں نے قَدَسَیْ ہٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَتِیْ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا ہے اور جب آپ نے یہ فرمایا تو اس وقت روئے زمین کے تین سوتیرہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے کہ سترہ حرمین شریفین میں اور ساٹھ عراق میں اور چالیس عجم میں اور تیس ملک شام میں اور بیس مصر میں اور ستائیس مغرب میں اور گیارہ حبشہ میں اور گیارہ ہندیا جوج ماجوج میں اور سات بیابان سراندیپ میں اور سینتالیس کوہ قاف میں اور چوبیس جزائر بحر محیط میں اور کثیر التعداد بزرگوں مثلاً شیخ عدی بن مسافر، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ہتی، شیخ احمد بن رفاعی، شیخ ابو القاسم البصری، شیخ حیات الحرائی وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آپ قَدَسَیْ ہٰذِہٖ

عَلَى رَقَبَتِهِ كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰهُ کہنے پر مامور تھے، علاوہ ازیں جو کوئی اس کا انکار کرے آپ کو اس کے معزول کرنے کا بھی پورا پورا اختیار دیا گیا تھا، نیز میں نے مشرق و مغرب میں اولیاء اللہ کو اپنی گردنیں جھکاتے دیکھا اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی گردن نہیں جھکائی تو اس کا حال دگرگوں ہو گیا۔

۱۹۔ جن بزرگوں نے اپنی گردنیں جھکائیں، ان میں سے بعض کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:-

شیخ بقا بن بطور، شیخ ابو سعید القیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ احمد بن الرفاعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم، آپ نے اپنی گردنیں جھکا کر فرمایا علی رقبתי۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت بغداد میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے قَدِمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَتِي كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰهُ فرمایا ہے اور شیخ عبد الرحمن الطغوجی، شیخ ابو الجیب السمرودی نے گردن جھکائی اور فرمایا علی راسی اور شیخ موسیٰ الزولی، شیخ حیات الحرانی، شیخ ابو محمد بن شیخ ابو عمر، شیخ عثمان بن مرزوق، شیخ ابو الکرم، شیخ ماجد الکردی، شیخ سید البخاری، شیخ اسلان الدمشقی نے گردنیں بھی جھکائیں اور اپنے اپنے مریدان و احباب کو اس کی خبر بھی دی اور شیخ ابو مدین المغربی نے مغرب میں گردن جھکائی اور فرمایا۔ نَعَمْ وَاَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُكَ وَاَشْهَدُ مَلَائِكَتَكَ اِنِّي سَمِعْتُ وَاَطَعْتُكَ یعنی بیشک میں بھی ان لوگوں سے ہوں آپ کا قدم جن کی گردن پر ہے، اے پروردگار! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں اور میں نے آپ کا قول قَدِمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَتِي كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰهُ سنا اور اس کی تعمیل کی۔

شیخ ابراہیم المغربی اور شیخ ابو عمر، شیخ عثمان بن مروۃ البطاحی اور شیخ مکارم، شیخ خلیفہ شیخ عدی بن مسافر وغیرہ رضی اللہ علیہم بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ قدس سرہ العزیز نے قَدِمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَتِي كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰهُ فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی، جو آپ کی طرف آرہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ فرما چکے

تو تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارکباد دی اور یہ خطاب پیش کیا:-

يَا مَالِكَ الزَّمَانِ يَا اِمَامَ الْمَكَانِ يَا قَانِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمَنِ بَاوَارِثَ كِتَابِ
اللّٰهِ يَا نَائِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَيَا مَنْ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ مَانِدَتُهُ وَيَا مَنْ اَهْلُ
وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَانِلَتُهُ وَيَا مَنْ يُنْزِلُ الْغَيْثَ بِدَعْوَتِهِ وَيُدْرُ الصُّرْعَ بِبَرَكَتِهِ
وَلَا يَحْضُرُونَ عِنْدَهُ اِلَّا مَسْكَةً رُؤُسِهِمْ وَيَقِفُ الْغَيْبَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَرْبَعِينَ صَفًّا كُلُّ
صَفٍّ اَرْبَعُونَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِي كَفِّهِ اَنَّهُ اخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا اَنْ لَا يُمَكِّرَ بِهِ وَكَانَتْ
الْمَلَائِكَةُ تَمْشِي حَوَالَيْهِ وَعُمُرُهُ عَشْرُ مِائَتَيْنِ وَتُبَشِّرُهُ بِالْوِلَايَةِ ○

یعنی اے بادشاہِ زمان و مکاں و قائمِ حکمِ یزدان و رحمان و وارثِ قرآن و نائبِ رسول اللہ ﷺ اے وہ شخص کہ آسمان اور زمین گویا اس کا دسترخوان ہے اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و عیال اور وہ کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کی بارگاہ میں اولیاء سر جھکائے ہوئے باریاب ہوتے ہیں اور جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں، ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے کہ اسی نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے جسے وہ ضرور پورا کرے گا اور جس کے ارد گرد پھرتے تھے فرشتے اس وقت جبکہ اس کی عمر صرف دس سال تھی اور اسے بشارت دیتے تھے کہ وہ خدا کا ولی ہو گا۔

۲۰۔ شیخ مطرؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند آدمی شیخ مکارمؒ و شیخ محمد اخلاصؒ اور شیخ احمد العربیؒ بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو شیخ مکارم موصوفؒ نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے قَدَسِیْ هَذِهِ عَلَیْ رَقَبَتِیْ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوث کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے اور آپ قدس سرہ العزیز تصرف تام کلی خلعت جو کہ شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا، زیب تن کئے ہوئے قَدَسِیْ هَذِهِ عَلَیْ رَقَبَتِیْ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرما رہے ہیں۔ ان سب نے سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا کر آپ کے مرتبہ کا اعتراف کیا۔ حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے

بھی جو کہ سلاطین وقت تھے، اپنے سر جھکائے۔ پھر فرماتے ہیں کہ شیخ مکارمؒ سے دریافت کیا کہ دس ابدال کون کون ہیں تو آپ فرمایا:-

- ۱- شیخ بقابن بطو
- ۲- شیخ ابو سعید القیلوی
- ۳- شیخ علی بن ہتی
- ۴- شیخ عدی بن مسافر
- ۵- شیخ موسیٰ الزولی
- ۶- شیخ احمد بن رفاع
- ۷- شیخ عبد الرحمن الطفسونجی
- ۸- شیخ ابو محمد بھری
- ۹- شیخ حیات بن قیس الجرابی
- ۱۰- شیخ ابو مدین المغربي رضی اللہ عنہم

تو یہ سن کر شیخ محمد الحاصؒ اور احمد العرنیؒ نے کہا، بیشک آپ سچ فرماتے ہیں اور میرے برادر مکرّم شیخ عبد الجبار اور شیخ عبد العزیز وارضاء عنانے بھی آپ کی تائید فرمائی۔

۲۱- شیخ موسیٰ بن ہامان الزولیؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز اس وقت خیر الناس، سلطان الاولیاء اور سید العارفین ہیں، میں ایسے شخص کا کہ فرشتے جس کا ادب کرتے ہیں کیونکر ادب نہ کروں۔

سیف الربانی میں منقول ہے کہ شیخ علی بن شیخ عمر المقدسی الشاذلیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضور ممدوح قدس سرہ العزیز کے قدم مبارک کا تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہونے کا انکار کرے یا قیامت تک آپ کے مراتب و منازل یا شان یا تصرف تامہ پر کچھ بھی اعتراض کرے یا کرے گا تو اس کا وہی حال ہو گا جو شیخ صنعان اصفہانی کا ہوا تھا یعنی اس کا حال سلب ہوا اور اس کے کندھے پر سؤر کا قدم ہوا۔

۲۲- شیخ محمد الموابب الشاذلیؒ نے فرمایا کہ جو کوئی حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے قدم اور فرمان علی رقبۃ کلّ ولیّ اللہ کا انکار کرتا ہے اس کے کندھے پر سؤر کا قدم ہوتا ہے جیسا کہ شیخ صنعان اصفہانی کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

شیخ عیسیٰ تجانی عارف باللہؒ نے فرمایا ہے:-

مولانی عبد القادر جیلانی اعونا علی ذی خستہ اظمانی

میرے آقا و مولا حضرت عبد القادر جیلانی یعنی ناداروں اور کمزوروں کے رفیق لاٹانی۔

۲۳۔ حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ خاندان نقشبندیہ کے موجد و کامل و اکمل اولیاء اللہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی شان میں فرماتے ہیں:-

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبد القادر است سرورِ اولادِ آدم شاہ عبد القادر است
آفتاب و ماہتاب و کرسی و لوح و قلم نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبد القادر است
قال الامام العارف بالله ذو الصباہ فی الحضرة النبویة سیدی عبد
الرحیم البرعی ذکر ذالک فی قصیدة لہ ربانیة ستوسلا فیہا بالحضرة النبویة
ورجال الخرقۃ الجلیۃ مطلعہا:-

لکل خطب سہم حسبی اللہ ارجوا بہ الاسن مما کنت اخشاہ
الی ان قال ذکرابی سعید شیخ الامام الغوث الاعظم الجلی:-

وسنہ الشیخ عبد القادر اہتہجت طلائع الفضل نورا فی محیاہ
کالشمس تسفر من اقصى مطالعہا حسنا و کالبدر ملء العین سہراہ
و کالغمام انا استمطرته کرما و کالعبا خلقا ان رق سہراہ
من آل فاطمة الزہراء ذو شرف اتی بہ الدھر فردا عن مشناہ
علی جلالة انوار ہبیۃ کالسيف ان راق حسنا رق حداء
مشائخ اور صوفیہ و بزرگان کرام نے آپ قدس سرہ العزیز کے حق میں فرمایا:-
غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد درمیانِ انبیاء



ارشادات غوث پاک قدس سرہ العزیز

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

۱- میں نے بغداد میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میں اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے آپ نے فرمایا:- موسیٰ! تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر جناب سرور کائنات ﷺ نے مجھ سے فرمایا عبد القادر! اس پر میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ہوا میں تھے، آپ نے مجھ سے معاف کیا، اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا۔ یہ میں نے تمہیں خلعت قطیبت پہنایا ہے پھر آپ نے میرے منہ کو تین دفعہ لعاب دہن سے نوازا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا، اس کے بعد میں منبر پر بیٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا:-

سَاشْرِبُهَا فِی كُلِّ دَیْرٍ وَبِیْعَةٍ وَأَظْهَرُ لِلْعُشَاقِ دِیْنِی وَنَذْهَبِی
ہر ایک دیر و کینسہ میں جا کر میں عشق الہی کا جام پیوں گا، اور تمام عشاق پر اپنا دین و مذہب ظاہر کروں گا۔

فَاضْرِبْ فَوْقَ السَّطْحِ بِالْدَفِّ جَلْوَةً لِّكَاسَاتِهَا لَا فِی الزَّوَايَاتِ مُخْبِتِی
میں محبت ربانی کا جام کوئے میں بیٹھ کر اکیلا نہیں بلکہ سب کے سامنے پیوں گا اور بانگ دہل بلندیوں پر بیٹھ کر اعلان کروں گا۔

۲- کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی اطلاع دیتے ہیں۔ نیک بخت اور بد بخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، میری نظروں محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ کھا رہا ہوں، میں نائب رسول اللہ ﷺ اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے قدم بقدم ہوں، آپ نے اپنا کوئی قدم نہیں اٹھایا، مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدام نبوت کے اپنا قدم رکھا، میں

ملائک والوں و جن کل کا پیشوا ہوں۔

۳۔ فرمایا، جب خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو، اور اے کل روئے زمین کے باشندو! آؤ، میرے پاس آکر مجھ سے علم طریقت حاصل کرو اور اے اہل عراق! میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح لباس گھر میں ٹنگے رہتے ہیں، جسے چاہو اتار کر پہن لو، تمہیں چاہئے کہ سلامتی اختیار کرو، ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ حملہ کروں گا کہ جس کو تم کسی طرح سے بھی دفع نہ کر سکو گے، اے فرزند! تم سفر کرو، گو ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو مگر وہاں بھی تم میری آواز سنو گے، اے فرزند! ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں، مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئیں اور تمام انبیاء و اولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں، زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنے روحوں سے، اے فرزند! تم قبر میں میرا حال منکر نکیر سے پوچھنا وہ میری خبر دیں گے۔

۴۔ فرمایا جب پہلی دفعہ میں حج بیت اللہ کو گیا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا، جب میں منارہ معروف بنام القرون کے قریب پہنچا تو وہاں پر شیخ عدی بن مسافرؒ سے میری ملاقات ہوئی، آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں کا قصد کیا ہے۔ میں نے کہا مکہ معظمہ کا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں، غرض ہم دونوں ایک ساتھ ہو لئے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ راستہ میں ایک نو عمر حبش لڑکی ملی، یہ لڑکی نحیف البدن اور برقع پہنے ہوئے تھی میرے سامنے آکر کھڑی ہو گئی، برقع میں سے اس نے مجھے دیکھا اور کہنے لگی کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں، میں نے کہا بغداد کا رہنے والا ہوں۔ پھر کہا کہ آپ نے مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا وہ کس طرح؟ بولی، ابھی میں ملک حبشہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی ہے اور اپنا فضل و کرم کیا ہے جو اوروں پر اب تک نہیں ہوا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کو پہچانوں، پھر اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آج دن بھر آپ دونوں صاحبان

کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں، میں نے کہا جیسا کہ ارادت یعنی
 بسو چشم بڑی خوشی سے، اس کے بعد دور ہو کر ایک طرف وہ چلنے لگی، اور ایک طرف
 ہم چلنے لگے۔ جب مغرب کا وقت آیا اور افطار کا وقت ہو چکا تو آسمان سے ہماری طرف
 ایک طباق اتر آیا، جس میں چھ روٹیاں اور سرکہ اور کچھ ترکاری کی قسم سے تھا۔ اس لڑکی
 نے خدا تعالیٰ کا بزبان عربی شکر کرتے ہوئے کہا جس کا ما حاصل یہ ہے "اللہ تعالیٰ کا ہزار
 ہزار شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی، روزانہ میرے لئے دو
 روٹیاں اتر کر تھیں اور آج چھ اتریں اس نے میرے مہمانوں کی بڑی عزت کی" پھر
 ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں، اس کے بعد پانی کے لوٹے اترے۔ ان میں سے ہم
 نے پانی پیا۔ جو زمین کے پانی کے مشابہ نہ تھا بلکہ اس کی لذت اور حلاوت کچھ اور ہی
 تھی۔ اس کے بعد پھر یہ لڑکی ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مکہ معظمہ چلے آئے، پھر
 ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عدیؒ پر لطف و کرم کیا آپ پر اس
 وقت غشی طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ انہیں دیکھ کر ہر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کا انتقال ہو
 گیا اس وقت اس لڑکی کو یہیں کھڑے ہوئے دیکھا، یہ ان کے سرہانے آکر انہیں الٹ
 پلٹ کر کے کہنے لگی وہی تمہیں زندہ کرنے گا جس نے تمہیں مار ڈالا ہے۔ پاک ہے اس
 کی ذات اس کی تجلی نور جلال سے حوادث نہیں ہوتی مگر اس کے ثبوت کے لئے اور
 اس کے ظہور صفات سے کائنات قائم نہیں ہے مگر اس کی تائید سے۔ اس کی تقدیس نے
 عقل کی آنکھوں کو بند اور جو انمردوں کی دانائی کو محدود کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ
 پر لطف و کرم کی نظر کی۔ تو باطن میں، میں نے دیکھا کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے کہ
 عبد القادر! تجرید ظاہری چھوڑ کر تفرید التوحید و تجرید التفرید اختیار کرو ہم تمہیں اپنے
 عجائبات دکھائیں گے، چاہیے کہ ہمارے ارادے سے تمہارا ارادہ مشتبہ نہ ہو تاکہ تم
 ہمارے سامنے ثابت قدم رہو، اور وجود میں ہمارے سامنے کسی کا تصرف نہ ہونے دو
 تاکہ ہمیشہ ہمارے مشاہدہ میں رہو اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔
 ہمارے بہت سے بندے ہیں کہ جنہیں ہم تمہاری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے۔

اس وقت مجھ سے اس لڑکی نے کہا۔ اے نوجوان! مجھے معلوم ہے کہ آج کس حد تک تمہاری عظمت و بزرگی ہو گی، تمہارے لئے ایک نورانی خیمہ لگایا گیا ہے اور ملائکہ تمہارے گرد اگرد ہیں اور تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی آنکھیں بھی تمہاری ہی طرف لگی ہوئی ہیں اور تمہارے مراتب و مناصب کو دیکھ رہی ہیں، اس کے بعد یہ نو عمر چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

۵۔ فرمایا، ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میری طرف کو انوار چلے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ انوار کیا ہیں؟ تو مجھے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو فتوحات ہوئی ہیں، رسول اللہ ﷺ تمہیں اس کی مبارکباد دینے تشریف لارہے ہیں۔ پھر یہ انوار زیادہ ہو گئے اور مجھے ایک حالت طاری ہو گئی، کہ جس میں، میں خوشی سے پھولانہ سماتا تھا۔ پھر میں نے ہوا میں منبر کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میں بھی ہوا میں فرط خوشی سے سات قدم آگے بڑھا، تو آنحضور ﷺ نے میرے منہ میں سات دفعہ لعاب دہن پکایا، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ تشریف لائے اور آپ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب دہن پکایا میں نے عرض کیا آپ بھی تعداد کو پورا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا آنحضور ﷺ کی گستاخی نہ ہو۔ پھر مجھے جناب سرور کائنات ﷺ نے خلعت عطا فرمایا۔ میں نے عرض کیا یہ کیسا خلعت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس ولایت کا خلعت ہے جو قطب اولیاء سے مخصوص ہے۔

ان فتوحات کے بعد میری زبان میں گویائی پیدا ہو گئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ جس طرح سے آپ اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے میرا بھی امتحان لیں۔ مجھ پر آپ کی اس گفتگو کا جو ہمارے درمیان ہوئی تھی، انکشاف کر دیا۔ پھر جب وہ ایک سکوت کے عالم میں تھے میں نے آپ سے کہا کہ ”آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تم میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے، میں کہتا ہوں آپ میرے ہمراہ نہ رہ سکو گے، اگر آپ اسرائیلی ہیں تو ہوں گے میں تو محمدی ہوں، آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں

”آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند اور یہ میدان ہے اور یہ جناب رسول اللہ ﷺ ہیں اور یہ خدا تعالیٰ ہیں یہ میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا تیر و کمان اور یہ میری تلوار ہے۔“

ایک روز حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے زمانہ ظہور میں آپ کا معتقد مرید کسی مجلس عامہ میں بیٹھا تھا کہ کسی اور شخص نے دوران گفتگو یہ کہہ دیا کہ حضرت بایزید سطاویؒ کا مرتبہ سب اولیاء سے بلند بلکہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے مراتب و منازل و مقامات عالیہ کے برابر ہے۔ یہ سنتے ہی اس صادق الیقین و راسخ الاعتقاد کو جوش آیا، جس پر اس نے جو آیا کہہ دیا کہ حضور غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا رتبہ و مقام حضرت بایزید سطاویؒ سے بلند و بالا ہے بلکہ تمام اولیائے کرام و بزرگان عظام سے ماسوائے خلفائے راشدہ و اہل بیت کے افضل و ارفع ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مجھ پر میری عورت پر تین طلاق۔ یہ خبر جب اس کی منکوحہ تک پہنچی تو نیک نہاد پارہ سار عورت نے اپنے خاوند مذکورہ بالا سے طلاق واقع ہو جانے کا شبہ ظاہر کرتے ہوئے استفسار مسئلہ کا خیال پیش کیا۔ چنانچہ وہ مرید صادق الاعتقاد بغرض استفسار حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور تمام حالات گزشتہ من و عن عرض کر دیئے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے شفقت سے فرمایا کہ بیٹا! بلا شک و شبہ اپنی منکوحہ کے پاس جاؤ، کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس پر اس نے بہ طیب خاطر اطمینان قلبی کے لئے حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے فتویٰ شرعی ارشاد فرمانے کی استدعا کی۔ اس پر آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت بایزید سطاویؒ نے درس و تدریس کیا، نہ علوم شرعی مخلوق کو پہنچایا، نہ ہی فتاویٰ جاری کئے، نہ ہی وہ سید ہے، یہ تمام صفات حسنہ مجھے عطا شدہ ہیں لہذا ہر صورت میں مجھے اس سے بلند و بالا افضل و اعلیٰ مراتب حاصل ہیں، تمہاری قسم سچی ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔

الباز الاشهب کی وجہ تسمیہ اور تشریح

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا لقب الباز الاشهب تھا۔ علامہ ابو الشاء شہاب الدین سیدنا محمود افندی الوسی مفتی بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے جو ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے اپنی کتاب المذہب شرح قصیدہ الباز الاشهب میں الباز الاشهب کے معنی کی تشریح کی ہے کہ باز الاشهب کے معنی صوفیاء کرام کے اصطلاح میں یہ ہیں کہ صاحب ارشاد ہر قسم کے حالات ظاہری و باطنی پر قدرت رکھے اور اس قدرت کے اثرات اس قدر قوی ہوں کہ کسی حالت میں بھی اثر پذیر نہ ہوں، خصوصاً نہ تو حوادث اور مصائب ظاہری میں مخلوق کے ساتھ اور نہ بحالت باطنی خدا تعالیٰ کے ساتھ توجہ قلبی اور طاقت روحانی کے اسرار میں نہ ہی صاحب الارشاد کے ارشاد عالیہ مثلاً

وما منها شہورا و دھورا تمر وتنقضي الا اتی الی
وتخبرنی بما باتی وتجری وتعلمنی فاقصر عن جدالی
نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم التصلالی
انا البازی الاشهب کل شیخ و من زافی الرجال اعطی مثالی
جیسے مراتب عالیہ میں خلل انداز ہو سکیں تاکہ درجہ مردانگی سے اثرات اس کو دور نہ پھینک دیں، کیونکہ حالات کے رد و بدل میں استقامت پذیر یعنی مستقل مزاج رہنے سے عارفین اور متقین کے لئے مدد و نصرت اور حظ و لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے حادث و مصائب میں عالی ہمتی، بلند پروازی اور مستقل مزاجی ہونی چاہئے، نیز یہ بھی کہ بہ دوران حیات ظاہری اور بعد از وصال تصرف تامہ میں تابد الابد کوئی ذرہ بھر کی واقع نہ ہو اور ہر حالت میں اختیارات و تعلقات اور طاقت روحانی و کش و جذب وغیرہ وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل رونمانہ ہو، چونکہ یہ تمام صفات ستودہ اور اوصاف حمیدہ بدرجہ اتم حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات میں موجود تھیں اور اب بھی ہیں اس وجہ سے ذات باری تعالیٰ سے یہ لقب عطا فرمایا گیا اور یہی وجہ ہے کہ الباز

الاشہب کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

غوث پاک اور آپ کی اولاد پاک

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد شریف کا عالم جید اور فاضل بے بدل صاحب جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ یوسف السویدی حاضرن مجلس سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی شان و شوکت، قدر و منزلت، عزت و رفعت میں ان کی برابری نہیں کر سکتے۔ حالانکہ مال و دولت، جاہ و جلال، امارت و عظمت، خاندانی رفعت میں ان سے کسی وجہ سے بھی کم نہیں ہیں۔ اس پر ایک صاحب فخر الخمیل نے جواب دیا۔ بیشک ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے، مگر ان کے مقابلہ میں ایک چیز کی کمی ہے جس کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ میں نے بھی یہی بات والد مرحوم سے دریافت کی تھی تو انہوں نے جواب فرمایا تھا کہ بیٹا ان کے پاس سبز گنبد ہے جس میں اس خاندان عالیہ کا جد امجد موجود ہے جو صاحب تصرف تامہ سلطان اولیاء غوث الوری، محبوب خدا، شیخ الكل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز مشرق، مغرب، شمال، جنوب بلکہ ارض و سما میں مشہور ہے اور یہی چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میرے والد مرحوم ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے میں نے عرض کی کہ ڈاکٹر کو علاج کے لئے بلاؤں، آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر کو چھوڑو مجھے مطلقاً فائدہ نہیں ہو گا۔ تم سید عبدالرحمن صاحب کی خدمت میں جاؤ، ان کے ہاں مہمان خانہ میں کھانا کھاؤ، جب وہ کھانا کھا چکیں تو ان کی پلیٹ میں سے ان کے طعام سے جو بچ رہے میرے لئے لاؤ، اس کے کھانے سے شفا ممکن ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے سور المؤمن شفاء میں نے عرض کیا کہ ابا جان وہ صاحب تو آپ کے خلاف ہیں پھر ایسے عقیدہ قلبی کے کیا معنی، فرمایا بیٹا سیاسی و دنیاوی مخالفت الگ چیز ہے صداقت پسندی اور اعتقاد اور چیز ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا برو چشم جاتا ہوں، چنانچہ حضور سیدنا عبدالرحمن صاحب کی مجلس میں حاضر ہوا وقت معینہ میں سب نے کھانا کھایا حضور بھی تناول فرما رہے تھے، میں بدیں خیال کہ حضور کھانا

ختم کریں تو بقایا اٹھا کر اپنی راہ لوں نہایت آہستگی سے کھانا کھاتا رہا، یہاں تک کہ تمام حاضرین فارغ ہو کر باہر نکل آئے مگر حضور میری خاطر تاول فرماتے رہے کہ یہ کھانا ختم کر لے تو چھوڑوں یہاں تک کہ حضور کی پلیٹ میں سوائے چربی کے اور کوئی چیز باقی نہ رہی، اب مجھے خیال ہوا کہ پلیٹ چرا کر لے جاؤں تاکہ والد صاحب کو پسماندہ چربی کھلا دوں۔ لیت و لعل کے بعد جب میرا بھی کھانا ختم ہو چکا تو خادم کو ہاتھ صاف کرانے کے لئے کہا۔ وہ پانی ڈالتا رہا اور میں ہاتھ دھوتا رہا حتیٰ کہ سیدنا مذکور اپنے کمرہ دربار میں تشریف لے گئے۔ اب میں نے اس سے کہا کہ حضور کے کھانا کھانے والی پلیٹ بمعہ پسماندہ چربی مجھے دے دو، مجھے ضرورت ہے۔ اس نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، اگلے وقت پر جب پلیٹ نہ ملی تو مجھ پر چوری کا الزام عائد ہو گا، میں نے کہا کہ جس صورت سے ہو پلیٹ مجھے دے دیں، اس پر خادم نے جواب دیا کہ اگر ایک اشرفی مجھے دیں تو پلیٹ دے دوں گا، حسب الضرورت اس کو اشرفی دے کر پلیٹ پس خوردہ لے کر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے پلیٹ کو انگلی سے صاف کر کے نوش جان فرمایا، صاف پلیٹ فوراً میرا کے پاس میں واپس لایا اور اشرفی واپس طلب کی۔ اس نے فی البدیہہ جواب دیا کہ اشرفی کیسی؟ پسماندہ چربی کی قیمت ہی ایک اشرفی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے والد صاحب کو صحت کامل ہوئی، اس پر یوسف السویدی نے فرمایا:

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ



باب پنجم



الهامات و مکاشفات غوثیه



الہامات قلبی و کشف المعنوی

حقائق ناسوتی و ملکوتی و جبروتی

تذکرہ غوثیہ و معراجیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَاشِفِ الْغُمَّۃِ وَالصَّلٰوۃُ
عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ----- اما بعد
ہر حمد اللہ کے لئے ہے جو اندھیروں کو
دور کرنے والا ہے اور بے شمار درود و
سلام اس پر جو مخلوق سے بہتر ہے۔ اس
کے بعد

قَالَ الْغَوْثُ الْأَعْظَمُ: الْمَسْتُوحُ حَشٌّ عَنْ
غَيْرِ اللَّهِ وَالْمُسْتَأْنَسُ بِاللَّهِ
قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ قُلْتُ
يَا رَبَّ الْغَوْثِ قَالَ كُلَّ طَوْرِ بَيْنَ
النَّاسُوتِ الْمَلَكُوتِ فَهُوَ شَرِيعَةٌ وَ
كُلَّ طَوْرِ بَيْنَ الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ
فَهُوَ طَرِيقَةٌ وَكُلَّ طَوْرِ بَيْنَ الْجَبَرُوتِ
وَاللَّاهُوتِ فَهُوَ حَقِيقَةٌ

غوث الاعظمؑ نے فرمایا ”غیر اللہ سے
ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔
اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے غوث
الاعظم! میں نے عرض کیا اے غوث کے
رب! فرمایا تمام طور جو عالم اجسام اور
عالم ارواح کے درمیان ہیں وہ شریعت
ہیں اور تمام طور جو عالم ارواح اور
مرتبہ صفات کے درمیان ہیں وہ طریقت
ہیں اور تمام طور جو مرتبہ صفات اور
مرتبہ فنا فی اللہ کے درمیان ہیں حقیقت
ہیں۔

پھر مجھے فرمایا: غوث الاعظم! جو کچھ کہ میں

نَمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَا ظَهَرْتُ

فِي شَيْئٍ كَظُهُورِي فِي الْإِنْسَانِ

نے ہر چیز میں ظاہر کیا ہے وہ سب کچھ
انسان میں یکجا ظاہر کیا ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ مَكَانٌ قَالَ
لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَنَا مُكُونُ
الْمَكَانِ وَلَيْسَ لِي مَكَانٌ

پھر میں نے سوال کیا، یا رب! تیرے لئے
کون سا مکان ہے؟ مجھے فرمایا اے غوث
الاعظم! میں تمام مکانات کا پیدا کرنے
والا ہوں لیکن میرے لئے کوئی مکان
نہیں ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ أَكْلٌ وَشُرْبٌ
قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَكْلُ الْفَقِيرِ وَ
شُرْبُهُ أَكْلِي وَشُرْبِي

پھر میں نے سوال کیا تو کیا کھاتا ہے اور
پیتا ہے؟ مجھے فرمایا غوث الاعظم! فقیر کا
کھانا اور پینا میرا ہی کھانا اور پینا ہے۔

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقْتَ
الْمَلَائِكَةَ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ
خَلَقْتُ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُورِ الْإِنْسَانِ وَ
خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ مِنْ نُورِي

پھر میں نے سوال کیا یا رب! تو نے
فرشتوں کو کس چیز سے بنایا۔ مجھے فرمایا
غوث الاعظم! میں نے فرشتوں کو انسان
کے نور سے پیدا کیا ہے اور انسان کو
اپنے نور سے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ جَعَلْتُ
الْإِنْسَانَ سَاطِئِي وَ جَعَلْتُ سَائِرَ
الْأَكْوَانِ سَاطِئِي لَكَ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! میں نے
انسان کو اپنی خوشی کے لئے پیدا کیا ہے
اور تمام مخلوقات کو اس کی خوشی کے
لئے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ نِعَمَ
الطَّالِبِ أَنَا وَ نِعَمَ الْمَطْلُوبِ الْإِنْسَانُ
وَ نِعَمَ الرَّاكِبِ الْإِنْسَانُ وَ نِعَمَ

پھر فرمایا مجھے یا غوث الاعظم! سب سے
اچھا طالب میں ہوں اور سب سے بہتر
مطلوب انسان ہے اور بہترین سوار

الْمَرْكُوبُ لَهُ الْاُكُوَانُ

انسان ہے اور بہترین سواری اس کے لئے تمام مخلوق ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ بِاَعُوْثُ الْاَعْظَمُ الْاِنْسَانُ
سِرِّيْ وَ اَنَا سِرُّهُ لَوْ عَرَفَ الْاِنْسَانُ
سَنَزِلْتُهُ عِنْدِيْ لَقَالَ فِيْ كُلِّ نَفْسٍ مِّنْ
الْاَنْفَاسِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ اگر انسان اپنا مرتبہ سمجھے جو اس کا میرے نزدیک ہے تو اپنے تمام سانسوں سے ہر ایک سانس میں یہی کہتا ہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ بِاَعُوْثُ الْاَعْظَمُ مَا اَكَلَ
الْاِنْسَانُ شَيْئًا وَ مَا شَرِبَ وَ مَا قَامَ وَ مَا
قَعَدَ وَ مَا نَطَقَ وَ مَا صَمَتَ وَ مَا فَعَلَ
فِعْلًا وَ مَا تَوَجَّهَ لَشَيْءٍ وَ مَا غَابَ عَنْ
شَيْءٍ اِلَّا وَ اَنَا فِيْهِ سَاكِنٌ وَ مُتَحَرِّكٌ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جو کچھ کہ انسان نے کھایا پیا یا کھڑا ہوا یا بیٹھایا بولایا چپ ہوا یا کوئی کام کیا اور کسی چیز کی طرف دیکھا اور یا کسی چیز سے غائب ہوا مگر میں ہی اس میں ساکن ہوں اور اس کا میں متحرک ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ بِاَعُوْثُ الْاَعْظَمُ جِسْمُ
الْاِنْسَانِ وَ نَفْسُهُ وَ قَلْبُهُ وَ رُوْحُهُ وَ
سَمْعُهُ وَ بَصَرُهُ وَ يَدُهُ وَ رِجْلُهُ وَ لِسَانُهُ
وَ كُلُّ ذٰلِكَ ظَهَرَتْ لَهُ نَفْسٌ بِنَفْسٍ لَا
هُوَ اِلَّا اَنَا وَ لَا اَنَا غَيْرُهُ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! انسان کا جسم اور نفس اور دل اور روح اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں اور اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اور اس کی زبان اور تمام وہ جو اس کے لئے پشت بہ پشت ظاہر کئے گئے ہیں وہ میرے غیر نہیں اور نہ میں ہی اس کا غیر ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِيْ بِاَعُوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا رَأَيْتَ
الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَ الْمُنْكَسِرَ بِكَثْرَةِ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جب تو کسی شخص کو غربت کی آگ سے جلا ہوا اور

الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبَ إِلَيْهِ لِأَنَّهَا لَا حِجَابَ بَيْنِي
وَبَيْنَهُ

کثرت فاقشی سے شکستہ دیکھے پس
اس کی نزدیکی اختیار کر کیونکہ میرے اور
اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَا تَأْكُلْ
طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا وَلَا تَنْمُ
نَوْمًا إِلَّا عِنْدَ قَلْبِ حَاضِرٍ وَعَيْنِ نَاطِلٍ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! نہ کھانا
کھاؤ، نہ پانی پیو، نہ سو مگر جب دل
حاضر اور آنکھ دیکھ رہی ہو (یعنی یہ منزل
جب حاصل ہو جائے تب کھا، پی، سو سکتے
ہو ورنہ نہیں)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَنْ حُرِمَ
عَنْ سَفَرِي فِي الْبَاطِنِ أَتُكَلِّمُ بِسَفَرِ
الظَّاهِرِ وَكَمْ يَزِدُّ بَيْنِي إِلَّا بَعْدًا فِي
سَفَرِ الظَّاهِرِ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! جس کسی
نے میرے سفر سے باطن میں حرام کر دیا
وہ خود سفر ظاہر میں مبتلا کر دیا اور میری
طرف سے اس پر سوائے دوری سفر ظاہر
کر کے اور کچھ زیادہ نہ کیا جائے گا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَا تَتَّحِدُ
حَالًا لَا يُعَبِّرُ بِلِسَانِ الْمَقَالِ فَمَنْ أَمِنَ بِهِ
قِيلَ وَجُودِ الْحَالِ فَقَدْ كَفَرُوا مَنْ أَرَادَ
الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُولِ فَقَدْ أَشْرَكَ
بِاللَّهِ الْعَظِيمِ

پھر مجھے فرمایا غوث الاعظم! اتحاد وہ حال
ہے جس کی تعبیر گفتگو کرنے والی زبان
سے نہیں ہو سکتی۔ پس جس کسی نے حال
وارد ہونے سے پہلے اس کو تسلیم کر لیا وہ
کافر ہو گیا اور جس کسی نے واصل ہونے
کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے اللہ
تعالیٰ سے شرک کیا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَنْ سَعِدَ
بِالسَّعَادَةِ الْأَرْثَوِيَّةِ طَوْبَى لَهُ كَمْ يَكُنُ
مَعْدُودًا أَبَدًا وَمَنْ شَقِيَ بِالشَّقَاوَةِ

پھر مجھے فرمایا غوث الاعظم! جو کوئی
سعادت ازیلہ (مقدور) سے سعید ہوا اس
کے لئے خوشی ہے وہ کبھی بھی گمراہ نہیں

الْأَزَلِيَّةِ قَوْلٌ لَهُ لَمْ يَكُنْ مَقْبُولًا بَعْدَ
ذَلِكَ قَطُّ

ہو گا اور جو کوئی بد بختی ازلیہ سے بد بخت
ہو ا پس اس پر افسوس ہے۔ وہ اس کے
بعد ہرگز قبول نہ ہو گا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ جَعَلْتُ
الْفَقْرَ وَالْفَقْرَةَ مُطِيبَةً الْإِنْسَانِ فَمَنْ
رَكِبَهَا فَقَدْ بَلَغَ الْمَنْزِلَ قَبْلَ أَنْ يَقْطَعَ
الْمَفَاوِزَ وَالْبُؤَادِي

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! میں نے فقر
و فاقہ انسان کے لئے سواری بنائی ہے۔
پس جو کوئی اس پر سوار ہوا پس وہ
میدان اور وادی قطع کرنے سے پہلے ہی
(منزل مقصود) پر پہنچ گیا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَوْ عَلِمَ
الْإِنْسَانُ مَا كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَمَنَّى
الْحَيَاةَ فِي الدُّنْيَا وَقَوْلَ بَيْنَ يَدَي كُلِّ
لَحْظَةٍ وَلَمْحَةٍ يَا رَبِّ اسْتَنْبِ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! اگر
انسان جانے کہ موت کے بعد کیا کچھ ہو گا
تو وہ اس دنیا میں ہرگز زندگی کی خواہش
نہ کرے اور میرے حضور ہر لحظہ و ہر لمحہ
یہی التجا کرے، اے رب مجھے موت دو۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ حُجَّةُ
الْخَلَائِقِ عِنْدِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصُّمُّ
الْبُكْمُ الْعُمَى ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَالْبُكَاءُ وَ
فِي قَبْرِ كَذَلِكَ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! قیامت
کے دن خلقت کے دلائل میرے پاس
ہیں، گونگا اور اندھا ہونا پھر افسوس کرنا
اور رونا ہو گا اور قبر میں بھی ایسا ہی ہو
گا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْمُحَبَّةُ
بَيْنِي وَبَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوبِ فَإِذَا
فَنِيَ الْمُحِبُّ عَنِ مُحَبَّةٍ وَصَلَ
بِالْمَحْبُوبِ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! محبت ہی
میرے اور محب و محبوب کے درمیان
(ذریعہ ہے) جس وقت محب محبت سے فنا
ہو جاتا ہے تو محبوب سے مل جاتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ رَأَيْتُ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میں

الْأَرْوَاحُ يَتَرَبَّصُونَ فِي قَوْلِهِمْ بَعْدَ
قَوْلِهِ السُّتُ بَرِّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

روحوں کو اپنے مکانات میں الست برکم
کہنے کے بعد قیامت کے روز تک انتظار
کرتے دیکھ رہا ہوں۔

ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى وَ
قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَنْ سَأَلَنِي
عَنِ الرُّؤْيَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوبٌ
بِعِلْمِ الرُّؤْيَةِ فَمَنْ ظَنَّ أَنَّ الرُّؤْيَةَ غَيْرُ
الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُورٌ بِرُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى

پھر غوث نے فرمایا میں نے اللہ تبارک و
تعالیٰ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا
اے غوث اعظم! جس کسی نے دیدار کے
متعلق علم ہونے کے بعد سوال کیا وہ
دیدار کے علم سے محجوب ہے اور
جس کسی نے بغیر علم کے دیدار کا گمان کیا
پس وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے دھوکہ
میں ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَنْ رَأَى
أَسْتَعْنِي عَنِ السُّؤَالِ فِي كُلِّ حَالٍ وَ
مَنْ لَمْ يَرِنِي فَلَا يَنْفَعُهُ السُّؤَالُ وَهُوَ
مَحْجُوبٌ بِالْمَقَالِ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! جس نے
مجھے دیکھ لیا وہ تمام حالتوں میں سوال سے
بے پرواہ ہو گیا اور جس نے مجھے نہیں
دیکھا تو اس کو سوال کوئی فائدہ نہیں
پہنچاتا اور قیل و قال میں ہی گم ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ كَيْسَ
الْفَقِيرِ عِنْدِي مَنْ كَيْسَ لَهُ شَيْئٌ بَلِ
الْفَقِيرُ الَّذِي لَهُ أَمْرٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِذَا
قَالَ لَشَيْئٍ كُنْ فَيَكُونُ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میرے
نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے لئے کوئی چیز
نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا حکم تمام
چیزوں میں نافذ العمل ہو۔ جب کسی چیز کو
کہے ہو جا تو ہو جائے۔

ثُمَّ قَالَ لِي لَا أُلْفَةَ وَلَا نِعْمَةً فِي الْجَنَانِ
بَعْدَ ظَهْوَرِي فِيهَا وَلَا وَحْشَةً وَلَا

پھر مجھے فرمایا کوئی خواہش اور کوئی نعمت
بہشت میں میرے دیدار کے بعد اور کوئی

حَرَقْنَا فِي النَّارِ بَعْدَ خِطَابِي لَاهِلَهَا

خوف اور کوئی تپش یا جلن دوزخ میں
وہاں رہنے والوں کو میرے بلانے کے
بعد باقی نہ رہے گی۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَنَا أَكْرَمُ
مِنْ كُلِّ كَرِيمٍ وَ أَنَا أَرْحَمُ مِنْ كُلِّ
رَحِيمٍ

پھر مجھے فرمایا اے غوث اعظم! میں سب
بخشش کنندگان سے زیادہ بخشش کرنے
والا اور سب رحم کرنے والوں سے
زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ نَمَّ عِنْدِي
لَا كُنُومَ الْعَوَامِ تَرْنِي

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! میرے
لئے نیند کر مگر نہ اس طرح کی نیند کہ جیسے
عوام کی تو دیکھتا ہے۔

فَقُلْتُ يَا رَبِّ كَيْفَ أَنَا عِنْدَكَ قَالَ
بِخَمُودِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَاتِ وَ خَمُودِ
النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَ خَمُودِ الْقَلْبِ
عَنِ الْخَطَرَاتِ وَ خَمُودِ الرُّوحِ عَنِ
اللَّحْظَاتِ فَنَاءَ ذَاتِكَ فِي اللَّذَاتِ

پس میں نے عرض کیا میں تیرے نزدیک
کس طرح نیند کروں؟ فرمایا کہ جب جسم
لذتوں سے اور نفس شہوتوں سے اور
دل خیالات سے اور روح ماسوی اللہ
کے ملاحظہ سے تیری ذات کے اندر اپنی
ذات کو فنا کرنے کی غرض سے آرام پکڑ
جائے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ قُلْ
لِأَصْعَابِكَ وَأَحْبَابِكَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ
جَنَابِي فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقْرُ
الْفَقْرِ فَإِذَا تَمَّ الْفَقْرُ ثُمَّ إِلَّا أَنَا

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! اپنے
دوستوں اور ہم مجلسوں کو کہہ دیں کہ جو
میری حضوری کا ارادہ کرے پس اس پر
فقر اختیار کرنا لازم ہے۔ اس کے بعد فقر
الفقر، پس جب فقر تمام ہو جائے وہاں
کوئی نہیں ہوتا مگر میں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ طُوبَى لَكَ إِنْ كُنْتَ رَوِّفًا عَلَى بَرِيَّتِي وَطُوبَى لَكَ إِنْ كُنْتَ غَفُورًا لِبَرِيَّتِي

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! تجھے مبارک ہو اگر تو میری مخلوق پر مہربان ہو اور تجھے خوشخبری ہو اگر تو میری خلقت کے لئے درگزر کرنے والا ہو۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ قُلْ لِأَحْبَابِكَ وَأَصْحَابِكَ اغْتَنِمُوا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَإِنَّهُمْ عِنْدِي وَأَنَا عِنْدَهُمْ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! اپنے دوستوں اور یاروں سے کہہ دیں کہ فقراء کی دعوت کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے پاس رہتے ہیں اور میں ان کے پاس۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَنَا مَأْوَى كُلِّ شَيْءٍ وَ مَسْكَنُهُ وَ مَنَظَرُهُ وَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ

پھر فرمایا یا غوث الاعظم! میں تمام چیزوں کی جائے پناہ اور جائے اطمینان اور جائے نظارہ ہوں اور میری طرف پھر آنا ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَا تَنْظُرْ إِلَى الْجَنَّةِ وَ مَا فِيهَا تَرَانِي بِلَا وَاسْطَةٍ وَ لَا تَنْظُرْ إِلَى النَّارِ وَ مَا فِيهَا تَرَانِي بِلَا وَاسْطَةٍ

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! بہشت اور جو کچھ اس میں ہے اس کو مت دیکھ تو تو مجھے بلا تعلق دیکھے گا اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے کو مت دیکھ تو تو مجھے بلا تعلق دیکھے گا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُولُونَ بِالْجَنَّةِ وَ أَهْلُ النَّارِ مَشْغُولُونَ لِي

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! اہل بہشت (نعمت ہائے) بہشت کے ساتھ مشغول ہیں اور اہل دوزخ میرے ساتھ مشغول ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ بَعْضُ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّعِيمِ كَأَهْلِ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! بعض بہشتی بہشتی نعمتوں سے اس طرح پناہ مانگتے ہیں

النَّارِ يَتَعَوَّدُونَ مِنَ الْجَحِيمِ

جس طرح اہل دوزخ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي بِا غَوْثُ الْأَعْظَمِ مَنْ شُغِلَ
بِسَوَانِي كَانَ لِصَاحِبِهِ رُئَارُ يَوْمِ
الْقِيَامَةِ .

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جو کوئی میرے سوا کسی اور سے مشغول ہوا تو وہ قیامت کے روز اہل زنجیر سے ہو گا۔
(دوزخی)

ثُمَّ قَالَ لِي بِا غَوْثُ الْأَعْظَمِ أَهْلُ
الْقُرْبَةِ يَسْتَغِيثُونَ مِنَ الْقُرْبَةِ كَمَا أَنَّ
أَهْلَ الْبُعْدِ يَسْتَغِيثُونَ مِنَ الْبُعْدِ
ثُمَّ قَالَ لِي بِا غَوْثُ الْأَعْظَمِ إِنَّ لِي
عِبَادًا سِوَى الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ لَا
يُطْلِعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ
الدُّنْيَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ وَلَا
أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ
النَّارِ وَلَا مَالِكٌ وَلَا رِضْوَانٌ وَلَا
جَعَلْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ
وَلَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُورِ وَلَا لِلْقُصُورِ
وَلَا لِلْغُلَامِ فَطَوَّبِي لِمَنْ آمَنَ بِهِمْ وَ
إِنْ لَمْ يَعْرِفْهُمْ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! اہل قرب قربت سے اسی طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح اہل بعد دوری سے پناہ مانگتے ہیں۔
پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! انبیاء اور مرسلین کے علاوہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ ان کے حالات سے کوئی اہل دنیا یا اہل آخرت یا اہل جنت یا اہل دوزخ نہ مالک نہ رضوان ہی واقف ہے ان کو نہ ہی جنت کے لئے اور نہ ہی دوزخ کے لئے نہ ثواب کے لئے نہ عذاب کے لئے نہ حور نہ قصور کے لئے نہ غلام کے لئے ہی بتایا ہے پس اس کو خوشی (مبارک) ہو جو ان پر یقین لایا اگرچہ ان کو پہچانا نہیں۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! تو ان سے ہے اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کھانے پینے کی کمی سے اور

ثُمَّ قَالَ لِي بِا غَوْثُ الْأَعْظَمِ وَأَنْتَ
سِتُّهُمْ وَ مِنْ عِلَامَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا
أَجْسَاؤُهُمْ مُحَرَّقَةٌ مِنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَ

ان کے نفس خواہشات نفسانی سے اور
ان کے دل وساوس قلبی سے اور ان
کے ارواح لذات سے جل چکے ہیں۔
اور وہ حیات ابدی ہیں جو دیدار کے نور
سے جل چکے ہیں۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! اگر سخت
گرمی کے روز کوئی پیاسا تیرے پاس
آئے اور تیرے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہو
اور تجھے ضرورت بھی اس کی نہ ہو پس
اگر تو اس سے پانی روک رکھے تو تو
کنجوسوں سے سب سے زیادہ کنجوس
ہے۔ پس میں کیسے اپنی رحمت سے ان کو
روک رکھوں جبکہ میں نے اپنے بارے
میں لکھ دیا ہے (مہر کر دیا ہے) کہ میں
سب سے زیادہ رحیم ہوں۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! گنہگاروں
سے ایک بھی مجھ سے دور نہیں اور نہ
ہی پرہیزگاروں سے ایک بھی میرے
قریب ہے۔

پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! اگر کسی
نے میرا قرب حاصل کیا تو وہ گنہگاروں
سے ہو گا اس لئے کہ وہ عاجزوں
شرمساروں سے ہیں۔

الشَّرَابِ وَ نَفُوسَهُمْ مُّحْتَرِقَةٌ عَنْ
الشَّهَوَاتِ وَ قُلُوبُهُمْ مُّحْتَرِقَةٌ عَنْ
الْخَطَرَاتِ وَ أَرْوَاحُهُمْ مُّحْتَرِقَةٌ عَنْ
اللَّحُظَاتِ وَ هُمْ أَصْحَابُ الْبَقَاءِ
الْمُحْتَرِقِينَ بِنُورِ الْبَقَاءِ

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِذَا جَلَدَكَ
عَطْشَانٌ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ وَ أَنْتَ
صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَ لَيْسَ لَكَ
حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَاَنْتَ
أَبْخَلُ الْبَآخِلِينَ فَكَيْفَ أَسْعَهُمُ مِنْ
رَحْمَتِي وَ أَنَا سَجَلْتُ عَلَى نَفْسِي بِأَنِّي
أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ مَا بَعْدَ
عَنِّي أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَ مَا
قُرْبَ أَحَدٍ مِنِّي مِنْ أَهْلِ الطَّاعَاتِ

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَوْ قُرْبَ
بَنِي أَحَدٍ لَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِي
لَا تَلَهُمْ أَصْحَابُ الْعِزِّ وَالْعِزُّ وَالنَّدَمُ

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! عاجزی
انوار کا خزانہ ہے اور تکبر اندھیروں کا

سرچشمہ
پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! گنہگار
گناہوں کے باعث اور پرہیزگار طاعت
و عبادات کی وجہ سے مجھ سے محبوب (دُلب) ہیں
اور میرے لئے ان کے علاوہ ایک
اور قوم (گروہ) ہے جس کو نہ گناہوں کا
غم ہے نہ عبادت و زہد کا فکر ہے۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! گنہگاروں کو
میرے فضل و کرم کی اور متکبروں کو
عدل و انتقام کی خوشخبری سنا دو۔
پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! نیکو کار و
فرمانبردار نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں اور
گنہگار رحم کرنے والے کا تذکرہ کرتے
ہیں۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! میں گنہگار
کے نزدیک ہو جاتا ہوں جب وہ گناہوں
سے فارغ ہو جاتا ہے اور اس تا بعد از
سے دور ہو جاتا ہوں جو تابعداری چھوڑ
دیتا ہے۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! میں نے
عام لوگوں کو پیدا کیا جب وہ میرے نور
کی روشنی برداشت نہ کر سکے تو اپنے

نَمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْعِجْزُ
مَنْبَعُ الْأَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنْبَعُ الظُّلُمَةِ

نَمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَهْلُ
الْمَعَاصِي مَحْبُوبُونَ لِلْمَعَاصِي وَ
أَهْلُ الطَّاعَاتِ مَحْبُوبُونَ بِالطَّاعَاتِ
وَلِي وَرَاءَهُمْ قَوْمٌ آخَرُونَ لَيْسَ لَهُمْ
غَمُّ الْمَعَاصِي وَلَا هُمْ الطَّاعَاتِ

نَمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ بَشَرِ
الْمُذْنِبِينَ بِالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ وَبَشَرِ
الْمُعْجِبِينَ بِالْعَدْلِ وَالنِّقَمِ
نَمَّ قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَهْلُ
الطَّاعَاتِ يَذْكُرُونَ النِّعَمَ وَأَهْلُ
الْعِصْيَانِ يَذْكُرُونَ الرَّحِمَ

نَمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَنَا قَرِيبٌ
إِلَى الْمَعَاصِي بَعْدَ مَا يَفْرَغُ مِنْ
الْعِصْيَانِ وَأَنَا بَعِيدٌ مِنَ الْمَطِيعِ إِذَا
فَرَّغَ مِنَ الطَّاعَاتِ

نَمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ خَلَقْتُ
الْعَوَامَ فَلَمْ يُطِيقُوا نُورَ بَهَائِي فَجَعَلْتُ
بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلُمَةِ وَخَلَقْتُ

الْخَوَاصِّ فَلَمْ يَطِيقُوا مُجَاوَرَتِي
فَجَعَلْتُ الْأَنْوَارَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا

اور ان کے درمیان اندھیرے کا پردہ بنا
دیا اور خاص لوگوں کو پیدا کیا جب انہوں
نے میری نزدیکی برداشت نہ کی تو میں
نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا
پردہ بنا دیا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ قُلْ
لِأَصْحَابِكَ مَنْ أَرَادَ مِنْهُمْ أَنْ يَصِلَ
إِلَيَّ فَعَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ
سِوَانِي

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! اپنے
دوستوں سے کہہ دیں کہ تم میں سے جو
کوئی مجھے ملنے کا ارادہ کرے پس اس پر
لازم ہے کہ میرے سوا تمام کا خیال دل
سے نکال دے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَخْرِجْ
عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْيَا تَصِلُ بِالْآخِرَةِ
وَأَخْرِجْ عَنْ عُقْبَةِ الْآخِرَةِ تَصِلُ إِلَيَّ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! دنیا کی
گھاٹی سے نکل، آخرت سے پیوند ہو جا
اور آخرت کی گھاٹی سے نکل کر میری
طرف واصل ہو جا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ أَخْرِجْ
عَنِ الْأَجْسَامِ وَالنَّفُوسِ ثُمَّ أَخْرِجْ عَنِ
الْقُلُوبِ وَالْأَرْوَاحِ ثُمَّ أَخْرِجْ مِنَ
الْحُكْمِ وَالْأَمْرِ تَصِلُ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَبِّ
أَيُّ صَلَوةٍ أَقْرَبُ إِلَيْكَ قَالَ الصَّلَوةُ
الَّتِي لَيْسَ فِيهَا سِوَايَ وَالْمَصَلَّى عَنْهَا
غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ صَوْمٍ أَفْضَلُ
عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِي لَيْسَ
سِوَانِي وَالصَّائِمُ عَنْهُ غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! جسموں
اور نفسوں سے پھر دل اور روحوں سے
پھر حکم اور امر سے نکل کر مجھ سے
واصل ہو جاؤ پس میں نے عرض کیا، اے
رب العظیم! کونسی نماز ترے نزدیک
لائی ہے؟ فرمایا، وہ نماز جس میں میرے
سوا اور کچھ نہ ہو اور نماز ادا کرنے والا
اس میں خود بھی غائب ہو۔ پھر میں نے
عرض کیا۔ کونسا روزہ تیرے نزدیک

أَيُّ عَمَلٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ
الَّذِي لَيْسَ فِيهِمْ سِوَانِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ
النَّارِ وَصَاحِبُهُ عَنْهُ غَائِبٌ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ
بُكَاءٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُكَاءُ
الضَّاحِكِينَ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ ضَحِكٍ
عِنْدَكَ أَفْضَلُ قَالَ ضَحِكُ الْبَاكِينَ
ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ تَوْبَةٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ
تَوْبَةُ الْمُعْصِيَةِ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ عِصْمَةٍ
أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ عِصْمَةُ التَّائِبِينَ

افضل ہے؟ فرمایا وہ کہ جس میں میرے
سواء کچھ نہ ہو اور روزہ دار اس میں خود
بھی غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون
سا عمل تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا
وہ عمل جس میں میرے سواء بہشت اور
دوزخ سے بھی کچھ نہ ہو اور صاحب
عمل خود بھی اس میں غائب ہو۔ پھر میں
نے عرض کیا کون سا رونا تیرے نزدیک
افضل ہے؟ فرمایا ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر
میں نے عرض کیا کون سا ہنسنا تیرے
ز نزدیک افضل ہے؟ فرمایا رونے والوں کا
ہنسنا۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی توبہ
تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا پاکوں کی
توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی پاکیزگی
تیرے نزدیک افضل ہے؟ فرمایا توبہ
کرنے والوں کی پاکیزگی۔

پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! صاحب علم
کا میرے نزدیک کوئی راستہ نہیں مگر
جب اس سے (علم سے) انکار کر جائے
اس لئے کہ اگر علم اس سے ترک ہو
جائے تو شیطان ہو جاتا ہے۔

غوث اعظم نے فرمایا میں نے دیکھا اللہ
جلّ شانہ کو، پس سوال کیا آپ سے یا

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَيْسَ
لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِي سَبِيلٌ إِلَّا بَعْدَ
إِنْكَارِهِ لِأَنَّهُ لَوْ تَرَكَ الْعِلْمَ عِنْدَهُ صَارَ
شَيْطَانًا

قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ عَزَّ مُلْطَانَهُ فَسَأَلْتُهُ
يَا رَبِّ مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ الْعِشْقُ

حَبَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوقِ

رب! عشق کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا عشق
بھی عاشق اور معشوق کے درمیان ایک
پردہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِذَا أَرَدْتَ
التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ
عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ الْخَطَرَاتِ مِنَ
الْقَلْبِ تَصِلُ إِلَيَّ وَإِلَّا فَانْتَ مِنَ
الْمُسْتَهْزِئِينَ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! جب تو توبہ
کا ارادہ کرے پس تجھے چاہئے کہ گناہوں
کا خوف و غم وجود سے نکال دے۔ پھر
وسوسوں کو دل سے نکال کر مجھ سے
واصل ہو جا ورنہ تو ٹھٹھا کرنے والوں
میں سے ہو گا۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِذَا أَرَدْتَ
أَنْ تَدْخُلَ حَرَمِي فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْكِ
وَالْمَلَكُوتِ وَلَا بِالْجَبَرُوتِ لِأَنَّ
الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالَمِ وَالْمَلَكُوتُ
شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوتُ شَيْطَانُ
الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِيَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ
عِنْدِي مِنَ الْمَطْرُودِينَ

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! جب تو
میرے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ
کرے تو تو ہرگز ملک اور ملکوت اور
جبروت کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ عالم
شہود (ظاہری) مخلوقات کا شیطان ہے اور
عالم ملکوت عارفوں کا شیطان ہے اور عالم
احدیت واقفوں کا شیطان ہے۔ پس جو
کوئی ان میں سے کسی ایک پر بھی راضی
ہو گیا۔ وہ میرے نزدیک دور ہونے
والوں سے ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْمُجَاهِدَةُ
بَحْرٌ مِنْ مُشَاهِدَةٍ وَحَيْثَانَهُ الْوَاقِفُونَ
فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُولَ فِي بَحْرِ الْمُشَاهِدَةِ
فَعَلَيْهِ بِاخْتِمَارِ الْمُجَاهِدَةِ لِأَنَّ
الْمُجَاهِدَةَ بَذَرُ الْمُشَاهِدَةِ

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! مجاہدہ
مشاہدے کا ایک سمندر ہے اور واقف
کار اس کی مچھلیاں ہیں پس جو کوئی
مشاہدہ کے سمندر میں داخل ہونے کا
ارادہ کرے۔ اس پر لازم ہے کہ مجاہدہ

اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کا بیج ہے۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! طالبان حق کے لئے مجاہدہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں جیسا کہ ان کو میرے سوا کوئی چارہ نہیں۔ پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب بندہ میرے نزدیک وہ ہے جس کا باپ بھی موجود ہو اور بیٹا بھی اور دل اس کا ہر دوسے فارغ ہو اس حیثیت سے کہ اگر اس کا باپ مر جائے تو اس کو باپ کی وفات پر کوئی غم محسوس نہ ہو اور اگر بیٹا فوت ہو جائے تو بھی بیٹے کے مرنے کا غم لاحق نہ ہو۔ پس جب بندہ اس منزل پر چڑھ جائے تو وہ میرے نزدیک بلا باپ اور بیٹے کے ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! جس نے میری محبت کے ہوتے باپ کے مرنے کو اور میری دوستی کے ہوتے بیٹے کے مرنے کو محسوس کیا۔ اس نے وحدانیت اور فردانیت کی لذت نہ پائی۔

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! جب تو کسی محل میں میری طرف دیکھنے کا ارادہ کرے۔ پس تو دل کو میرے غیر سے

كُنَّمَا قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا بُدَّ لِلطَّالِبِينَ مِنَ الْمُجَاهِدَةِ كَمَا لَا بُدَّ لَهُمْ

مِثْلِي

كُنَّمَا قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اِنَّ اَحَبَّ الْعِبَادِ اِلَيَّ عَبْدِي الَّذِي كَانَ لَهُ وَالِدٌ وَوَلَدٌ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا بَعِثْتُ لَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا يَكُونُ لَهُ حُزْنٌ يَمُوتِ الْوَالِدُ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَا يَكُونُ لَهُ هَمٌّ الْوَلَدُ فَاِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ هَذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِي بِلَا وَالِدٍ وَلَا وَلَدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوٌ اَحَدٌ

كُنَّمَا قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ يَذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَحَبَّتِي وَفَنَاءَ الْوَلَدِ بِمُودَتِي لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ

كُنَّمَا قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اِذَا ارَدْتَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيَّ فِي مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا فَارِغًا عَنْ سِوَانِي

فارغ کر دے۔

پھر میں نے عرض کیا، علم العلم کیا ہے؟
فرمایا علموں کا علم تمام علموں سے لاعلمی
ہے۔

قُلْتُ يَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ عِلْمُ
الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! اس آدمی
کو بشارت ہو جس کا دل مجاہدہ کی طرف
مائل ہو اور اس شخص پر افسوس ہے
جس کا دل خواہشات نفسانیہ کی طرف
مائل ہو۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ طُوبَى
لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الْمُجَاهِدَةِ وَوَيْلٌ
لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الشَّهَوَاتِ

غوث الاعظم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ
سے معراج کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا کہ
وہ میرے سوائے تمام چیزوں سے بلند ہو
جانا ہے اور معراج کا کمال ”نہ آنکھ
جھپکی اور نہ ہنسی“ کا مصداق ہونا ہے۔

قَالَ الْغَوْثُ: سَأَلْتُ الرَّبَّ تَعَالَى عَنِ
الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوجُ عَنْ كُلِّ
شَيْءٍ سِوَانِي وَكَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَفَنِي

پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! میرے
نزدیک وہ نماز نہیں ہے جس میں معراج
نہیں ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ لَا صَلَوةَ
لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهُ عِنْدِي

پھر مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! جو نماز
سے محروم ہے وہ میرے نزدیک معراج
سے بھی محروم ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْمَحْرُومُ
عَنِ الصَّلَاةِ هُوَ الْمَحْرُومُ عَنِ
الْمِعْرَاجِ عِنْدِي

إِلَى هُنَا تَمَّتِ الْغَوْثِيَّةُ وَتُسَمَّى الْمِعْرَاجِيَّةُ
بِرِتْوَفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّ سُلْطَانُهُ



باب ششم



تصانیف اور خطبات و مواعظ



تصانیف

- | | | |
|-----------|--|--|
| نمبر شمار | نام کتاب | کوائف |
| ۱- | غنیۃ الطالبین | ۱۲۸۰ھ میں مصر میں طبع ہوئی۔ |
| ۲- | الفتح الربانی | ۱۲۸۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی۔ |
| ۳- | فتوح الغیب | ایضاً |
| ۴- | حزب نشاء الخیرات | اسکندریہ مصر میں طبع ہوئی۔ |
| ۵- | الوہاب الرحمانیۃ و
الفتوحات الرحمانیۃ | کشف انھون جانی نے ذکر کیا ہے جو خلیفہ تھے۔ |
| ۶- | جلاء الخاطر | ایضاً |
| ۷- | سر الاسرار | علم تصوف کے بارے میں ہے۔ مدرسہ قادریہ
میں قلمی نسخہ موجود ہے۔ |
| ۸- | رد الرافضۃ | مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔ |
| ۹- | تفسیر قرآن کریم دو جلد | کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے۔ |
| ۱۰- | علم ریاضی کے متعلق ۵۲۲ھ میں | لکھی مگر نام تمام موجود ہے۔ |
- یہ تصنیفات وہ ہیں جو زمانہ حال میں اقصائے عالم میں موجود پائی جاتی ہیں مگر معتبر روایات سے معلوم ہے کہ آں حضور قدس سرہ العزیز نے مختلف علوم میں ۶۹ کتب تصنیف فرمائی ہیں اور خاص طور پر فقہ حنبلی اور فقہ شافعی اور تفسیر قرآن و احادیث و دیگر علوم اسلامیہ تصنیف فرمائی ہیں۔



خطبہ وعظ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آنحضور قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا شیخ المشائخ عبد الوہاب رحمہ اللہ و شیخ عبد الرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد مجلس وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر فرماتے الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پھر خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پھر خاموش ہو
جاتے، (ترجمہ: سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہی ہیں) پھر یہ فرماتے۔

عَدَدَ خَلْقِهِ وَ زِنَةَ عَرْشِهِ وَ رِضَاءَ نَفْسِهِ
وَ بَدَادَ كَلِمَاتِهِ وَ مُتَنَهٰی عِلْمِهِ وَ جَمِیْعَ
مَا شَاءَ وَ خَلَقَ وَ زَادَ وَ بَرَأَ عَالِمُ
الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ وَ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَمْدُ يَحْيٰی وَ يُمِیْتُ وَ هُوَ
حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ هُوَ عَلٰی
كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَ لَا نَدَّ لَهُ وَ لَا
شَرِيْكَ لَهُ وَ لَا وَزِيْرٌ وَ لَا عَوْنٌ وَ لَا
ظَهِيْرٌ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ
الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ
كُفُوًا اَحَدٌ لِّیْسَ بِجِسْمٍ فِیْ سَمْنٍ وَ لَا
جَوْهَرٍ فِیْ حَسْنٍ وَ لَا عَرَضٌ فِیْ كَوْنٍ

اس کی تمام مخلوقات اس کے عرش کے
اس کے کلمات اس کے منہائے علم،
اس کی تمام مخلوقات کے سب کے برابر
اور جس قدر کہ وہ پسند کرے وہ ظاہر و
باطن غرضیکہ تمام چیزوں کا جاننے والا
نہایت نرمی اور مہربانی کرنے والا ہر ایک
چیز کا مالک، بے عیب، سب سے غالب
اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے۔ میں
گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی
معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک
نہیں۔ ملک بھی اسی کا ہے اور تمام
تعریفیں بھی اسی کو زیبا ہیں۔ وہی سب کو
زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ خود
تاابد الابد زندہ رہے گا، اسے کبھی موت

مُسْتَقْضَا هُنَالِكَ وَلَا وَزِيرَ لَهُ وَلَا
 مُشَارِكَ جَلَّ أَنْ يُشَبَّهَ بِمَا صَنَعَهُ أَوْ
 يُضَافَ لِمَا اخْتَرَعَهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ
 وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَ أَشْهَدُ أَنْ
 مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ
 حَبِيبُهُ وَ خَلِيلُهُ وَ صَفِيُّهُ وَ نَجِيُّهُ وَ
 خَيْرُهُ مَنْ خَلَقَهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَ
 دِينَ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ
 لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَرْضْ
 عَنِ الرَّفِيعِ اَلْعِمَادِ الطَّوِيلِ اَلتَّجَادِ
 اَلْمُوَيَّدِ بِاَلتَّحْقِيقِ اَلْمُكْنَى بِعَتِيقِ
 اَلْخَلِيفَةِ الشَّفِيقِ اَلْمُسْتَخْرِجِ مِنْ
 اَطْهَرِ اَصْلٍ عَرِيقِ الَّذِى اِسْمُهُ بِاسْمِهِ
 يَقْرَءُونَ وَ جِسْمُهُ نَحْ جِسْمِهِ مَدْفُونٌ
 اَلْاِمَامُ اَبِى بَكْرٍ اَلصِّدِّيقِ ﷺ وَ عَنِ
 اَلْقَصِيرِ اَلْاَمَلِ اَلْكَثِيرِ اَلْعَمَلِ الَّذِى لَا
 خَاسِرَةَ وَجَلَّ وَ لَا عَارِضَهُ ذَلَّلُ وَ لَا
 دَخَلَهُ مَكَلُّ اَلْمُوَيَّدِ بِاَلْقَوَابِ اَلْمُلْهُمُ
 بِفَضْلِ اَلْخِطْبِ حَنِيفِ اَلْمِحْرَابِ
 الَّذِى وَاَقَفَ حُكْمُهُ نَصَّ اَلْكِتَابِ
 اَلْاِمَامُ اَبِى حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ اَلْخَطَّابِ
 ﷺ وَ عَنِ مَجْهَرِ جَيْشِ اَلْعُسْرَةِ وَ
 عَاطِرِ اَلْعُسْرَةِ مَنْ شَدَّ اَلْاِيْمَانَ وَ رَتَّلَ

نہیں۔ ہر طرح کی بھلائی اسی کے قبضہ
 قدرت میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر
 ہے، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ کوئی
 شریک ہے نہ وزیر نہ معاون نہ مددگار
 ایک اکیلا تنہا پاک اور بے نیاز ہے۔
 نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا
 ہوا، کوئی اس کی برابری کا نہیں، نہ وہ
 جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے نہ وہ جو ہر ہے
 کہ جلا قبول کرے، نہ وہ عرض ہے کہ
 نقصان قبول کرے، وہ اس بات سے بھی
 بالاتر ہے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے
 اسے تشبیہ یا اس کے اختراعات میں سے
 کسی کے ساتھ اسے نسبت دی جائے
 بلکہ اس جیسی کوئی بھی شے نہیں، وہ
 سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ میں
 اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد
 ﷺ اس کے بندے اور اس کے
 رسول اور اس کے دوست اور پسندیدہ
 دوست اور اس کی کل مخلوقات میں
 بہترین مخلوق ہیں۔ اس نے آپ کو
 ہدایت کاملہ اور دین حق دے کر بھیجا
 تاکہ تمام ادیان پر اس کو غالب کر دے۔
 گو مشرک اس بات کو پسند نہ کریں

اے اللہ تو راضی ہو اور اپنی رحمتیں اتار ان پر جو اونچے گھرانے والے اور بڑے قد والے ہوئے ہیں۔ حق کے موید ہیں جن کی کنیت عتیق ہے جو کہ خلیفہ مہربان ہوئے اور جن کی اصل، اصل طاہر سے ہے، جن کا نام کہ جناب سرور کائنات ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جن کا جسم مبارک آپ ﷺ کے جسم اطہر کے ہم پہلو مدفون ہے یعنی امام عادل امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ کوتاہ حرص و کثیر العمل ہوئے جن کو نہ کسی کا خوف لاحق ہو تا نہ لغزش سرزد ہوتی اور نہ راہ حق میں وہ کسی طرح سے تھکتے، حق جن کی تائید پر تھا، جنہیں فیصلے و تصفیے کرنا الہام ہو چکا تھا جو کہ سیدھی راہ پر تھے اور جن کا حکم وحی و آیات قرآنی کے مطابق اترتا یعنی امام عادل امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے اور عشرہ مبشرہ سے ہوئے جنہوں نے ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا، جنہوں نے لشکر پھیلا کر

الْقُرْآنَ شَتَّتِ الْفُرْسَانَ وَ ضَعَعَ
الطُّغْيَانَ وَ زَيَّنَ الْمِعْرَابَ بِإِمَائِهِمْ وَ
الْقُرْآنَ بِتِلَاوَتِهِ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَ
أَكْرَمَ السُّعْدَاءِ الْمُسْتَحْيَ مَلَانِكَ
الرَّحْمَنِ ذِي التَّوَرَيْنِ أَبِي عَمْرٍ وَ
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ عَنِ الْبَطْلِ
الْبُهْلُولِ وَ زَوْجِ الْبَتُولِ وَ ابْنِ عَمِّ
رَسُولٍ وَ سَيْفِ اللَّهِ الْمَسْلُوقِ قَالِعِ
الْبَابِ وَ هَازِمِ إِحْزَابِ إِمَامِ الدِّينِ وَ
عَالِمِهِ وَ قَاضِي الشَّرْعِ وَ حَاكِمِهِ وَ
الْمُتَصَدِّقِ فِي الصَّلَاةِ بِخَاتِمِهِ مُقْدِي
رَسُولِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَ مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ
الْإِمَامِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي
طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ الْكَرِيمَ وَ عَنِ
السَّبْطَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ الْحَسَنِ وَ
الْحُسَيْنِ وَ عَنِ الْعَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ
الْحُزْمَةِ وَ الْعَبَّاسِ وَ عَنِ الْأَنْصَارِ وَ
الْمُهَاجِرِينَ وَ عَنِ التَّابِعِينَ لَهُمْ
بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ يَا رَبَّ
الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ أَصْحَ الْأِمَامَ وَالْأَمَّةَ
وَ الرَّاعِيَ وَ الرَّعِيَّةَ وَ الْفُتُوحَ
قُلُوبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ وَ أَرْفَعْ شَرَّ
بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ اللَّهُمَّ وَأَنْتَ الْعَالِمُ

بَسْرَانِرْنَا فَاصْلِحْهَا وَ أَنْتَ الْعَالِمُ
 بِذُنُوبِنَا فَاعْفِرْهَا وَ أَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوبِنَا
 فَاسْتَرْهَا وَ أَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَانِجِنَا
 فَاقْضِهَا لَا تَرَانَا حِمْتُ نَهْمَتْنَا وَ لَا
 تَفْقِدُنَا حِمْتُ امْرَتِنَا وَ اعِزَّنَا بِالطَّاعَةِ
 وَ لَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَ اشْغِلْنَا بِكَ
 عَمَّنْ سِوَاكَ وَ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ
 يَقْطَعُنَا عَنْكَ وَ اِلْهَمْنَا ذِكْرَكَ وَ
 تُشْكِرَكَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ لَا اِلَهَ اِلَّا
 اللهُ مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ
 يَكُنْ مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ لَا تُجِنُّنَا فِيْ غَفْلَةٍ وَ لَا
 تَاْخُذْنَا اِنْ تَسَيَّنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَ لَا
 تَعْمَلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى
 الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْنَا مَا لَا
 طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَ اعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ
 اَرْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلٰى
 الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ

کفار کی سرکشی مٹا دی جنہوں نے
 مسجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے
 اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے
 مزین کیا جو کہ افضل الشہداء و اکرم
 السعداء ہیں، جن کی شرم و حیا کا یہ حال
 تھا کہ ان سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے
 یعنی امیر المومنین حضرت ابو عمرو عثمان
 بن عفان رضی اللہ عنہ پر اور ان پر جو کہ شیر
 خدا، زوج ہول رضی اللہ عنہما اور جناب سرور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیرے بھائی ہیں، جو
 کہ خدا تعالیٰ کی نکلی ہوئی تلوار ہیں،
 دشمنوں کے لشکروں کو شکست فاش دیا
 کرتے تھے، جو کہ امام عادل، قاضی
 و حاکم شرع اور نماز کا پورا حق ادا کرنے
 والے ہوئے جو کہ اپنی روح پر فتوح کو
 جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرتے
 تھے یعنی منظر العجائب و الغرائب امام
 عادل امیر المومنین ابی الحسین حضرت
 علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم
 اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے
 الشہیدین الامام الحسن و الحسین اور آپ
 کے عم بزرگ حضرت حمزہؓ اور عباسؓ
 اور کل مہاجرین و انصار پر، سب پر اللہ

تعالیٰ راضی ہو اور ان پر بھی جو کہ
 قیامت تک ان کی پیروی کرتے ہیں۔
 بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اے
 پروردگار! امام اور امت و حاکم و محکوم
 دونوں کو صلاحیت نصیب کر، ان کے
 دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال،
 انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایک
 دوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ،
 اے پروردگار! تو ہمارے مخفی رازوں
 سے واقف ہے تو ان کی اصلاح کر، تجھ کو
 ہمارے گناہوں کی خبر ہے تو انہیں معاف
 کر، تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے انہیں
 چھپا، تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے ان
 کو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں
 منع کیا ہے ان کے کرنے کا ہمیں موقع نہ
 دے اور توفیق دے کہ ہم تیرے احکام
 کے پابند رہیں، ہمیں اپنی اطاعت و
 عبادت کی عزت نصیب کر اور گناہوں کی
 رست میں نہ ڈال، اپنے سوا سے ہمیں
 اپنی طرف کھینچ لے اور اسے ہم سے
 دور کر دے جو تجھ سے ہمیں دور کرے۔
 ہمیں اپنے ذکر و فکر کرنے کا طریقہ سکھلا
 اور صبر و شکر کی توفیق عطا فرما اور طاعت

اور عبادت کرنے میں ہمیں خلوص اور یقین نصیب فرما۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، کسی کو کچھ طاقت و قوت نہیں مگر اس کی اعانت سے بے شک وہ عظمت والا اور بزرگی والا ہے۔ اے پروردگار! ایسا کرم کر کہ ہماری زندگی غفلت میں بسر نہ ہو، اے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے خطاء ہو جائے تو ہم سے درگزر کر اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جتنا کہ تو نے اگلی امتوں پر ڈالا، جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو اس کے لئے تو ہمیں مجبور نہ کر، ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ، تو ہی ہمارا مالک اور حقیقی مددگار ہے۔ تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد فرما۔ آمین یا اللہ العالمین۔

اعمال صالحہ

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچا تعلق قائم کر کے نیکو کاری اور پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے وہ رات دن ماسویٰ اللہ سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو ہرگز دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ

بناؤ، نہ اس کا کوئی ہم شکل اور مشابہ ٹھہراؤ، اس کو حلول اور اتحاد سے مبرا سمجھو، جس کسی کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی خرچ ہوتا ہے خدائے تعالیٰ ضرور ہی اسے نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

یاد رکھو کہ دل کی کدورت نہیں جاسکتی جب تک کہ نفس کی کدورت نہ جائے، تاوقتیکہ نفس اصحاب کف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی وقت تو یہ خطاب ملے گا **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** یعنی اے نفس مطمئنہ تو نہایت خوش و خرم ہو کر اپنے پروردگار کی طرف چلا جا، اسی وقت وہ حضرت القدس میں باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات اور نظر رحمت کی آماجگاہ بنے گا۔ اس کی عظمت اس کا جلال اس پر منکشف ہو گا اور مقام ارفع اور اعلیٰ سے اسے یہ سنائی دینے لگے گا۔ **يَا عَبْدِي وَكُلُّ عَبْدِي أَنْتَ لِي وَأَنَا لَكَ** یعنی اے میرے بندے اور تمام میرے بندو، تو میرے لئے ہے اور میں تیرے لئے، جب اس حال میں اسے مدت تک تقرب الہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصان خدا سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہونے کا اہل ہو جائے گا اور اب وہ خدا کا امین ہو گا اور اب اس لئے خدائے تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیجا ہے کہ مصیبت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لانا کالے پھر اگر مردہ دل پر اس کی گزر ہو جاتی ہے تو وہ زندہ کر دیتا ہے اور گنہگار پر نظر پڑتی ہے تو اسے نصیحت کرتے ہی بد بخت سے نیک بخت بنا دیتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ ابدال کے غلام ہیں اور ابدال انبیاء کے اور انبیاء حضور محمد ﷺ کے **صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ أَجْمَعِينَ**۔

اولیاء اللہ کی مثال بادشاہ کے فسانہ گو جیسی ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کا مصاحب بنا رہتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لئے رات تو ان کے حق میں تخت سلطنت ہوتی ہے اور ان کے لئے دن تقرب الہی کا سبب ہوتا ہے مگر راز کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں، **يَا بَنِي لَا**

تَقْصُصْ رُؤُوبَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ ۖ يَٰعِزُّ ۖ اے بیٹے تم اپنی خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔

علم نافع

پہلے علم پڑھو اور پھر گوشہ نشین بنو۔ جو شخص بغیر علم کے عبادت الہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے تمام کام بہ نسبت سنورنے کے بگڑتے زیادہ ہیں۔ اپنے ساتھ شریعت الہی کا چراغ لے لو پھر عبادت الہی میں مشغول ہو، جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علم (لدنی) جو اسے حاصل نہیں تھا سکھاتا ہے۔ تم اسباب سے اور تمام خلقت سے منقطع ہو جاؤ، اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے دل

کو مضبوط اور مستحکم کر دے گا اور اس کا میلان و رجحان عبادت اور پرہیزگاری کی طرف کر دے گا۔ ماسوائے اللہ سے جدا رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے نیک بنتی رکھو، چالیس روز اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس، تمہاری خواہش، تمہارے شیطان، تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ! میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سر سے اس کی ندا ہو گی کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ، مجھے پہچان لے اور میرے ماسوائے کو بھول جا، مجھ سے علاقہ رکھ اور سب سے تعلق توڑ دے، میرا طالب بنارہ اور باقی سب سے اعراض کر، میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر، پھر جب لقا تمام ہو جائے گی تو تمہیں جو کچھ حاصل ہو گا الہام ہو گا اور حجاب زائل ہو جائیں گے اور کدورت دور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا اور الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے۔ خطاب ہو گا کہ اے ولی! فرعون نفس اور خواہش و شیطان کو میرے پاس لاؤ میں انہیں ہدایت کروں گا اور ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاؤں گا۔

فنا و بقا

آپ نے فرمایا کہ تم حکم الہی کو مد نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس اور خواہش اور اس کے ارادہ کو مد نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو۔ اس وقت تم علم الہی کے لائق ہو سکو گے۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے۔ ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو اور خود اپنی ہستی اور نفس و خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھاؤ اور اپنے ذریعہ اور سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لئے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو بلکہ اپنے تمام امور اسی خالق حقیقی کو سونپ دو جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے۔ وہی اب بھی تصرف کرے گا اور اپنے ارادہ سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ مشیت الہی کے سامنے تمہارا ارادہ باقی نہ رہے بلکہ اسی کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے اور ذرا بھی منقبض نہ ہو اور باطن معمور اور تمام حاجتوں سے مستغنی رہے اور تم قدرت الہی میں ہو جاؤ جو کچھ بھی وہ تم پر تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تمہیں پکارے گی، علم لدنی تم کو حاصل ہو گا۔ نور جمال الہی کا لباس پہنو گے پھر جب ارادہ الہی کے سوا تمہارے اندر اور کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے مگر بظاہر اور در حقیقت وہ فعل الہی ہو گا اور وہ نشاۃ آخری ہے، پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ پاؤ تو خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضائے الہی وارد ہو۔ اس وقت تمہیں بقا حاصل ہو گی کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدا تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا ہے۔ جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائے گا۔ ”خدا تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور حقیقی زندگی نصیب کرے“ تب حقیقی زندگی حاصل ہو گی اور وہ غنا کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن کہ جس کے بعد خوف نہیں اور وہ نیک

بختی کہ جس کے بعد بد بختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بعد نہیں اور وہ عظمت اور بزرگی کہ جس کے بعد ذلت اور حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہو سکتی حاصل ہوگی۔

زہد و ورع

آپ نے فرمایا ”ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکاوٹ ہے۔ شریعت جس چیز کی اجازت دے اسے اختیار کرے اور باقی سب کو چھوڑ دے۔“ ورع کے تین درجے ہیں:-

اول: ورع عوام: یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے رکاوٹ ہے۔
دوم: ورع الخواص: یہ ہے کہ نفس اور خواہش کی تمام چیزوں سے رکاوٹ ہے۔
سوم: ورع الخاص الخواص: یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز سے جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے رکاوٹ ہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں:-

اول: ورع ظاہری: وہ یہ کہ بجز امر الہی حرکت نہ کرے۔
دوم: ورع باطنی: یہ کہ دل پر ماسوائے اللہ کے کسی کا گزر نہ ہو۔
پس جو شخص ورع کی باریکیوں کو مد نظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا اور ورع اللسان بہت مشکل ہے۔ (یعنی گفتگو میں) اور امارت اور ریاست کی حالت میں تو نہایت ہی مشکل ہے۔ زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے جیسا کہ قناعت رضا کی پہلی سیڑھی ہے۔ ورع کے قوانین کھانے، پینے، بیٹھنے میں بھی ہیں۔ متقی کا کھانا خلقت کے کھانے کے برعکس ہوتا ہے کہ نہ تو شریعت اس پر گرفت کر سکتی ہے نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے اور ولی کا کھانا وہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا بلکہ محض فضل الہی سے وہ کھانا اسے ملتا ہے۔ پس جس کے لئے پہلی صفت مستحق و متعلق نہیں ہو سکتی۔ وہ دوسرے درجے تک بھی نہیں پہنچ سکتا نیز حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح سے بھی معصیت الہی متصور نہ ہو سکے اور نہ اس کی وجہ سے

کسی وقت خدائے تبارک و تعالیٰ کو فراموش کرے اور لباس تین طرح پر ہے۔ لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، لباس اولیاء رحمہم اللہ، لباس ابدال رحمہم اللہ۔

لباس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام: حلال مطلق ہے خواہ روئی، سن، صوف وغیرہ کسی شے کا بھی ہو اور لباس اولیاء اللہ علیہم السلام یہ کہ شریعت نے جتنا حکم دیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جائے اس لئے کہ اس سے ان کی خواہشیں سرد ہو جائیں اور ان کا نفس مرجائے اور لباس ابدال رضی اللہ عنہم یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے پہنتے ہیں خواہ قیمتی ہو یا کم قیمت، خود انہیں نہ اعلیٰ کی خواہش نہ ادنیٰ سے نفرت۔

ورع کامل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ دس صفتیں نفس پر لازم نہ کر لی جائیں:

اول: زبان کو قابو میں رکھنا۔

دوم: غیبت سے بچے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا

سوم: کسی کو حقیر نہ جانے کسی کی ہنسی نہ اڑائے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ یعنی ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر نکلے۔

چہارم: محارم پر نظر نہ ڈالے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا ابْنِ أَبْصَارِهِمْ یعنی مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔

پنجم: راستی و راستبازی، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِذْ قُلْتُمْ فَأَعِدُّوا لِي عِثْرًا جب بات کو انصاف کی یعنی سچی۔

ششم: انعامات و احسانات الہی کا اعتراف کرتا رہے تاکہ نفس عجب اور غرور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ بَلْ كَلَّمَ اللَّهُ هٰذَا تَمِمْ پُر اِحسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی۔

ہفتم: اپنا مال و متاع راہ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس و خواہش میں، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا یعنی وہ لوگ

جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں یعنی وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں اڑاتے اور نہ نیک راہ میں خرچ کرنے سے رکتے ہیں۔

ہشتم: اپنے نفس کے لئے بہتری و بھلائی کا خواہاں نہ ہو اور کبر و غرور سے مکمل طور پر بچے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: **يَلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا** یعنی (جنت) ہی اصل گھر ہے۔ اس میں انہی لوگوں کو جگہ دیں گے جو کہ دنیا میں برتری نہیں چاہتے اور نہ کوئی فساد کا کام کرتے ہیں۔

نہم: نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: **حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ** یعنی نماز پنجگانہ اور خصوصاً نماز عصر کی حفاظت کرو اور نہایت عاجزی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا کرو۔

دہم: سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ** یعنی دین اسلام میری سیدھی راہ ہے اس کی تم پیروی کرتے رہو۔

الف ت و محبت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقہ یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے کہ اس کا نشہ کبھی نہیں اترتا، محبت محبوب سے خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی ہو، ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے۔ محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کبھی ہوش نہیں آتا وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پالے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے بغیر مولا انہیں کسی سے محبت نہیں ہوتی۔

عزیمت و ہمت

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ نفس کو جب دنیا سے اور روح کو تعلق عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادہ عقبیٰ کو ارادہ موٹی سے تبدیل اور مقام سر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے لئے سہی خالی کرنا ہے۔

ذوق و شوق

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ بہترین شوق وہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو اور لقا کے بعد ہول نہ ہو بلکہ ہمیشہ انس باقی رہے۔ بدون بقا کے کسی طرح سے تسلی اور تسکین ممکن نہ ہو۔ جس قدر کہ لقا حاصل ہو اس سے شوق بڑھتا رہے۔ شوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب موافقت روح یا متابعت ہمت یا حظ نفس سے خالی ہو۔ اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔



کن چیزوں کا مسلمان میں ہونا لازمی ہے

ارشاد حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز

کہ ہر ایک مسلمان کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

اول: احکام کی پابندی اور تعمیل کرنا۔

دوئم: ان چیزوں سے جن کے لئے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے اجتناب کرنا۔

سوئم: قضا و قدر پہ راضی رہنا اور کبھی تقدیر کا شکی نہ ہونا۔ ان تینوں خصوصیتوں سے کبھی خالی نہ رہنا اسلام کا پہلا درجہ ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان کا پابند رہے اور ہمیشہ اپنے دل میں ان کا خیال رکھے اور ان پر کاربند رہے۔

اعمال صالح کی تلقین

سنت کی پیروی کرنا اور بدعت سے بچنا اور رسول ﷺ کا حکم ماننا خدا کو واحد مطلق سمجھنا، اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور اسکی ذات ستودہ صفات کو منزہ جاننا، اس پر کوئی تہمت نہ لگانا، بغیر کسی شک و شبہ کے دین اسلام کو سچا ماننا، مصیبت کے وقت صبر کرنا اور ہر حالت میں ثابت قدم رہنا، اللہ سے اس کا فضل و کرم طلب کرنا، ناکامی پر مایوس نہ ہونا اور اس کی ذات سے ہر وقت امید رکھنا، باہم بھائیوں کی طرح میل جول رکھنا، دشمنی و کینہ سے احتراز کرنا، ہم جماعت ہو کر عبادت الہی بجالانا اور خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنا، گناہوں سے بچنا اور بندگی الہی سے زینت حاصل کرنا، ہر وقت اسی کی جانب متوجہ رہنا اور اس سے کبھی روگردانی نہ کرنا، توبہ میں عجلت کرنا، شب و روز میں اس کی یاد سے غافل نہ رہنا اور عذر سے سستی نہ کرنا، ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور ہر شخص کو ایسا کرنا چاہئے اس امید پر کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ جو رحم الراحمین ہے ہم پر رحم فرمائے اور نیک بختی عطا فرمائے۔ وہ اس دوزخ سے امان دے

اور نعمت ہائے بہشت عطا فرمائے، جہاں کنواری بیویوں کی صحبت، اچھے اچھے گھوڑوں کی سواری، مفرح خوشبو اور حسینہ و جمیلہ حوروں کی خوش آئند آوازیں خوشحال کریں گی اور پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک مردوں کے ساتھ مرتبہ اعلیٰ بخشے گا۔

دنیا داروں کے متعلق

جب تم دنیا داروں کو دیکھو کہ ان کے ہاتھ میں جھوٹے سامانوں اور فکر و فریبوں اور ملک زہروں کے ساتھ مال دنیا جمع ہے جس کا ظاہر نرم اور باطن خشک ہے اور ان لوگوں کو جن کے ہاتھ میں فی الحال مال ہے اور جو مغرور اور سپہ فکر ہیں دنیا بہت جلد ہلاک کر ڈالے گی اور اپنی بد عمدی کی وجہ سے ان کو مبتلائے مصائب کر دے گی تو اس کو اس طرح سمجھو جس طرح کوئی شخص پاخانہ پر برہنہ بیٹھا ہے اور جیسا کہ اس کو برہنہ دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کر لو گے اور نجاست کی بدبو سے بچنے کے لئے ناک بند کر لو گے۔ اسی طرح یہاں بھی دنیا کو دنیا دار کے ہاتھوں میں دیکھ کر ناک آنکھ بند کر لو تاکہ اس کی فریب دہ زینت نہ دیکھ سکو اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی مغز شکن بدبو نہ سونگھ سکو۔ اس طرح ان کی آفات سے نجات ملے گی اور وہ خوشگوار حصہ بھی تمہارے نصیب کا ہے تم کو مل جائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ پیغمبر ﷺ کو فرماتا ہے۔ وَلَا تَمَدَنَّ عَيْنُكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا سَبَّحَهُمُ زُحْرَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ اور نہ دیکھو تم اسکو جو ہم نے چند کافروں کے فائدے کے لئے عطا کی ہے یعنی زندگانی کی آرائش تاکہ ہم اس سے ان کی آزمائش کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے (یعنی ہدایت نبوت) وہ بہتر اور پائیدار ہے۔

ترک نفس اور توبہ

اے لوگو! اپنے نفس سے ملیجھد ہو جاؤ اور اپنے وجود کی بادشاہی کو چھوڑ دو۔ ہر امر کو سپرد خدا کر کے اس کی جانب سے اپنے دل کے دربان ہو جاؤ یعنی جس کو وہ اندر جانے کا حکم دے اس کو تو آنے دو اور جس کو منع کرے اس کو روک دو۔ اس طرح وہ

ہوا و ہوس بھی جو ایک مرتبہ نکل گئی ہے پھر نہ آئے گی کیونکہ جس طرح وہ مخالفت کرنے سے نکل جاتی ہے اسی طرح موافقت اور ترک مخالفت سے پھر آ جاتی ہے لہذا ما سوائے ارادہ الہی کے کوئی ارادہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ ہر حالت میں ہونا تو وہی ہے جو ارادہ الہی اور حکم خدا ہے۔ پھر سوائے اس کے دوسری خواہش کرنی حماقت نہیں تو اور کیا ہے جس کی وجہ سے فضول مبتلائے بلا ہو اور اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گرجاؤ۔ پس بہتر یہی ہے کہ حکم الہی بجالاؤ، امر و نہی کی پابندی کرو اور تمام امور کو اسی کے سپرد کر دو۔ فانی مخلوق سے کسی چیز کو نسبت کر کے اس کا شریک نہ بناؤ یعنی بشر کا ارادہ ہو یا خواہش سب فانی ہیں۔ پس ان کو ترک کر دینا چاہئے تاکہ مشرک نہ بن جاؤ۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا
یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں ”جو امیدوار دیدار پروردگار ہو اس کو چاہئے کہ نیک عمل بجالائے اور کسی غیر کو عبادت الہی میں شریک نہ کرے۔“ کچھ یہ ہی نہیں کہ نیت ہی کرنے سے شرک ہوتا ہے بلکہ خواہش ہائے نفسانی کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دنیا یا آخرت کی چیز کو پسند کرنا بھی شرک ہے کیونکہ اس کی ذات خاص کے علاوہ ہر ایک شے اس سے غیر ہے اور جب اس سے غیر کی جانب مائل ہو گا تو یہ شرک ہے لہذا پرہیز کرنا اور ماسوائے سے بچنا چاہئے نیز ہمیشہ اس سے ڈرنا اور اس کی جستجو کرنا چاہئے تاکہ کسی غیر سے لگاؤ نہ ہو جائے اور اپنے نفس کے حال یا قال کے متعلق اگر ذکر تو نے لوگوں سے کر دیا ہے تو بدل نہ کر۔ اگر کوئی حال بھی عطا ہوا ہو یا اور کوئی وجہ بھی ہے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی تغیر و تبدل ہے کہ اس درجہ سے جس کو تو نے لوگوں سے کہا ہے ناحق شرمندگی ہوگی لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی میں ضبط کرے اور دوسروں کو بالکل اطلاع نہ دے (یعنی خبر تک نہ ہونے دے) اور اگر اس درجہ سے حالات بدلے نہیں اور ان کو ثبات و بقا حاصل ہو جائے تو اس کو بخشش الہی سمجھنا چاہئے اور شکر بجالا کر سوال طلب زیادتی درجات کرنا چاہئے اور اگر وہ مقام بدل بھی جائے گا تو بھی اس سے علم و معرفت و ہوشیاری کے نور میں بہت کچھ اضافہ ہو

جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا كُنْشَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا یعنی جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیت یا اس کی مانند لاتے ہیں۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کو علیٰ کُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی ہر چیز پر قادر نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ سمجھو وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ وہ زائل شدہ چیزوں سے بہتر عطا کر دے۔ ناامیدی برارباب طریقت کفر است گردے بستہ شد اے دل دیگرے بکشائید۔

اس کو عاجز نہ سمجھو نہ اس کی غلطی خیال کرو۔ اس کے وعدے میں شک نہ لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ دیکھو آیتیں نازل ہوئیں جو مصحفوں میں لکھی گئیں، مسجدوں میں پڑھی گئیں، مدتوں ان پر عمل ہوتا رہا مگر وہ منسوخ ہو گئیں اور ان کی بجائے دوسری نازل ہوئیں یہ کچھ تو ظاہر شرع میں ہوا اور باطن و علم باطن اور اس حال میں جو مابین خدا اور رسول ﷺ کے تھا اس کے متعلق محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ہلکے ابر کی طرح پردہ کیا جاتا ہے۔ پس میں توبہ استغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر مرتبہ (اس مقام میں سو مرتبہ کی بھی روایت ہے) آپ ایک سے دوسری جانب بدلائے جاتے اور میدان ہائے غیب میں سیر کرائے جاتے اور ہمیشہ لباس نور بدلتے رہتے جس کی وجہ سے حالت موجودہ کے سامنے گذشتہ حالت یعنی دوسری کیفیت کے سامنے پہلی کیفیت ظلمت معلوم ہوتی تھی جس کے لئے توبہ کی تلقین کرائی جاتی تھی کیونکہ بندہ کے لئے توبہ استغفار بہترین چیزوں سے ہے خواہ اس نے گناہ کیا ہو یا نہیں کیونکہ توبہ میں صرف اقرار گناہ ہوتا ہے اور بندہ کو یہ دو صفتیں حضرت آدم علیہ السلام سے بطور روایت ملی ہیں یعنی جب آپ کی صفا حالت پر عہد و پیمان کی فراموشی کی تاریکی طاری ہو گئی اور بہشت کا مدامی قیام اور ہمسائیگی الہی (جو رحمن اور رحیم اور قابل تعظیم ہے) کے ہوتے ہوئے فرشتوں کی خصلت کی خواہش ہوئی (تو اسی جگہ سے ہوائے نفس کا ظہور ہوا) چونکہ اس حالت میں اپنے ارادہ کے ساتھ شرکت تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ کو توڑ دیا جس سے وہ ولایت جاتی رہی اور

وہ مرتبہ گھٹ گیا۔ انوار میں بکھڑ پیدا ہو گیا، آخر کار وہ محبت اللہ متنبہ کئے گئے۔ اس وقت انہوں نے اپنی غلطی اور گناہ کا اعتراف کیا اور رو کر عرض کیا خدا ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے گا تو ہم سخت خسارے میں رہیں گے۔ آخر کار ان پر انوار ہدایت نازل ہو گئے اور مصلحتیں اور علوم معرفیں جو پوشیدہ تھیں توبہ استغفار سے ظاہر ہو گئیں۔ اس وقت پہلا وہ ارادہ دوسرے ارادہ سے اور وہ پہلی حالت دوسری حالت سے بدل گئی اوزان کو ولایت ملی اور دنیا و آخرت کا آرام نصیب ہوا۔ چند روزہ آسائش کے لئے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے دنیا منزل گاہ قرار پائی اور آخرت بازگشت و عشرت سرائے جاوید مقرر ہوئی۔ حاصل کلام ہر شخص کو رسول مقبول ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام کی جو تمام انبیاء علیہم السلام کے جدا جدا ہیں پیروی کرنا لازم ہے یعنی ہر حال میں توبہ و استغفار اور خواری و محتاجی کا اقرار کرنا چاہئے۔

تقدیر و مقدر

حصول نعمت و رد مصیبت کی کوشش کرنی محض فضول ہے کیونکہ اگر نعمت قسمت میں ہے تو وہ ضرور تجھ تک پہنچ جائے گی اور اگر مصیبت لکھی ہے تو وہ کسی طرح دفع نہ ہوگی خواہ تو اس سے کیسی ہی کراہت کیوں نہ کرتا ہو اور کیسی ہی دعا اور التجانہ کرے (راضی برضار ہے) لہذا بہتری یہی ہے کہ ایسی حالت میں صبر و تسلیم اختیار کرنا کہ تیرا ہر کام اللہ ہی کرے۔ پھر اگر نعمت حاصل ہو تو شکریہ بجالا اور اگر سختی پڑے تو صبر و رضا کو ہاتھ سے جانے نہ دے بلکہ اس کو نعمت سمجھ یا بالکل نیست و نابود جان اور یہ سمجھ کہ اس حالت پر اب بدلا گیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ کی منزلوں میں پھرایا جاتا ہے تاکہ رفتہ رفتہ منزل اعلیٰ تک جہاں انبیاء اور ملائکہ ہیں پہنچ جائے۔ پس اس وقت تو شہداء اور صدیقوں کے برابر کھڑا ہو گا۔ اس بلند تر مقام پر جہاں سے خدا بہت نزدیک ہے تاکہ ان کا جو تجھ سے پہلے گئے ہیں اور وہ مقربین بارگاہ الہی سے ہیں اور جنہوں نے بڑے بڑے مراتب اور نعمت و خوشیاں پائی ہیں مرتبہ دیکھنے میں آئے اور بلا

کے آنے میں مزاحمت نہ کرے اور اس سے گھبرانہ جائے کیونکہ اس کی حدت و شدت آتش دوزخ سے زیادہ شعلہ افکن نہیں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوزخ مرد مومن سے کہے گی کہ اے شخص تو یہاں سے آگے بڑھ جا، تیرے نور نے میری حدت ہی کم کر دی، نور جو دوزخ کے شعلہ کو فرو کرے گا۔ یہی ہے جو دنیا میں انسان کے ساتھ ہے اور جس سے مطیع و گنہگار میں فرق کیا جاتا ہے۔ پس یہ نور ہر طرح کی سختی کو دور کر دے گا اور صبر و موافقت حکم الہی کی سردی تیز سے تیز گرمی کو فرو کرے گی جو نازل ہوئی یا ہونے والی ہو لہذا جاننا چاہئے کہ بلا ہلاکت کرنے کو نہیں آتی بلکہ اس کا مقصد صرف امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ ایمان کی خوشی کی جانب خوشخبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَنَّكُمْ** **أَخْبَارَكُمْ** یعنی ہم تم کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ جماد اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں اور ہم تمہارے صبروں کی آزمائش کرتے ہیں۔ تمہارا ایمان حق پر ثابت ہو جائے گا لہذا تم بہ توفیق الہی کامل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فعل میں اس کی موافقت کرو اور قضا و قدر پر صبر کرو۔ حکم الہی سے انحراف نہ کرو۔ اپنے ارادہ کو اپنے یا کسی دوسرے کے کاموں میں مطلق دخل نہ دو اور کوئی نئی بات جو امر و نہی سے ہو نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بغور سنو اور بسرعت ان کو بجا لاؤ، ان کو صرف تقدیر کے حوالے نہ کرو بلکہ قوی ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں ہلاؤ اور اپنی کوشش بھی ادائیگی امر الہی میں صرف کرو اور اس کی پناہ پکڑ لو اور عذر بیان کر کے اپنے اس عجز اور رکاوٹ کا سبب معلوم کرو اور اس کی پناہ پکڑو۔

رجوع ماسوار اللہ واقع ہو جانے سے ہوا ہو یا تیری کسی غلطی کی وجہ سے اپنے آپ پر بھروسہ کرنے یا اپنے عمل پر فخر و غرور یا تکبر کرنے یا اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے جیسا یا مخلوق سا سمجھنے سے ہوا ہو اور اس نے اپنا دروازہ بند کر کے تجھ کو اپنی بندگی کی نعمت سے محروم کر دیا ہو اور امداد و توفیق قطع کر کے تیری جانب سے منہ پھیر لیا ہو اور تجھ کو دشمن جان کر تجھ پر غصہ فرمایا ہو اس لئے تجھ کو بلائے بشری یعنی دنیا کے ارادہ اور

آرزو کے ساتھ مشغول کر دیا۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اس کی نظروں سے بالکل گرا دیتی ہیں پس مقام خوف ہے کہ کوئی غیر شے اس کی یاد سے جس نے پیدا کیا ہے اور اب پرورش کر رہا ہے اور مال و دولت اور عیش و عشرت عطا فرماتا ہے غافل کر دے۔ اللہ کے سوا تمام چیزیں غیر ہیں لہذا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی غیر چیز کو بالکل پسند نہ کیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بشر کو صرف اپنے ہی لئے پیدا کیا ہے۔ اب اس سے پھر کر کسی دوسرے کی طرف مائل ہو گا تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی سزا میں آگ میں جھونک دیا جائے گا جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہے۔ اس وقت کی پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے سکے گی، نہ وہاں عذر سنا جائے گا، نہ فریاد و زاری پر توجہ ہوگی تو رضامندی مانگے گا مگر نہ مل سکے گی، تو تلافی مافات کی غرض سے دنیا میں واپس آنا چاہے گا مگر یہ نہ ہو سکے گا۔ پس اے شخص تجھ میں کچھ عقل بھی ہے تو اپنے نفس پر رحم کھا اور ان ہتھیاروں کو جو تجھ کو منجانب اللہ ملے ہیں اس کی بندگی میں استعمال کر، یعنی عقل، علم، ایمان اور معرفت وغیرہ کی روشنی سے تقدیروں کی تاریکی میں کام لے اور صراطِ امر و نہی کو اختیار کر اور سوائے امر و نہی کے ہر امر کو پروردگار کی جانب حوالہ کر جس نے تجھ کو عالمِ عدم سے وجود میں لا کر رکھا اور اس سے کسی حالت میں کفر نہ کر جس نے تجھ کو بنایا پالا، تیری بنیاد مٹی ہے اور اس کے بعد مٹی کا ایک قطرہ مگر دیکھ کہ اسی سے اس قدر درست اندام انسان بنایا گیا ہے۔ اس احسان کو مان اور اس کے احکام میں اپنے ارادہ کو مطلق دخل نہ دے سوائے امورِ نہی کے اور کسی امر کو برا نہ مان اور کراہت نہ کر اور دنیا و آخرت میں امرِ حق کے ساتھ قناعت کر اور امرِ نہی سے دونوں جگہ محترز رہ، کیونکہ سب کچھ اس کے تابع ہے۔ جب تو ایسا کرے گا اور اس کے حکم کی متابعت میں امر و نہی بجالائے گا تو تمام جہان تیرا حکم بجا لائے گا اور کل سختیاں تجھ سے دور ہو جائیں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے بنی آدم! میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اگر میں ایک لفظ ”کن“ کہتا ہوں تو ہر ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ پس تو میرا کسنا مان، تجھ کو بھی ایسا ہی کر دوں

گا۔ تو جس چیز کو کہے گا ہو جا، وہ ہو جائے گی اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ اے دنیا! میرے خدمت گزار کی تو خدمت گزار بن مگر اپنے خدمت گزار کی تو سردار بن اور اس کو بتلائے آلام رکھ، پس اپنے آپ کو یوں سمجھ لے کہ اللہ جس سے روکے رک جا اور اسی کی رضا میں گم ہو جا کہ تو اسی مکان کے تاریک صحن میں بیٹھا ہے جس کی بنیادیں منہدم ہو چکی ہیں اور چھت گر چکی ہے اور ایک بے حس بے نشان اور بہرے واندھے شخص کی مانند بن جا۔ تیرے ہونٹ زخمی و پراگندہ سے بن جائیں اور زبان بالکل گنگ ہو جائے، دانت ایسے معلوم ہوں کہ گویا ان میں زخم پڑے ہوئے ہیں اور بہت کچھ درد ہے غرضیکہ بالکل نامرد سا بن جا اور ہر حالت میں شکم سیر سادیوانہ سا معلوم ہو اور تیرا جسم مردہ کی مانند ہو کہ گویا قبر کی جانب اٹھایا جا رہا ہے پس سنتے ہی فوراً قبول کر لینا تو امر میں ہوتا ہے اور تساہل کرنا نہی میں اور بالکل فانی ہو جانا تقدیر میں۔ اے عزیز! اس شربت کو پی اور اس دوا سے علاج کر اور اس غذا کو کھاتا کہ تجھ کو ہضم بھی ہو جائے اور امراض گناہ اور بیماری ہائے خواہش نفسانی وغیرہ سے تندرستی حاصل ہو۔

ترک اسباب ظاہری

تجھ کو فضل الہی اور نعمت بے واسطہ ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو ذریعہ اور سبیلوں پیشوں اور کاریگروں پر بھروسہ رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حرص حجاب ہے مگر کسب کر کے کھانا بھی سنت ہے۔ پس جب تک تو خلق کی عطا اور فضل کا امیدوار رہے گا اس وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا ہو گا اور تجھ کو سنت کے موافق سزا دے گا بلکہ تو خلق سے عطا و بخشش کا امیدوار بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کرے اور کسب کر کے کھائے مگر تیرا بھروسہ صرف کسب پر ہی ہو اور فضل و کرم کو بالکل بھلا دے تو بھی مشرک ہی رہے گا مگر یہ شرک خفی ہو گا۔ اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ تجھ کو بے واسطہ نعمت پہنچانے سے محروم کر دے گا۔ ہاں اگر تو توبہ کر لے اور اس شرک کو ترک دے اور کسب و سبب و ذریعہ کا بھروسہ چھوڑ دے تو صرف اللہ ہی کو رازق مطلق اور مسبب الاسباب اور تمام مشکلوں کا آسان کرنے والا کسب پر

طاقت اور نیکیوں کی توفیق عطا فرمانے والا سمجھ لے اور یہ کہہ کر اسی کے ہاتھ میں انسان کی روزی ہے اور وہی ہر ایک کو پہنچاتا ہے خواہ ریاضت کی حالت میں بغرض امتحان خلق سے سوال و دعا کروا کے دے اور خواہ کسب کے ذریعہ سے یا محض اپنے فضل و کرم سے کہ نہ اس میں کسب ہو نہ کوئی ذریعہ اور وسیلہ۔ الحاصل جب تو اس کے حضور میں سر تسلیم خم کر دے تو وہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھالے گا اور تجھ کو ہمیشہ وسیلہ کے بغیر ہی حسب ضرورت نعمتیں عطا فرماتا رہے گا جس طرح کہ ایک دانا اور مہربان حکیم مریض کے لئے کرتا ہے اور وہ تجھ کو ہر طرح راضی و خوشنود رکھے گا تاکہ دوسرے امور سے تیری رغبت ہٹ جائے۔ اس طرح تیرے دل سے تمام خواہشیں اور لذتیں دور ہو جائیں گی اور سوائے اس ارادہ کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ جب وہ تیری قسمت کی روزی پہنچاتا رہے گا جس کا دنیا میں اور کوئی مستحق نہیں ہے تو تیرے دل میں اس کی خواہش پیدا کر دے گا اور اس کو تیری جانب بھیج دے گا جو خاص ضرورت کے وقت تجھ کو مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ تجھ کو توفیق عطا فرما دے گا کہ تو اس کا شکریہ ادا کرے اور سمجھ عطا کرے گا تو اس شے کو اسی کی جانب سے سمجھے اور اسی کو عطا کرنے والا سمجھے پس تو اس وقت اس کا شکریہ ادا کرے گا اور پوری طرح اہل علم و معرفت میں سے ہو جائے گا اور اس صفت و علم و معرفت سے تجھ کو تمام مخلوق سے ایک خاص قسم کا امتیاز اور علیحدگی ہو جائے گی اور تیرا دل ماسوا سے بالکل خالی ہو جائے گا۔ جب یہ بات ہوگی اور تیرا علم و یقین قوی تیرا منہ کشادہ اور تیرا دل نورانی ہو جائے گا اور تو اپنے مالک سے زیادہ قریب ہو جائے گا۔ تیری لیاقت اس کے اسرار کی حفاظت کے لئے اور تیری امانت اس کے پاس ہوگی تب تجھ کو قبل از وقت معلوم ہو جایا کرے گا کہ تیری روزی تیرے پاس کب آئے گی۔ یہ بغرض تیری بزرگی و عزت افزائی اور از روئے فضل و کرم الہی ہو گا جیسا کہ ارشاد الہی ہے **وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ اَيۡمَةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمْرِ نَاۡلِیَا صَبَرُوۡا وَاَوۡكَانُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤیُوقِنُوۡنَ** یعنی اور ہم نے ان میں (یعنی بنی اسرائیل میں سے) بنائے پیشوا جو ہدایت کرتے تھے جب کہ صبر کرنے اور ہماری آیتوں پر یقین کرنے میں

کچے ہو گئے اور ارشاد ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جنہوں نے ہمارے راستہ میں جدوجہد کی ہم ان کو اپنے راستے بتا دیں گے اور ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللَّهَ وَبُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ تم کو علم دے گا۔ غرضیکہ اس کے بعد درجہ تکوین عطا ہو گا اور تو اپنے ہی حکم اور اذن صریح سے پیدا کر سکے گا جس پر کوئی اعتبار نہیں اور روشن دلائل کے ساتھ اور بہت عمدہ کلام کے ساتھ جو لذیذ ترین اشیاء سے ہے اور سچے و بغیر شک و شبہ کے الہام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں اور نہیں میرے سوائے کوئی دوسرا معبود۔ میں جس کو کہتا ہوں ہو جاوہ ہو جاتی ہے، تو میری فرمانبرداری کر، میں تجھے بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو بھی جس چیز کو کہے گا ہو جاوہ ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے کئی نبیوں اور ولیوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

رضا کے متعلق

گر کوئی تکلیف بھی تجھ پر آپڑے تو لوگوں سے اس کی شکایت نہ کرنی چاہئے خواہ دوست ہوں یا دشمن اور پروردگار پر اس کے فعل کے لئے تہمت نہ لگا بلکہ ہر آن شکریہ ادا کر، کیونکہ کہ جھوٹ موٹ بغیر نعمت کے شکریہ ادا کرنا اس سے بہتر ہے کہ تو سچا بن کر اس کی شکایت کرے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا فرد و بشر ہے جو اس کی نعمتوں سے خالی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا یعنی ”اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو ہرگز نہ گن سکو گے“ پس اس قسم کی نعمتیں جن کو تو جانتا بھی ہے تیرے پاس ان گنت ہیں۔ بہتر یہی ہے تو کسی سے جو مخلوق ہو الفت نہ کر اور نہ کسی کو اپنی حالت کی نبردے۔ پس اللہ سے تو محبت کر اور اسی کو اپنا آرام بنا اور اگر شکوہ کرے تو اسی سے کر

پیش کہ بر آورم ز دست فریاد

ہم پیش از دست تو می خواہم داد

اور کسی اور کو مت دیکھ کیوں کہ کسی کے اختیار میں نہ تو فائدہ ہے نہ

نقصان، نہ نیکی ہے نہ بدی، نہ عزت ہے نہ خواری، نہ بلندی ہے نہ تو نگری، نہ محتاجی ہے نہ آرام اور نہ حرکت ہے، تمام چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی کے وہ اختیار میں ہے۔ ہر چیز مدت مقررہ تک جاری رہتی ہے اور ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے جس کو اس نے پیچھے کیا ہے اس کو کوئی آگے نہیں کر سکتا اور جس کو اس نے آگے کیا ہے اس کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ پر نقصان پہنچا دے تو سوائے اس کے اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ اگر وہ تیرے ساتھ نیکی کرنا چاہے تو اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا، اگر تو باوجود نعمت اور عاقبت موجود ہونے کے زیادہ طلبی کی خواہش سے اس کا شکوہ کرے گا تو وہ تجھ کو اپنے غضب میں پھنسا دے گا اور نعمت و عاقبت کو تجھ سے دور کر لے گا۔ اس وقت تیرا شکوہ سچا ہو جائے گا اور تجھ کو دگنی سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے

ناراض ہو کر دشمن سمجھے گا اور تجھ کو اپنی نظروں سے گرا دے گا۔ پس تجھ کو خوف کھانا چاہئے، اگر چاقو قینچی سے تیرا گوشت کاٹا جائے تو اس سے بچنا لازم ہے یا نہیں؟ پس شکایت سے بھی اپنے تئیں بچا، اللہ سے جلدی جلدی بھاگ کر پرہیز کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے انسان پر قسم قسم کی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ بھلا اس ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین کی شکایت زیبا ہے جو اپنے بندوں پر مدام رحمت کرتا اور ظلم سے بچاتا ہے۔ جس طرح حکیم یا طبیب یا پیارے عزیز بلکہ مہربان والدین کرتے ہیں۔ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم فرماتا ہے جس طرح ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے۔ پس ہر وقت اس کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ کسی مصیبت کے وقت صبر کرنا عاجزی کے وقت زبان کو شکایت سے روکنا یا اگر موافق رضا کے وہ عاجزی ہو تو صبر کرنا، اگر ہنوز وجود باقی ہے تو رضا کو اختیار کرنا، اگر مفقود ہو گیا ہے تو فانی ہو جانا چاہئے، آہ! اے مقام فنا تو کس جگہ ہے اور تجھ کو کہاں ڈھونڈیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے کہ تم پر کافروں سے لڑنا فرض کیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے اور شاید کہ تم کسی چیز کو ناپسند جانو گے مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہوگی اور کبھی کسی چیز کو بہتر خیال کرو گے مگر وہ تمہارے لئے بری ہوگی اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں

جانتے کیونکہ حقائق اشیاء کا علم بنی آدم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے لہذا اپنی پسند اور ناپسندی سے بے ادبی نہ کرنا چاہئے بلکہ ہر شے میں شریعت کی پیروی کرنا لازمی ہے جبکہ حالت تقویٰ میں جو کہ قدم اول ہے ہونے اور جو ولایت انتقالی آتش ہوا کی حالت میں ہو جو دوسرا قدم ہے تو امر کی پیروی کر اور اس سے آگے قدم نہ بڑھا اور ابدالیت اور غوثیت اور صدیقیت کی حالت میں جو کہ تیرا آخری درجہ ہے فعل الہی پر راضی ہو کر اس سے موافقت کر اور بالکل درست ہو جا اور قدر کے راستہ سے ملیجہ ہو جا۔ اپنے نفس و ہوا کو رد کر دے اور اپنی زبان کو شکایت سے روک، پس جب تو یہ کام کرے گا اور نیکی سرزد ہوگی تو اللہ تعالیٰ تجھ کو خوش زندگی عطا فرمائے گا اور اگر برائی ہوگی تو تجھ کو اسی طاعت میں محفوظ رکھے گا اور تجھ سے ملامت کو دور کرے گا اور تجھ کو اس میں ایسا گم کر دے گا کہ وہ مصیبت و ملامت تجھ سے آکر گزر جائے گی جس طرح رات کی اندھیری گزر جاتی ہے اور دن نکل آتا ہے یا ایک موسم کے بعد دوسرا موسم جلوہ گری کرتا ہے۔ یہ نمونے ہیں لہذا ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ انسان گناہوں، بدکاریوں، جرم اور طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں سے بھرا ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی حضوری وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو گناہوں کی نجاست سے پاک ہوں اور اس کی چو کھٹ کو وہی چوم سکتا ہے جو میل ہائے دعویٰ سے صاف ہو۔ جس طرح بادشاہوں کی مجلس میں وہی شریک ہو سکتے ہیں جو نجاستوں اور ہر قسم کی بدبوؤں سے پاک صاف ہوں۔ پس گناہوں کا کفارہ اور دل کو صاف کرنے والی بلائیں ہیں جیسا کہ آنحضور رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار ایک برس کا کفارہ ہے۔

نفس کی حقیقت

نفس کے لئے صرف دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت بلا اور دوسری حالت عافیت، اگر وہ بلا کی حالت میں ہے تو اس کی شناخت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جزع فزع میں رہے گا اور شکوہ کرے گا اور قضا سے ناراض رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے گا، تممت لگائے گا، صبر و رضا کی بجائے بے ادبی کرے گا اور مخلوق کو وسیلہ اور شریک الہی بنا کر کفر

کرے گا اور اگر عافیت کی حالت میں ہے تو مطلب یہ ہے کہ دنیوی اعتبار سے خوش و خرم ہے تو وہ شہوت و لذت پرست ہو گا۔ اس کی خواہشوں کا لامتناہی سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا غرضیکہ کھانے، پینے، نکاح وغیرہ کرنے کے واسطے خواہ اس کے پاس سب ہی کچھ ہو مگر وہ دوسروں کے حصہ کا بھی آرزو مند رہتا ہے اور اپنے سے حقیر خیال کرتا ہے اور ان میں عیب و نقص نکالتا ہے اور اپنے مقوم سے پر ہو کر شے موجودہ سے اعلیٰ بھی طلب کرتا ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے یا اس کی قسمت میں ہے وہ اس سے راضی نہیں ہوتا۔ آخر نختیوں کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسی جگہ جہاں ہلاکت ہے گر پڑتا ہے اور جہاں کہ مشقت کی کوئی انتہا نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں، کسی نے خوب کہا ہے ان من اشد العقوبات طلب لا بقسم یعنی کہ عقوبات میں سے زیادہ تر اس چیز کا طلب کرنا ہے جو مقوم میں نہ ہو۔ پس جب مبتلا ہو جاتا ہے تو سب کچھ آرزوئیں اور خواہشیں بھول جاتی ہیں اور بس یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح مصائب دور ہوں حتیٰ کہ مصیبتیں جاتی رہتی ہیں مگر وہ مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی پھر خوشی، تکبر اور غفلت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے اور اپنی پہلی مصیبت کو بالکل فراموش کر دیتا ہے لیکن رب کی نافرمانی کی سزا بھی اس کو ایسی ملتی ہے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی سب نعمتوں سے محروم کر کے مصائب اور بلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت اس صورت میں ہے۔ پس اگر وہ اس وقت جبکہ اس کی بلائیں اور مصائب دور کئے گئے تھے، اطاعت اور شکر یہ کے ساتھ رہتا تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہوتا اور وہ افزائش نعمت و عافیت اور رضامندی الہی و توفیق و لطف کبریائی کو حاصل کر لیتا۔ پس جس کو سلامتی دنیا و آخرت مطلوب ہے اس کو صابر اور راضی ہونا چاہئے۔ کبھی خلقت سے کسی امر کی شکایت نہ کرے اور اللہ ہی سے اپنی حاجت براری کے لئے دعا اور التجا کرے اسی کی جانب سے کشائش کا منتظر رہے اور تمام علائق توڑ کر اسی کا ہو رہے کیونکہ وہ سب سے بہتر ہے وہ اپنی عطا سے محروم کرتا ہے اور اپنی عنایت سے عذاب کرتا ہے۔ اس کی سختی میں گویا دوا ہے اس کا وعدہ نقد ہے اس کا ادھار روک ہے۔ اس کا قول فعل ہے۔ اس کا

حکم یہ ہے کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کر کے کہتا ہے ”ہو! پس وہ ہو جاتی ہے۔ اس کے تمام کام نیکی، حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں مگر اس نے اپنی مصلحتوں کا علم اپنے ہی تک محدود رکھا ہے۔ پس بندہ کو مناسب اور اس کی حالت کے موافق یہ ہے کہ وہ رضا و تسلیم کرے اور ربوبیت سے جو تقدیروں کے جاری ہونے کی جگہ ہے مشغول نہ ہو اور چین و چنناں سے اور اللہ تعالیٰ کو تہمت دینے سے زبان کو بند کر لے۔ یہ مذکورہ جملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جانب پھرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جس کو علماء نے روایت کیا ہے اور جس کا ترجمہ تمام و کمال درج ذیل کیا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا تو فرمانے لگے ”صاحبزادے! اللہ کی حفاظت کرو وہ

تمہاری حفاظت کرے گا تو اسے اپنے آگے پاؤ گے۔ اگر سوال کرنا ہو تو اللہ کی مدد کرو اور اگر مدد چاہو تو اسی سے طلب کرو اور اگر تمام دنیا کو مل کر چاہے کہ اس چیز کو جو اللہ نے تیری قسمت میں نہیں لکھی تجھ کو دیں تو یہ ناممکن ہے وہ ہرگز اس پر قدرت نہیں پا سکتے یا اگر وہ کسی ایسی چیز سے تجھ کو نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری قسمت میں نہیں ہے تو یہ بھی ان کے امکان سے باہر ہو گا۔ پس اگر یقین اور راستی سے بوجہ اللہ عمل کر سکتا ہے تو کرو نہ صبر ہی اختیار کر لے کیونکہ طبیعت کی ناپسند شے میں صبر کرنا ہی بہت اچھا ہے۔ واضح رہے کہ صبر کے ساتھ مدد اور سختی کے ساتھ کشائش و آسانی وابستہ ہے۔ پھر ہر مومن کو یہ حدیث اپنے دل کا آئینہ اور لباس بنالینا چاہئے اور ہر طرح اس پر اپنی تمام حرکت و سکون میں عمل کرنا چاہے تاکہ اللہ تعالیٰ عز و جل کی رحمت عنایت سے دنیا و عقبیٰ میں سلامت رہے اور ہر دو جہان میں عزت پائے۔

توکل کی حقیقت

ایک مرحوم بڑھے نے مجھ سے خواب میں دریافت کیا۔ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرنے والی کیا چیز ہے؟“ میں نے کہا کہ وہ ابتداء اور انتہا ہے یعنی ابتداء میں پرہیزگاری کرے اور انتہا میں رضا و تسلیم اور توکل۔

تعمیل احکام اور فرائض

مومن کو لازم ہے کہ اول فرائض بجالائے اور بعد بجا آوری فرائض کے سنت نبوی ﷺ کی جانب مائل ہو تا وقتیکہ فرائض سے فارغ نہ ہوئے۔ سنتوں کی جانب راغب ہونا حماقت ہے اور اسی طرح سنتوں یا نفلوں میں قبل از ادائیگی فرائض مشغول ہونا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ خوار ہو گا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنی حضور میں طلب کر لے مگر وہ وہاں تو نہ جائے اور امیر کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے جو اس شہنشاہ کا غلام ہے اور اس کے زیر حکومت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے اس نماز کی مثل جو

باوجود فرائض ذمہ ہونے کے نفل ادا کرے اس حاملہ جیسی ہے جو حاملہ رہے مگر قریب نفاس وہ اسقاط حمل کر دے۔ اب نہ تو وہ حاملہ ہی ہے اور نہ زچہ۔ اسی طرح بے نماز ہے۔ اللہ اس کے نوافل ہی قبول نہیں فرماتا تا وقتیکہ فرائض ادا نہ کرے اور ایک مثال سوداگر کی بھی ہے کہ اس کو جب تک وہ اپنا سرمایہ نہ لے گا کوئی منافع معلوم نہ ہو گا۔ اسی طرح اس نفل گزار نے کی حالت ہے کہ جب تک وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے اور ایسا ہی وہ شخص ہے جو سنت ترک کرے نوافل پر دوڑے جو تاکید نماز کے ساتھ مقرر نہیں کئے گئے۔ حاصل کلام فرائض یہ ہیں، حرام کا ترک کرنا، شرک نہ کرنا۔ اس پر اعتراض کرنے کو اس کی قضا و قدر میں شریک کرنا، مخلوق کی فرمانبرداری اور اجابت کو ترک کرنا جیسا کہ ارشاد رسول کریم ﷺ ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ترجمہ) نہیں فرمانبرداری مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔

مقالہ نمبر ۴۹ جس نے بیداری پر جو ہوشیاری کی دلیل ہے خواب کی ترجیح دی، جان لو کہ اس نے بہت بھلائیوں پر برائی کو اور مصلحتوں پر بے خبری کو مستولی کر دیا کیونکہ سونا اور مرنا برابر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کو نہ نیند ہے نہ اونگھ، حتیٰ کہ فرشتے بھی جو اس سے قریب ہیں نیند سے مُعزّا ہیں۔ نیز اہل بہشت سے بھی کہ وہ بلند مراتب ہیں۔

نیند دور کی گئی ہے کیونکہ نیند نقصان کا سبب ہے۔ پس جاگنے میں بھلائی اور سونے میں برائی ہے لیکن جو لوگ خواہش نفسانی سے کھاتے ہیں وہ کھاتے پیتے بھی بہت اور سوتے بھی بہت ہیں مگر وہ ایسے پشیمان بھی ہوں گے کہ اپنے ہاتھ سے بہت کچھ بھلائی کو کھو بیٹھیں گے اور ذرہ حرام کھانا بہت سے حلال کھانے کے برابر ہے کیونکہ حرام خوری ایمان کو چھپالیتی ہے اور اندھیرا کر دیتی ہے جیسا کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے۔ پس جبکہ ایمان ہی بے نور ہو گیا تو پھر نہ تو نماز ہو سکتی ہے، نہ عبادت، نہ اخلاص مگر جو لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے مال حلال میں سے بہت سا کھائیں گے۔ وہ انہیں کی مانند ہوں گے جو حلال میں سے تھوڑا کھاتے ہیں۔ عبادت میں خوشی اور قوت پانے کے لئے پس حلال تو نور میں سے تھوڑا کھاتے ہیں۔ اندھیرے میں اندھیرا ہے۔ حاصل کلام حلال کا مال صرف اپنی خواہش سے بغیر کم کر کے کھانا حرام کھانے کی مانند جو نام اور ہے اور جس میں بہتری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے جو اس کے دوست اور صاحب ولایت و معرفت ہیں میں سے ایک گروہ کو صرف اس غرض سے مبتلائے بلا فرماتا ہے کہ وہ کچھ سوال کریں اور اس کے سوال کو پسند کرتا ہے تاکہ جو دو کرم سے ان کا حق ادا کرے۔ مومن اللہ تعالیٰ سے سوال کے وقت ہی قبولیت بھی چاہتے ہیں۔ بعض اوقات تو فوراً اجابت ہو جاتی ہے مگر بعض اوقات بالفعل مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ پس بندہ پر لازم ہے کہ نزول بلا کے وقت صبر کرے اور ادب سے رہے اور اپنے گناہوں کی جستجو کرے کہ کیا کیا سرزد ہوئے ہیں۔ آیا کون کون سے حکم ترک کر دیئے، ظاہر و باطن میں کیا کچھ کیا، تقدیر میں تنازعہ کیا وغیرہم ذلک کے واسطے حالتوں میں مبتلائے بلا ہونا قرین مصلحت تھا۔ پس اگر بلا دفع ہو جائے تو فیہا ورنہ دعا و زاری و عذر داری کرے۔ پس اس بات کے جائز ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہے کہ مبتلائے بلا ہو تاکہ سوال کر سکے اور اگر قبولیت میں توقف لاحق ہو تو اللہ تعالیٰ کو متہم نہ کرے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

قضا و قدر

اللہ تعالیٰ سے اس کی قضا و قدر پر راضی رہنے اور اس کے فعل میں فانی ہونا طلب کرو کیونکہ رضائے الہی بہت بڑی خوشی بلکہ دنیا کی جنت ہے اور تقرب الہی کے لئے وہ ایک بڑا دروازہ ہے اور بندہ مومن سے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہ کرے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور رضا و فنا میں اللہ تعالیٰ سے ملنا اور اس تک پہنچنا اور اس کے ساتھ انس و آرام حاصل کرنا ہے۔ نصیب اور قسمت کی طلب میں مشغول نہ ہونا چاہئے خواہ وہ اپنی مقسوم ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ مقسوم میں ہی نہیں اس کی طلب سراسر حماقت پر مبنی ہے جس سے بڑھ کر کوئی عذاب ہی نہیں چنانچہ مقولہ ہے کہ اس چیز کا طلب کرنا جو قسمت میں نہ ہو سخت ترین عذاب ہے۔ اگر وہ چیز مقسوم میں ہے تو اس کی طلب سراسر طمع و حرص و شرک ہے اس لئے اللہ کے ماسوائے مشغول ہونا شرک ہے اور جو طالب حظ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں صادق نہیں ہے۔ پس جو لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسری چیزوں کی طرف مائل ہوتے ہیں وہ محبت الہی میں جھوٹ بولتے ہیں اور اعمال کا عوض طلب کرنے والا ہرگز مخلص نہیں کیونکہ شان اخلاص یہ ہے کہ صرف اس نیت سے اس کی عبادت کی جائے کہ ربوبیت کو اس کا حق دے اور حقیقت اور ملکیت ہونے کی وجہ سے اس کی عبادت کرے کیونکہ طاعت الہی کا اس پر حق ہے اس لئے بندہ کی ہر ایک چیز خواہ وہ متحرک ہو یا ساکن یا مکتوب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ نیز وہ بھی اس کی ہے جس کا وہ خود مالک ہے۔ ہم قبل ازیں چند بار لکھ چکے ہیں کہ عبادتیں منجانب اللہ اور انعام الہی ہیں اور یہ اس کا فضل ہے اس لئے کہ اس نے بندہ کو اس قدر توفیق عطا کی اور اس کو قدرت بخشی کہ وہ عبادت کر سکے لہذا شکر بجالانا لازم ہے نہ کہ اور الٹا طالب عوض ہو، اے طالب حق تو کیا یونہی لذتیں طلب کرتا ہے، درآں حالیکہ یہ بات عام طور سے دیکھی جاتی ہے کہ فراوانی لذت ہو جاتی ہے اور پے در پے نعمتیں اور لذتیں ان کی جانب آتی ہیں تو وہ اپنے پرودگار سے بھی زیادہ ناراض ہوتے ہیں اور وہ بے قرار ہو کر کفران نعمت اور

ناشکری کرتے ہیں۔ ان کا غم و اندوہ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور وہ ان کے لئے جو ان کی قسمت میں نہیں ہیں زیادہ تر محتاج ہونے لگتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو ان کے پاس ہے وہ اپنی قسمتوں کو ناپزیر اور حقیر سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کی قسمتوں کو بزرگ و خوبصورت خیال کرتے ہیں اور ان کی طلب میں لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ ان کی قسمت میں نہیں ہوتی۔ الحاصل انہی موہوم امیدوں اور پریشان خیالوں میں ان کی عمریں آئی گئی ہوتی ہیں۔ ان کے کوئی مضمل، ان کے جسم ناکارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی پیشانیاں عرق آلود اور ان کے نامہ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو وہ غیر از قسمت امور کی تحصیل میں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیتے ہیں۔ لطف یہ ہوتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو بھی نہیں پاتے اور مفلسانہ حالت میں

دنیا سے نکلتے ہیں۔ بقولے کس نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ آہ نہ تو امر الہی بجالائے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملتا اور نہ غیر کی قسمت ہی کو پاسکے۔ پس اس طرح بھولنے سے دنیا و آخرت ضائع کر دی۔ ایسے لوگ سخت احمق اور بیوقوف ہیں جن کی کوئی نظیر نہیں اگر وہ راضی بقضا اور قانع برضا رہتے ہیں تو ضرور بالضرور دنیا بھی ان کے پاس بے مشقت و رنج پہنچ جاتی۔ آخر کار وہ ہمسائیگی الہی کی جانب تبدیل کئے جاتے اور اس وقت جو چاہتے پالیتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تم کو ان لوگوں میں سے جو قضا پر راضی ہوتے ہیں اور جنہوں نے اپنے سوالوں کو رضا اور فنا اور حفظ و حال اور اس چیز پر جو محبوب الہی ہے منحصر رکھا ہے، کر دے۔

واضح ہو کہ جب بندہ خلق ارادہ و آرزو سے فانی ہو جائے اور دنیا و آخرت میں سوائے اللہ کے کچھ نہ چاہے تو وہ خدا رسیدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منتخب و برگزیدہ اور اپنا اور اپنی خلقت کا محبوب کرے گا اور اس کو توفیق عطا فرمائے گا کہ تقرب الہی کا خواستگار اور فضل باری سے فیض یاب اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے گا اور ان سے وعدہ کرے گا کہ وہ دروازہ ہائے رحمت ان پر کبھی بند نہ کئے جائیں گے۔ پس اس وقت بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اختیار کر لیتا ہے، اسی کے ارادے

سے ارادہ، اسی کی تدبیر سے تدبیر، اسی کی خواہش سے خواہش کرتا ہے اور اسی کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ وہ سوائے امر الہی کے اور کسی غیر کے امر کی بالکل فرمانبرداری نہیں کرتا بلکہ سوائے خدا تعالیٰ کے اور نہ کوئی وجود دیکھتا ہے نہ فعل، پس اس وقت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ساتھ کوئی وعدہ کرے اور اس کی وفانہ ہو یعنی بندہ کے دل میں جو خیال گزرا تھا وہ پورا نہ ہوا، اس لئے کہ دوئی تو دور ہی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور بندہ کے ارادہ میں مغایرت تو رہی ہی نہیں پس بندہ فعل و ارادہ الہی بن گیا۔ پس اس کی جانب وعدہ نسبت نہ کیا جائے گا اور نہ اس کا اختلاف محسوب ہو گا کیونکہ یہ تو ان کی صفت ہے جن میں ہوا اور ارادہ ہو۔ پس وقت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے حق میں ایسا ارادہ ہو گا جیسا کہ کسی شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا مگر اس کی نسبت کر کے پھر کسی

وجہ سے وہ نیت بدل دی۔ مانند ناخ و منسوخ کے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب وحی فرمائی ہے اور وحی یہ ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ يُمْسِكْهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ”جب ہم منسوخ کرتے ہیں کسی آیت کو یا اس کو بھلاتے ہیں تو لاتے ہیں اس سے بہتر یا اس کی مانند، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے“ جبکہ رسول اللہ ﷺ سے ارادہ کھینچا گیا تھا۔ ان جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بدر کی قید وغیرہ سے حالانکہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے مراد اس کے محبوب تھے۔ جب ان کو ایک حالت پر نہیں چھوڑا اور تقدیر کی جانب بدلا اور تقدیر کی باگ ان کی جانب چھوڑ دی اور ان کو تقدیر سے پھرایا اور بدلا اور فرمایا کہ تو جانتا نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ تنبیہ فرمائی قدر کی موجیں کبھی ادھر کبھی ادھر پلٹی رہتی ہیں۔ پس ولی کے امر کی نہایت ہی کے امر کا شروع ہے یعنی نبوت کا آغاز اور ولایت اور ابدالیت کی انتہا۔

ترک ما سوائے اللہ

ہر طرف سے اندھا ہو جا اور کسی کی جانب نہ دیکھ تا وقتیکہ کہ تو ان میں سے کسی ایک کی جانب دیکھے گا، تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و قرب کی راہیں نہ کھولی

جائیں گی۔ الحاصل اول تو اپنی ذات اور نفس کو بھول کر پھر اپنے علم کو فنا کر کے سب اطراف کو بند کر دے پس اس وقت تیری چشم باطن اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جانب کی جائیگی تاکہ تو فنا ہو سکے۔ بعد اپنے سر کی دونوں آنکھوں اور ایمان اور دل اور یقین کے نور کی شعاع سے دیکھے گا اور ایک شمع کی مانند جو اندھیرے گھر میں روشن کی جائے اور تمام گھر منور ہو جائے اسی طرح تیرے باطن سے تیرا ظاہر پر نور ہو گا اور وعدہ اور عطاء الہی پر نفس اور اعضاء آرام پکڑیں گے۔ پس اے شخص تو اپنے نفس پر رحم کر اور اس پر ظلم نہ کر اور نہ اس کو جہالت و حماقت کی تاریکی میں پھنسا یعنی جہالت اور خلق و ماحول و قوت و اسباب وغیرہ کو نہ دیکھ اور نہ ان پر بھروسہ کر، اگر ایسا کرے گا تو

تجھ سے طرفین بھی بند کر لی جائیں گی اور شرک و مقابلہ کی وجہ سے تیرے لئے فضل و کرم الہی کی راہیں بھی نہ کھولی جائیں گی اور اگر تو صرف اللہ ہی کی جانب نظر امید رکھے گا اور اس کے ماسوا سے بالکل اندھا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو تقرب مرحمت فرمائے گا اور تجھ پر رحم فرما کر پرورش کرے گا، کھانے پینے کو عطا کرے گا، بیماری میں دوا اور تندرستی عطا کرے گا، مفلسی میں مال دے گا اور مدد کرے گا، دوست اور حاکم بنائے گا مگر پھر خلقت اور نفس سے محو کرے گا اور تجھ کو فنا کر دے گا تو اس کے بعد نہ تو اپنے فقر کو دیکھ سکے گا نہ تو نگری کو۔

مقالہ نمبر ۶۰:- سلوک کی ابتدا یہ ہے کہ متعاد سے شروع کی جانب نکلے۔

اس کے بعد مقدر کی طرف اور پھر حفظ و حدود کی شرائط پر متعاد کی جانب رجوع کرنا تو متعاد سے کھانے، پینے، پہننے، نکاح کرتے رہنے وغیرہ ضروریات، عادت اور طبیعت کے ساتھ شرع کے امر و نہی کی جانب نکلے گا۔ پس تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے گا جیسا کہ ارشاد الہی ہے مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْفِرْ لَكُمْ أَسْمَاءُ (جو چیز لادے تم کو رسول ﷺ اس کو پکڑو اور جس سے منع کرے تم کو اس سے باز رہو) اور فرمایا ”(اے محمد ﷺ) کہو اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو“ اللہ

اس میں اور فرشتوں میں فرق ہی کیا رہے۔ پس نو بنو نظام درہم برہم ہو جائے گا اور حکمت باطل ہو جائے گی۔ پس طبع تجھ میں اس لئے باقی رہی ہے کہ تو اس سے قسمتیں اور حظوظ حاصل کرے۔ پس بقائے طبائع و صیقتہ ہوں گے نہ اصل۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میری جانب تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب کی گئی ہیں یعنی خوشبو، عورتیں اور نماز یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک، پس جب رسول اللہ ﷺ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے فانی ہو گئے تو ان کی جانب ان کی قسمتیں پھیری گئیں جو ان کی سیر کرنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے روکی گئی تھیں۔ پس آپ نے ان کو پورا کر لیا، حکم الہی کی موافقت اور اس کے فعل پر راضی ہونے سے اور اس کی فرمانبرداری کے طور پر نیز اس کی رحمتیں عام ہیں۔ اس کا فضل نبیوں اور ولیوں پر عام ہے۔ اس معاملہ میں ولی بھی اسی طرح ہیں فانی ہونے کے بعد ان حظوظ کو بھی ان کی جانب رجوع کرنا کہتے ہیں۔

ہوا و ہوس سے گریز

تو بہت کہتا ہے کہ وہ نزدیک کیا گیا ہے اور میں دور ہوں یا وہ عطا کیا گیا میں محروم ہوں یا وہ غنی ہے میں مفلس ہوں یا وہ تندرست ہے میں بیمار ہوں یا وہ معزز ہے اور میں خوار ہوں یا وہ راست باز مشہور ہے پر میں دروغ گو سمجھا جاتا ہوں۔ اے شخص تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور وحدانیت ہی کو پسند کرتا ہے اور اس کو دوست جانتا ہے جو صرف اسی سے محبت رکھتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے قریب کرتا ہے یعنی کچھ عطا فرماتا ہے تو تیری محبت اللہ تعالیٰ کے لئے کم ہو جاتی ہے اور باہم محبت ہو جاتی ہے یعنی اکثر اوقات تیرے دل میں اس شخص کی رغبت اور محبت بھی پیدا ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دی اور اس طرح محبت الہی کم ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے وہ شرکت نہیں چاہتا لہذا دوسروں کے ہاتھوں کو تیری امداد سے ان کی زبان کو تیری صفت و ثناء سے اور پیروں کو تیری طرف آنے سے روک دیتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر

اس کی محبت میں نہ پھنس جائے۔ کیا تو نے ارشاد رسول اکرم ﷺ نہیں سنا کہ دل اس کی محبت کے لئے جو ان سے احسان کرے اور اس کی دشمنی کے لئے جو ان سے برائی کرے پیدا کئے گئے ہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ مخلوق کو تجھ پر ہر طرح احسان کرنے سے روکتا ہے حتیٰ کہ تو اس کو تنہا جانے اور اسی سے دل لگائے اور ظاہر و باطن میں اسی کا ہو رہے تو سوائے اس کے نہ دیکھے نہ سنے اور تو خلق نفس ہوا اور ارادہ وغیرہ سب سے فانی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوائے سب کو ترک کر دے۔ اس وقت لوگوں کے ہاتھ تیری جانب فراخ ہو جائیں گے۔ بخشش کے لئے اور زبانیں تیری ثناء میں رطب اللسان ہو جائیں گی پس تو ہمیشہ ناز و نعم میں رہے گا اور دنیا و آخرت میں سب قسم کے عیش پائے گا۔ پس اے شخص! بے ادب نہ ہو اور اس کی جانب دیکھ جو تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو جس کی تجھ پر توجہ ہے، اس سے محبت کر جو تجھ کو محبت کرتا ہے، اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دے جو تجھ کو گرنے سے بچا دے، اس کا سہارا لے جو تجھ کو سنبھالے، وہ تجھ کو جہالت کی تاریکی سے نکالے گا، تجھ کو نجات دے گا اور تجھ کو ہلاکت سے بچائے گا، وہ تجھ سے تیری ناپائیدار دنیا دور کرے گا اور تجھ کو گندگیوں سے صاف کرے گا، وہ تیری پست ہمتی کو دور کرے گا، وہ بد حکم دینے والے نفس اور برا راستہ دکھانے والے دوستوں سے جو اخوان الشیاطین ہیں اور ہوا و ہوس سے جو تیرے اور سعادتوں کے درمیان حجاب میں تجھ کو بچائے گا کہاں عادت کہاں خلقت ہوا، رعونت دنیا و آخرت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا تو خالق الاشیاء سے کس قدر دور پڑا ہوا ہے جو چیز کو پیدا کرنے والا اور ہر شے کی ابتداء اور انتہاء ہے اسی جانب سب کو بازگشت ہے اور اسی کے قبضہ میں تمام دل ہیں اور کل روحوں کو اسی سے اطمینان ہے اور اسی کے در لطف و کرم پر بوجھوں کا اترنا ہے اور بے شمار احسان ہیں۔

دعا کی قبولیت

اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کی مطلوبہ شے کو عطا فرماتا ہے تو اس سے یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس سے اس کا ارادہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو چیز تقدیر میں

آچکی وہ بدل جاتی ہے۔ بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا سوال اور دعا ارادہ الہی اور تقدیر کے موافق آن پڑتا ہے۔ اس وقت حاجت روائی ہو جاتی ہے مگر اسی وقت میں جو اس کے لئے مقرر ہو چکا ہے کہ فلاں وقت یہ تقدیر پہنچے جیسا کہ اہل علم نے اللہ کے اس قول کو کہا ہے۔ ”ہر وقت وہ شان میں ہے کہ پہنچاتا ہے مقدرات کو وقتوں تک“ پس اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی کو کوئی چیز صرف دعا سے نہیں دیتا اور اسی طرح صرف دعا سے کوئی برائی دفع نہیں کرتا“ اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ نہیں رد کرتا قضا کو مگر دعا اس سے یہ مراد ہے کہ قضا کو نہیں رد کرتا مگر وہ دعا جو تقدیر ہو چکی ہے اس سے قضا رد ہوگی اور سب طرح صرف اپنے اعمال سے قیامت کے روز کوئی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مگر اللہ تعالیٰ اعمال کے موافق جنت میں بندوں کو درجات عطا فرمائے گا جیسا حدیث شریف میں آیا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کیا کوئی شخص اپنے اعمال سے بھی داخل جنت ہو سکے گا؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”نہیں صرف رحمت الہی سے“ حضرت صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ آپ بھی، فرمایا میں بھی نہیں مگر اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو چھپائے اپنے دامن رحمت میں اور اپنے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا۔ اس پر کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں اور نہ اس کو عمد ہی وفا لازمی ہے جو چاہے کرے جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب میں رکھے، جس کو چاہے نعمت دے اور جس کو چاہے رحم کرے، وہ جو کچھ کرتا ہے اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں، وہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرما دے اپنے فضل و کرم سے اور جس کو چاہے بالکل نہ دے۔ اپنے عدل سے ایسا کیوں نہ ہو جب کہ عرش سے لے کر زمین کے نیچے تک تمام خلقت اسی کی ملکیت اور صنعت ہے نہ اس کے سوا کوئی مالک ہے اور نہ کوئی خالق چنانچہ ارشاد الہی ہے (ترجمہ) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود برحق ہے؟ کیا تو اس کے واسطے کوئی اور بھی ہم نام جانتا ہے کہ یا اللہ ملک الملک تو جس کو چاہے ملک دیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں

بھلائی ہے، تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے جیسا کہ خود تو اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے (ترجمہ) اور تو رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے اور تو اس پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سوال

سوائے ان امور کے اللہ تعالیٰ سے اور کچھ نہ مانگ، گزشتہ گناہوں سے بخش، آئندہ گناہوں سے محفوظ رہنا، اچھے کاموں میں طاقت اور امر کی فرمانبرداری نواہی سے باز رہنا اور قضا تلخ پر رضامندی، بلاؤں پر صبر، عطا نعمت پر شکر کی توفیق، اس کے بعد نیک انجام اور با ایمان مرنے کی اور صدیقوں، شہیدوں، صالحوں اور ان لوگوں کے ساتھ رہنے کی جو نیک ہیں اللہ سے دنیا کو نہ مانگ اور نہ فقر کو دور کرنے اور بلا کو تو نگری سے بدلنے اور نہ عاقبت کی خواہش کر بلکہ رضا کو طلب کر اس چیز کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں کی ہے اور تجھ پر اتاری ہے حتیٰ کہ تجھ کو اس خبر کی جانب بدلے کیونکہ تو یہ تو نہیں جانتا ہے کہ تیری بہتری کوئی حالت میں ہے۔ آیا تیرے لئے فقر اچھا ہے یا تو نگری اور بلا بہتر ہے یا عافیت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس شے کا علم پوشیدہ رکھا ہے صرف ایک اسی کی ذات والا صفات ہے جو ان کی مصلحتوں اور خرابیوں کو جانتی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں۔

مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ وہ پسند ہو یا ناپسند کیونکہ مجھ کو تو معلوم ہی نہیں کہ ان میں سے بھلائی کس میں ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوش اور اس کے اختیار و قضا پر مطمئن تھے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ کَتَبَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ وَهُوَ كَرَهُ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ”لکھا گیا تم پر جہاد کرنا حالانکہ وہ ناپسند ہے تم کو اور قریب ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند جانو گے حالانکہ وہ بہتر ہوگی تمہارے لئے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز سے محبت کرو گے حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہوگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“ پس تو عبادت و طاعت، صبر و شکر و رضا

تسلیم نہ کرنا تدبیر و ترک اختیار اپنا وطیرہ بنا جس سے تیری خواہشیں دور ہوں اور تیرا نفس ٹوٹ جائے اور ذلیل و خوار اور مغلوب ہو جائے اور تمام آرزوئیں اور عنایتیں نکل جائیں غرضیکہ محبت الہی کے سوا تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔ تیرا دل اس سے معمور ہو اس کی طلب میں تیرا ارادہ دنیا یا آخرت کے حظوظ میں سے کسی حظ کی جانب اس کی طلب کے لئے مائل نہ ہو۔ پس اس وقت تو اس کے حکم کی فرمانبرداری اور موافقت کے ساتھ اس کا سوال کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو تیرے تئیں عطا فرمائے گا تو شکر گزاری کر لے گا اور اس حظ سے لطف اٹھائے گا اور اگر نہ دے گا تو اس پر ناراض نہ ہو گا اور اس پر تہمت نہ لگائے گا اس لئے کہ تو اس کا طالب ہوا ہے نفسانی نہیں ہے کیونکہ ہوا اور ہوس تو تیرے دل میں بالکل ہے ہی نہیں بلکہ تو نے تو حکم کی فرمانبرداری میں سوال کیا تھا۔ پس سلامتی ہو بندگان فرمانبرداروں پر۔

ولی کے اوصاف

مقالہ نمبر ۳۷۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو دوسروں کے عیوب اور ان کے جھوٹے دعوے اور افعال و اقوال میں شرکت کرنے اور ان کی بدیوں پر اور ان کی نیت پر مطلع فرماتا ہے۔ پس ولی اللہ، اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے لئے غیرت کرتا ہے جس سے اس کے باطن میں جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر ظاہر میں بھی ہویدا ہو جاتا ہے پھر بھلا سلامتی کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ باوجود اس قدر ظاہر و باطن کی بیماریوں اور مرضوں کے اور کس طرح دعویٰ توحید کیا جاسکتا ہے۔ باوجود اس قدر شرک کیونکہ شرک کفر ہے جو قرب الہی سے دور کرتا ہے اور وہ شیطان لعین اور منافقین کی صفت ہے جن کے لئے حکم قطعی درک الاسفل دوزخ کا ہو چکا ہے کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ پس ولی کی زبان پر اس کے عیوب اور اس کے ناپاک کاموں کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور اس کے لمبے چوڑے اور صدیقیوں کی حالتوں کے دعویٰ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قدر و فعل میں فانیوں اور مرادوں اور محبوبوں کے مزاحم ہونے، اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کرنے کی وجہ پر اور کبھی اس شخص کے لئے منکر ہونے اس کی

نصیحت کی وجہ پر اور غلبہ کی وجہ پر فعل اللہ تعالیٰ کے اور اس کی شدت غضب کے جھوٹے اور احکام دینیہ کو جھوٹے کی جانب نسبت کرنے پر پس اس ولی اللہ کی جانب غیبت منسوب کی جاتی ہے۔ کیا ولی بھی غیبت کرتا ہے در آنحالیکہ وہ اوروں کو غیبت سے منع کرتا ہے کہ ولی پر گویا انکار کرنا ہوتا ہے۔ منکروں کے حق میں اس کی مانند جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و قمار بازی کے حق میں فرمایا ہے۔ گناہ ان دونوں کے نفع سے زیادہ ہے۔ ظاہر میں تو منکر کا انکار ہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور اس پر اعتراض کرنا ہے۔ پس اس منکر کا حال حیرانی و پشیمانی سے بدل جاتا ہے پس اس ولی اللہ کے منکر کا فرض ہو گا۔ خاموشی اختیار کرنا اور تسلیم کرنا اور توجیہ و تاویل کی جستجو کرنا جس سے اس کے شرع میں جائز ہونے کی صورت پیدا ہو۔ نہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اوپر جو اس مدعی کو جھوٹ افترا پر طعن کرتا ہے، اعتراض کرنا اور بعض اوقات اس مدعی کے نفاق کی بیخ کنی کے لئے اور اس کی تادیب کے واسطے اس قسم کے جھوٹے دعوے اور عیوب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس اس قسم کا ذکر ولی اللہ کے حق میں تو جہاد ہوتا ہے اور اس مغرور مدعی کے حق میں جو ہلاک ہونے والا ہے نفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

وصایا

مقالہ نمبر ۷۵۔ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ و طاعت کو ظاہری شرح کی پابندی لازم جان، سینہ کو نفاق سے سلامت رکھ، تازہ روٹی اختیار کر اور قابل عطا شے کو خرچ کر دے، خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھانے کی فکر اختیار کر، بوڑھوں کی عزت و عظمت ملحوظ رکھ، بھائیوں سے نیک صحبت رکھ، اپنے سے چھوٹوں کو نصیحت کر، دنیاوی فوائد کے لئے لڑ جھگڑ نہیں بلکہ اپنے سے دوسروں کے حقوق کو مقدم رکھ، مال کو جمع کر کے گناہ نہ کما، جو لوگ طالبان حق نہیں ہیں ان کی صحبت ترک کر اور دینی و دنیاوی امور میں لوگوں کی امداد کر۔ حقیقی فقر یہ ہے کہ تو انسان کا جو بالکل تیرے

ہی مانند ہے محتاج نہ ہو اور فنا حقیقی یہ ہے کہ اپنے جیسے انسان سے بالکل بے پرواہ ہو اور تصوف بات چیت کرنے سے نہیں روکتا بلکہ بھوک اور ترک دنیا سے یا ان چیزوں کے ترک کر دینے سے جو اپنے دل کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ فقر کو ظلم کے ساتھ اختیار نہ کر بلکہ نرمی کے ساتھ کر اس لئے کہ ظلم اس کو وحشت میں ڈال دیتا ہے مگر نرمی اس کو الفت میں لاتی ہے۔ تصوف کے لئے آٹھ صفات لازمی ہیں۔ سخاوت ابراہیم، رضائے اسحاق، صبر ایوب، اشارات زکریا، خلوت یحییٰ، پوشاک پشیمہ موسیٰ، سیر عیسیٰ، فقر محمد

ﷺ
صلی علیہ وسلم



باب ہفتم



رازہائے سرہستہ



طالب حق کا اولین فرض

یہ ہے کہ علم حاصل کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس میں کمالیت کے درجہ تک پہنچے کیونکہ علم شریعت ہی علم حقیقت اور دیگر علوم لدنی وغیرہ کی اصل ہے۔ اسی لئے حضور نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالْأُصْحَنِ چنانچہ اس حدیث پاک کا اطلاق اسی علم شریعت و طریقت پر ہے نہ کہ دیگر علوم دنیوی کسب پر حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ انہی علوم کے متعلق مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:-

علم باطن ہجو مسکہ علم ظاہر ہجو شیر

کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے شیر

مطلب واضح ہے کہ بدون حصول علم شریعت و طریقت انسان جاہل مطلق ہے اور علم باطنی کا نااہل بلکہ مسائل شرعیہ سے بے علمی کے باعث وہ خود غرض، حریص، مکار و دغا باز، خلاف شرع، شیطان صفت، مصنوعی پیروں کے دام تزویر میں پھنس کر وہ اپنا دین و دنیا تباہ کر لیتا ہے۔ لہذا طالب صادق کو واجب ہے کہ جہاں تک ہو سکے علم شریعت و مشرع عالموں کی زیر تربیت رہ کر پڑھے اور عمل پیرا ہو اور ساتھ دیگر علوم ضروریہ متعلقہ شریعت مثلاً علم نجوم، علم طب، علم حساب وغیرہ میں ملکہ پیدا کرے۔ علم نجوم اتنا کہ رات کو ستاروں کی طرف نگاہ کر کے اوقات نماز اور رخ کعبہ کی شناخت کر سکے اور علم طب اس لئے کہ مدتِ عدت، حیض و نفاس و طلاق نکاح نجاست و غلاظت کی تشخیص اور مسائل وراثت وغیرہ کے سمجھنے کے لئے اور انکے علاوہ دیگر علوم بھی علم شریعت کو درست کرنے کے لئے حاصل کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

الْمَتَعِدُّ بِلَا فِقْہٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاهُوْنَةِ یعنی علم و شعور کے بغیر عبادت کرنے والا شخص خراس کے گدھے کی مانند ہے یعنی جیسے خراس کا گدھا چلتے رہنے کے باوجود وہیں کا وہیں

رہتا ہے جہاں سے چلا تھا ویسے ہی علم کے بغیر عبادت کرنے والا غیر عابد کے حکم میں ہے کیونکہ عمل بے علم خود عمل نہیں مثلاً اگر نمازی کو ارکان، فرائض، سنت، طہارت کی پہچان قبلہ کی شناخت نیت نماز کی کیفیت وغیرہ کا علم نہ ہو تو اس کی نماز ہرگز نہ ہوگی اسی طرح بغیر عمل کے علم نہیں جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی پھینک دیا اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اپنی پشت کے پیچھے گویا کہ وہ نہیں جانتے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو علمائے زمرہ سے خارج فرمایا دیا ہے اور علم سے جاہل کا کام صرف سنی سنائی بات کا روایت کر دینا ہے اس لئے جاہل علماء کے طبقہ سے خارج قرار دیئے گئے ہیں۔ نیز جو شخص اپنے علم سے محض دنیاوی مراتب اور جاہ و حشمت کا طالب ہوتا ہے وہ عالم نہیں کیونکہ علم ان خواہشات سے بلند و بالا ہے سب علم آدمی اللہ تعالیٰ کی کسی پسندیدہ بات کی شناخت نہیں کر سکتا بخلاف اس کے ایک صاحب علم شخص حقیقت حال کے تمام مقامات و شواہد و امتیازات کا شناسا اور مستحق ہو سکتا ہے۔ لہذا علم شریعت درج ذیل ہے حاصل کرے تاکہ دین و دنیا میں سرخرو ہو اور سعادت دارین حاصل ہو۔

مرشد کامل کے اوصاف اور اس کی شناخت

جاننا چاہیے کہ مُرشدِ کامل کے اوصاف و علامات و نشانات جو اس کی کمالیت پر دلالت کرتے ہیں، پندرہ ہیں:-

اول:- یہ کہ حرام اور مکروہ اور جن چیزوں کے استعمال سے جن پر شبہ کا احتمال ہو مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو۔ جاننا چاہئے کہ پرہیزگاری (ورع) یہ ہے کہ انسان ہر لغو اور شبہ والی چیز کا قولاً فعلاً ظاہراً بائناً تارک ہو چنانچہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں پرہیزگاری کی تین قسمیں ہیں:

اول ورع باللسان یعنی پرہیزگاری زبان کے متعلق وہ لایعنی اور فضول باتوں سے خاموشی

ہے۔ دوئم ورع بالارکان یعنی پرہیزگاری اعظم یہ کہ شبہات اور خیالات کا ترک کرنا ہے۔ سوئم ورع بالجہنم یعنی پرہیزگاری دل وہ خیالات فاسدہ اور غم و غصہ اور مضمرات روئیہ کا ترک کرنا ہے۔

اور وہ چیزیں ہیں جن میں شک اور یقین پایا جاتا ہو۔ پس ان سے منع کرانے اور فرصت دلانے والا ہو نیز ان کھانوں اور پینوں کے استعمال سے جو ظالموں اور فاسقوں کی چاپلوسی سے حاصل ہوا ہے مکمل طور پر پرہیز کرنے والا ہو اگر روزے رکھنے والا ہو تو سب سے بہتر ہے۔

دوئم:- یہ کہ ان باتوں اور کاموں کو جو لا حاصل اور بے معنی ہوں زیر نظر نہ رکھے یعنی اسلام کی خوبیوں اور نیکیوں کو چھوڑ کر ان کاموں اور مشاغل کی طرف متوجہ ہونا جن سے کچھ فائدہ باطنی حاصل نہ ہو۔

سوم:- یہ کہ پرہیزگار ڈانا خوش طبع ہو اور کبیرہ گناہوں مثلاً زنا، لواطت، اغلام اور شہوت انگیز خیالات، شراب نوشی اور چوری وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنے والا ہو چنانچہ کبیرہ گناہوں کے نزدیک کبھی نہ بھٹکنے والا ہو نہ ہی صغیرہ گناہوں کی طرف رغبت کرنے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوا كِبَايْرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا کہ جو کوئی تم میں سے گناہان کبیرہ کو جن کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے ترک کر دے گا تو ہم اس کے صغیرہ دفع کر دیں گے اور اس کو محل گرامی اور بزرگ میں جس کا مقصد بہشت ہے داخل کر کے جگہ دیں گے۔

چہارم:- حسن خلق اس سے مراد نیک خوا اور اچھی خصلت ہے چنانچہ بزرگان کا قول ہے کہ سالک کبھی پیری کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ حقیقت اس کے وجود میں جاگزیں نہ ہو اور حسن خلق کے اوصاف کی بڑی علامت یہ ہے کہ جب کسی مرید پر غصہ آئے اور سزا دینا چاہے تو نفس کو ہدایت کرے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے اَلْكَافِرِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ یعنی آتش غصہ کو فرو کرنے والا اور تفصیر کنندہ کی تفصیر کو بخشنے والا ہو۔ پس اس کی طبیعت اور خونیک اور بردبار ہونی چاہیے نہ کہ بُری

اور غیر متحمل خواہ وہ صغیرہ گناہوں تک سے بھی مجتنب ہو۔ جاننا چاہئے کہ مرشد بردبار اور حلیم ہو اور مرید کی ہر حرکت پر غصہ لانے والا نہ ہو اور مخلوق سے نرمی اور ملیحی سے زندگی بسر کرنے اور ہر ایک کا مرتبہ ملحوظ رکھنے والا ہو اور جاہلوں کی گفتگو سے دل کو مشغول رکھ کر تسکین پانے والا ہو حلیم یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو۔ اور غصہ دلانے والے پر غصہ کی سزا روانہ رکھے بلکہ بخشے والا صاحب عقل خوش باش خوشحال اور خندہ پیشانی والا ہو۔ جاننا چاہئے کہ خوشرو مالک کو جب دوامی بصیرت کے باعث جمال ازلی اور کمال لم یزلی فیض مقدس کی امداد کے باعث اس کے دل و جان میں پہنچتا ہے تو ہر حالت میں اثر اس کی پیشانی پر ظاہر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہشاش بشاش اور تازہ رو ہو جاتا ہے اور اپنی تعریف اور مدح سے خوش نہیں ہوتا نہ برا سننے سے اندوہ گین ہوتا ہے اور جس طرح چھوٹے سے پیش آتا ہے اسی طرح بڑے سے سلوک کرتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے **حُسْنُ الْخُلُقِ مِنْ خِصَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ** یعنی خوش خلقی اہل جنت کی خصلتوں سے ہے۔

پہنجم:- پردہ پوشی یہ کہ آدمیوں کے عیب چھپانے والا اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہو چنانچہ مرشد کو چاہیے کہ مرید سے اگر بے ادبی سرزد ہو بھی جائے تو اس سے درگزر فرمادے اور اگر کسی شخص نے اس کی بے ادبی کی ہو یا تکلیف پہنچانے میں کوشش کی ہو اس کے ساتھ بھی نیکی کرے نہ کہ بدی کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے بلکہ ان کو ہمیشہ نیکی سے یاد کرے اور اگر ان سے پھر بھی بدی دیکھے تو اس سے پوشیدہ رکھے۔ جاننا چاہیے جب کسی مرید کے متعلق برے کاموں کی اطلاع پائے جس پر کہ اس کو زجر و توبیخ کرنا ضروری ہو تو مجلس عام میں نصیحت کے معینہ طریقہ پر ہدایت کرے چنانچہ رمز و کنایہ اور اشارہ کے طریقہ پر روئے خن حاضرین مجلس کی طرف کر کے صراحت کرے جس سے مفہوم خن اس پر دلالت کرے اور اگر اس سے کوئی نیکی دیکھے تو اسے بے شک ظاہر کر دے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے **إِنْ**

الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ يَعْنِي وہ لوگ جو کسی ایماندار کی برائی یا بد فعلی کو فاش کرنا اچھا سمجھتے ہیں ان
کے لئے دنیا میں دردناک عذاب بدنامی اور آخرت میں جاں گداز عذاب آتش ہے۔
چنانچہ اسی بارہ میں آنحضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ هَتَكَ سِتْرَ أَخِيهِ فِي الدُّنْيَا
هَتَكَ اللَّهُ تَعَالَى سِتْرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ وَمَنْ سَتَرَ أَخَاهُ فِي الدُّنْيَا
سَتَرَ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَعْنِي جو کوئی اپنے بھائی کا پردہ دنیا میں فاش کرے گا خدا
تعالیٰ اس کا پردہ قیامت کے روز تمام آدمیوں کے سامنے فاش کرے گا اور جو کوئی کسی کا
پردہ دنیا میں ڈھانپے گا اسکی اللہ تعالیٰ دنیا اور دین میں پردہ پوشی فرمادے گا کیونکہ اس کو
بخشنے کی قوت ہے۔

ششم معرفت:- یعنی شریعت کے احوال کی شناخت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ شریعت
اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے دین محمدی میں عبادتوں اور اعمال صالحہ
سے صراط مستقیم پر چلتے رہنے کا نام ہے اس لئے مرشد وہ چاہئے کہ جو علم شرعی میں عالم
ہو اور علم طریقت میں مکمل طور پر بہرہ اندوز ہو اگر کسی مرید کو علم شریعت کے متعلق
ضرورت پیش آئے تو اس کی حاجت راوی کر سکے اور صحیح جواب دے سکے اور اگر
طریقت کے راستہ میں کوئی مشکل لاحق ہو تو اس کو اس مشکل سے باہر نکال سکے جتنی کہ
احکام عبادت میں سے کسی چیز کی اس کو ضرورت ہو پس یہی اسلام۔ ایمان۔ احسان کا
رکن اعظم ہے۔

در اصل رکن اسلام پانچ ہیں۔ پہلا یہ کہ گواہی دینا باقرار زبان و تصدیق قلب کہ اللہ
تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ دوم قائم رکھنا نماز
بیچ وقتی کا، سوم ادا کرنا زکوٰۃ کا، چارم روزہ رکھنا ماہ رمضان کا۔ پنجم حج خانہ کعبہ عمر میں
ایک بار بشرط استطاعت۔ نیز یہ بھی جاننا چاہیے کہ اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول
اکرم ﷺ کے احکام کو ماننا اور اس کی فرمانبرداری میں لگے رہنا اور مسلمانی کے رنگ
میں اپنے آپ کے رنگنے کا نام ہے اور رکن ایمان سات ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے

فرشتوں، کتابوں، اس کے رسول اور روز قیامت، نیکی بدی کا اندازہ منجانب اللہ تعالیٰ اور مرنے کے بعد قبروں سے جی اٹھنے پر ایمان لانا ہے۔

فائدہ:- اسلام اور ایمان ایک ہی ہے جو مسلم ہے وہ مومن ہے جو مومن ہے وہ مسلم ہے البتہ احسان یہ ہے کہ خاص خداوند تعالیٰ کی عبادت اس طریقہ سے کرے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا پھر سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے نیز احسان سے یہ بھی مراد ہے کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرے بمصداق فرمان خداوندی **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ**

ہفتم:- دیانت یعنی تعین اوقات یہ کہ امور دینی میں ہمیشہ کسی نہ کسی کام پر مشغول رہنا اوقات معینہ پر نماز، ہنگامہ باجماعت بدوں کابلی اور سستی ادا کرنا اور ہمیشہ طاعت اور فرمانبرداری مثلاً نماز نفل تہجد مستحب دیگر نوافل اور اسی قسم کی دوسری عبادات کا ادا کرنا اور روزے نفلی اور داؤدی رکھنا اور ان پر ہمیشہ قائم رہنا ہے۔

ہشتم:- اہل بصیرت ہو وہ یہ کہ احکام دین مثلاً عقائد و مذہب نماز زکوٰۃ روزہ حج وضو طہارت سے بخوبی واقف ہو کیونکہ بنائے اسلام و ایمان عقائد پر قائم ہے جب تک عقیدہ صحیح اور درست نہ ہو گا ارکان اسلام متزلزل رہیں گے اور ایمان کے گھر میں اندھیرا رہے گا۔ بس عقیدہ کا صحیح اور مستقل ہونا خانہ ایمان کی روشنی کا موجب ہے اور جو احکام دین اس کے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کہ جب مرشد کسی طالب کو مرید بنادے تو خود اس کا رہنما بنے اور اس کو دین و دنیا کے کام سکھا دے کیونکہ مرید اپنے پیرو استاد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح غسال کے ہاتھ میں مردہ کیونکہ مرید اللہ تعالیٰ پر صحیح طور پر اعتماد اور بھروسہ کر کے بالیقین اپنی جان کو اس اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف راہ پانے کے لئے مرشد کے سپرد کر دیتا ہے جس طرح ایک اندھا اپنی لائٹ کسی بینا کے ہاتھ میں راہ دکھلانے کے لئے دیتا ہے تاکہ اس کی رہبری کرے اور جائے مملکت سے نگاہ میں رکھے تاکہ ورطہ ہلاکت میں نہ پڑے

نہم:- جاننا چاہیے کہ شفقت یہ ہے کہ تمام مخلوق پر مہربان ہو خصوصاً اپنے مریدوں پر وہ

اس طرح کہ ان کا کوئی وقت خلا و ملا میں رات دن ضائع و بیکار نہ گزرے اور ان کو ہمیشہ ایک عبادت سے فارغ ہونے پر دوسری طاعت میں اور ایک نیک سے دوسری نیکی میں مشغول رکھے اور اس کے لئے بھی اس چیز کا خواہاں رہے جو کچھ کہ اپنے واسطے چاہتا ہے یاد رہے کہ ابتدائی مریدوں کو ان کی قوت بضاعت استطاعت اور طاقت سے زیادہ کام نہ فرمائے تاکہ دل برداشتہ نہ ہوں اور راہ راست سے بھٹک نہ جائیں۔ پس مرشد کو چاہیے کہ مرید کو آہستہ آہستہ کام میں لگا دے تاکہ اس کا شوق درجہ بدرجہ بڑھے اور کمال کو پہنچے کیونکہ جب تک طلب نہ ہوگی روز محشر کو بھی اللہ تعالیٰ سے عبادتوں کا معاوضہ نہیں ملے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے **اَلَا كَلِمَتُ رَاۤیِعٍ وَكَلِمَتُ مَسْئُولٍ عَنْ دَعْوَتِهِم** یعنی تم سب حاکم ہو اور سب سے اپنی اپنی رعیتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اسی طرح مرید کے متعلق جس نے فی الحقیقت اپنی روح کے آرام کو امانت کے طور پر اپنے مرشد و استاد کو امین مان کر سپرد کر دیا ہے تو جب مرشد امانت کے طریقہ کے خلاف عمل کرے گا تو وہ خیانت کرنے والا ٹھہرا اور خائن ہی ضامن ہوا۔ پس مرشد و استاد کو لازم ہے کہ مرید کے لئے ذریعہ ہدایت بنے اور دونوں جہاں میں اس کے کام اور حال کو نیکی کی طرف لانے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ مرشد کے حقوق باپ کے حقوق سے فائق ہوتے ہیں۔

دھم:- صدق جس سے مراد سچائی ہے یعنی اس کو اپنی گفتار و اقوال میں راست گو اور افعال میں راست رو ہونا چاہئے اور ہر کام میں محقق یعنی تحقیق کرنے والا ہو اور باریک بین اور نکتہ داں جو دلیل کو دلیل سے ثابت کرے نہ کہ جھوٹ بول کر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَٰذِبِیْنَ

یعنی جھوٹوں پر لعنت بھیجتے ہیں ہم اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَلْعَنَ نَفْسَهُ فَلْيَكْذِبْ

یعنی جو کوئی اپنے آپ پر لعنت کرنے کا ارادہ کرے وہ جھوٹ بولے یہ بھی جان لے کہ

جھوٹا ہر جگہ شرمسار ہوتا ہے اور جھوٹے کی خاص علامت ہے کہ اس کا حافظہ نہیں ہوتا اسی لئے ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

یازدھم:- انصاف یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے بھی منصف ہو اور اس کے احکام کی تعمیل میں برابری کرنے والا ہو اور مریدوں کے حالات و مقامات سمجھنے والا ہو (جاننا چاہئے کہ اصطلاح سالکان میں مقام کا مفہوم ابتدائے سلوک میں قائم ہوتا ہے۔ جتنا کہ اس کو ارشاد کیا گیا ہے اور سالک کی شرط یہ ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرے تاکہ ننانوے دفعہ تکوین سے اور سو دفعہ تمکین سے گذر جائے) پس ہر حقدار کو اس کا جائز حق مطابق حال و احوال اور اس کی قابلیت اور مرتبہ روحانیت کے اندازہ کے مطابق عطا کرے اور جو حدیں کہ از روئے شریعت طریقت، حقیقت اور معرفت مقرر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز نہ کرے۔ پس مذکورہ بالا حدود سے کسی ایک حد سے بھی تجاوز کرے گا تو ظالم کہلانے کا حقدار ہے کیونکہ ظالم و ستمگار وہ ہے جو حد شرعی سے تجاوز کرے (کیونکہ طریقت، حقیقت اور معرفت کا انحصار اسی شریعت پر ہے) نیز کسی چیز کو بے جا و بے محل استعمال میں نہ لاوے۔ مثلاً مسجدیں ذکر و اذکار کرنے کی جگہیں ہیں چاہئے کہ ان میں سے کسی کو ذکر کرنے سے منع نہ کرے اگر کوئی منع کرے تو وہ ظالم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا** یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو مسجدوں میں ذکر الہی کرنے سے منع کرے جہاں کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے اور اس کو خراب کرنے کی کوشش کرے۔

نوٹ: (یہاں ذکر سے مراد ذکر بجزئی ہے) پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا** یعنی بہر حال ہم نے ظالموں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے جو ان کو خیموں کی مانند گھیرے گی۔ پھر فرمایا **مَنْ يَظْلِمُ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ نَّجِدْ لَهُ عَذَابًا كَبِيرًا** یعنی جو کوئی تم میں سے ظلم و ستم روارکھے گا وہ عذاب الیم چکھے گا۔ پھر ارشاد ہوا۔ **وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ** یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی متعینہ حدود سے تجاوز کرے گا۔

وہ ظالموں سے ہو گا پس جو کچھ کہ بیان ہو انی الحقیقت اسی سے ظلم مراد ہے۔ تو ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم و ستم عیب و ننگ ہے اور ظلم کا بدلہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک دوزخ ہے اور ہمارا ارادہ و مقصود ظلم سے اس جگہ یہی ہے جو بیان ہوا یعنی کسی چیز کو بے موقع و بے محل استعمال کرنا یا رکھنا یا دینا ہے پس مرشد کامل و ہادی اکمل پر واضح رہے کہ اس مرید کو جو اس کے اہل نہ ہو کوئی چیز نہ دے جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ لَا تَعْطُوا الْحُكْمَةَ غَيْرَ أَهْلِهَا مِثْلًا سِوَاكَ اہل کے رموزات حکمت نا اہل کو نہ سکھائے جائیں حکمت سے مراد یہاں علم حقیقت ہے اگر یہ نا اہل کو دیا گیا تو اس علم پر ظلم ہوا بصورت دیگر جو اس علم کا اہل ہے اس سے نہ تو اس کو روکے نہ دینے سے گریز کرے۔ اگر روک رکھے گا تو اس نے ان پر ظلم و ستم کیا۔ یہ تو کسی صورت میں روا نہیں کہ نا اہل کو علم باطنی عطا کرے اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ جس چیز کا وہ اہل ہے اس کو نہ دے پس مرشد کو یہ نگہداشت لازمی ہے کہ توجہ باطنی کرنے پر مرید کی لیاقت پر نظر کرے اگر اس کی قابلیت کو مقربین کے طریقہ پر قابل سلوک پائے تو اس کو حکمت و طور و طریقہ سے اہل قرب کے احوال کا اشارہ دے کر فیض کرے اگر اس میں قابلیت نہ پائے تو فقط نیک نصیحتوں سے ہدایت کرے۔

دوازدہم:- نصیحت خلق خدا یہ کہ مسلمانوں کو پسند و نصیحت دینا لازم سمجھے اور ان کے لئے ان چیزوں کو دوست رکھے جو اپنے لئے پسند رکھتا ہے اور وہ چیزیں جو خود ناپسند رکھتا ہے ان کے لئے بھی ناپسند سمجھے چنانچہ حضرت ابی رقیہ تمیم ابن اوس الداریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضور ﷺ نے اَللّٰہُ یُنْصِیْحُہٗ فُلْنَا لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَلِکِتَابِہٖ وَرَسُوْلِہٖ وَاٰہِلِ بَیْتِہٖ وَلِاٰیْمَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَتِہُمْ

یعنی دین سے مراد خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ خیر خواہی کس کے واسطے (یعنی خیر خواہی کس سے کرے) فرمایا حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ سے، اسکی کتاب (قرآن مجید) سے، اس کے رسول سے اور اس کے گھر والوں سے اور تمام مسلمانوں بلکہ تمام مخلوق سے نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحُکْمَةِ

وَالْمَوْعِظَةُ الْحَسَنَةُ وَجَادِلْهُمْ بِالتِّي هِيَ أَحْسَنُ یعنی کہ لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف عقلمندی اور پند و نصائح سے بلا اور ان کے ساتھ بطریق احسن مناظرہ کر۔ کیونکہ داناؤں نے کہا ہے کہ خوش خلقی ظاہری حالات و واقعات کی دوستی کے لئے اور دانا ئی یا حکمت خاصوں کو بلانے کے لئے اور پند و نصیحت عوام کے لئے اور جنگ دفع دشمنان کے لئے ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ جاہلوں کو نصیحت کرتے وقت سخت دست الفاظ نہ کہے۔

سیزدہم:- مخالفت نفس - یہ نفس کی خواہشات غلبہ قہر و ستم اور اس کے گناہوں کی مخالفت اتنی کہ اپنے نفس کو مغلوب کرے اس طریقہ پر کہ جو نفس ارادہ کرے اس کی متابعت نہ کرے۔ بلکہ اسکی ہمہ وجہ مخالفت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ کہ جو کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرے اور اپنے نفس کو حرام اور ناشائستہ حرکات سے باز رکھا پس بہشت اسکے لئے آرام گاہ ہے پس اس فرمان الہی کا مفہوم یہ ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں نازل فرمائی ہے جنہوں نے اپنے گھر میں جہاں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو اور تنہائی میں اس فعل قبیح پر قادر بھی ہو محض خدائے تعالیٰ سے ڈر کر اپنے نفس کی خواہش کے خلاف اس فعل شنیع سے باز رہے۔

نکتہ:- ہر چیز جو زندہ ہے پاک ہے مگر جب مرجاتی ہے پلید ہو جاتی ہے مگر نفس جب تک زندہ ہے پلید ہے جب مرجاتا ہے پاک ہو جاتا ہے۔

چہار دہم:- تواضع: یہ کہ بزرگوں، عالموں، پیروں، پیر بھائیوں اور اس مخلوق خدا کے ساتھ جو اہل طریقت سے نہ بھی ہوں عاجزی اور فروتنی سے پیش آئے۔ حتیٰ کہ مخلوق خدا سے کسی ایک کے ساتھ بھی غرور و تکبر نہ کرے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:-

سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ کہ ہم بہت جلدی ان لوگوں کو آیات قرآنی کی قبولیت سے منحرف کر دیں گے جو دنیا میں بنا راستی تکبر کرتے

ہیں۔ یعنی ان متکبروں کے دلوں پر مہر کر دیں گے تاکہ وہ ہماری باتوں کو نہ سمجھ سکیں۔
 حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ ہرگز ہرگز جھوٹے
 مدعیان کے دلوں کو قرآنی حکمتوں کے قیمتی موتیوں سے مزین کرنا نہیں چاہتا اس لئے ان
 کے دلوں سے ان کے قبول کرنے کی قابلیت سلب کر دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ
 ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ وَ مَنْ تَكَبَّرَ عَلَى اللَّهِ وَضَعَهُ اللَّهُ جو کوئی اللہ
 تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بلند کرے گا اور جو کوئی اللہ
 تعالیٰ سے تکبر کرے گا۔ اس کو پست کر دے گا پھر فرمایا۔ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
 بِشَلِّ الذَّرَآئِ النَّمْلَةِ الصَّغِيرَةِ يُعْلَوُهُمْ كُلُّ صَغِيرٍ قِيَامَتِ كَے روز لوگ چھوٹے
 چھوٹے کیڑے مکوڑوں کے بچوں کی طرح اٹھائے جاویں گے تاکہ چھوٹی سے چھوٹی
 مخلوق بھی ان پر بلندی پائے۔ چنانچہ جس نے دنیا میں تواضع اختیار کی ہے قیامت کے روز
 اس قدر قد و قامت پائے گا کہ ہر متکبر اور سرکش پر اس کا قدم ہو گا۔ لہذا تو بھی اگر
 تواضع اختیار کرے گا تو بلندی اور بزرگی پالے گا۔ جاننا چاہئے کہ تواضع سے مراد خداوند
 تعالیٰ کے ساتھ مقام عبودیت میں مشغول رہنا ہے جس کا ماحصل یہ کہ فرمانبرداری،
 عاجزی اور امر و نہی عن المنکر پر قائم رہنا ہے یہی سالکوں کی تواضع نفس ہے نیز تجلیات
 اور صفات کا دل کے اندر قبول کرنا یا اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی مرضی میں فنا کرنا حق کا
 درمیانی درجہ ہے اور تجلی ذات کا روح میں قبول کرنا یا اپنے نفس کو وجود مطلق میں فنا
 کرنا تواضع انتہائی ہے۔

مگر تواضع خلقت کے ساتھ انصاف کے مقام میں نفس کے قرار پکڑنے سے یا تو قبول حق
 سے یا رعایت حقوق کو ملحوظ رکھنے سے یا ترفع و توقع کے چھوڑنے سے مرتب ہوتی ہے
 اور قبول حق سے مراد یہ ہے کہ جب مناظروں اور مجادلوں میں جانب مخالف سے سچائی
 دیکھے تو انکار نہ کرے بلکہ مان لے اور گردن تسلیم خم کرے۔ نیز رعایت حقوق کا مقصد یہ
 ہے کہ دوسروں کے حقوق اپنے حقوق کے برابر بلکہ اس سے بھی مقدم جانے اور ترک
 ترفع اور توقع سے یہ مراد ہے کہ خلقت کے روبرو اس کیفیت کے باوجود اس کو جو

حاصل ہے تذکرہ نہ کرے بلکہ اپنے رتبہ کے اظہار کی توقع دوسروں سے نہ رکھے۔
 پانزدہم:- **حُسْنُ الصُّحْبَةِ وَالسَّيْرِتِ وَالْعِشْرَةِ**۔ یعنی مخلوق خدا کے ساتھ خواہ وہ
 بڑا ہو یا چھوٹا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت خوش خلق، خندہ پیشانی، خوبروی، نیک
 نمادی، خوش زبانی، عادت صالح اور اوصاف حمیدہ و خصائل پاکیزہ سے پیش آنے والا ہو
 اور شیریں گفتار و نیک کردار ہو اگر اس خلق عظیم سے متعلق ہو گا تو دنیا اور آخرت میں
 نیکی فلاح اور سرخروئی پائے گا۔ اور حقیقی راحت حاصل کرے گا اور جوہنی اوصاف
 حسد سے متصف ہو گا، مرشد و راہنما بنے اور مکمل طور پر ارشاد و ہدایت کرنے کے
 قابل ہو گا۔ اگر یہ خوبیاں اس میں نہ ہوں تو نہ وہ کامل ہے نہ ارشاد کے قابل ہے۔
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل
 اور رحمت ہو اور جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اس کے حبیب پاک کی نظر عنایت ہو
 اس کو یہ مرتبہ عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

طریقہ بیعت قادریہ علیہ مجملًا

مرشد کو چاہئے کہ سب سے پہلے تین بار سورۃ الحمد شریف پھر
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ
فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهِ اللّٰهُ فَسَيُوْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ایک بار
 پڑھے پھر

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَاتُوْبُ اِلَيْهِ تین بار خود کہے اور مرید سے کہلائے۔ پھر
 اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ مرید کے دائیں ہاتھ کے پنجہ میں ڈالے اس طرح سے کہ مرشد کی
 ہتھیلی مرید کی ہتھیلی کے اوپر ہو اور انگوٹھے ہر دو کے بالقابل کھڑے اور پوستہ ہوں۔ پس
 مرشد مرید کو تلقین کرے کہ کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس
 کے مرسل اور حاضرین مجلس گواہ ہیں کہ تحقیق میں رجوع کرنے والا ہوں اس کی
 فرمانبرداری پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ خدا تعالیٰ کے

محرمات سے پرہیز کرنے والا اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری (طاعت) پر کوشش کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوں طرف حق تعالیٰ کے اور ہمیشہ تیار ہوں حسب استطاعت بشری فقیروں اور مسکینوں کی خدمت پر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقرر کردہ ہمارے سردار و بار دار بہتر و برتر راہنما۔ پیر و مرشد و پیشوا السید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز دنیا اور آخرت میں ہیں۔ بعد ازیں کہے اللہ تعالیٰ میرے دل اور زبان کو مذکورہ بالا اقراروں اور وعدوں پر دنیا کی زندگانی اور آخرت میں قائم رکھ۔ پس مرشد فرماوے کہ یہ ہاتھ السید الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہمارے سردار اور رہبر حقیقی کا خدا کی طرف سے ہے اور قسم اور پیمان خاص خدا تعالیٰ کے ساتھ اور یہ عہد اس کے پیغمبر حق ﷺ کے ساتھ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر درود پڑھے اور چاہئے کہ پہلے ہی مرشد کے روبرو اس طرح دوزانو بیٹھے جس طرح کہ نماز میں بحالت قعدہ بیٹھتے ہیں اور اپنی آنکھیں بند رکھے اور اگر حجام موجود ہو تو سرمندادے اور منہ اور لبوں کے بال کٹادے (بلکہ ہر آدمی کو چاہئے کہ لبوں کے بال کٹا دے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی لبوں کے بال نہیں کٹواتا وہ ہم سے نہیں ہے) پس تین بار لا اِلهَ اِلَّا اللہ

کہہ کر ختم کرے اس کے بعد حاضرین مجلس بیعت کے ساتھ مل کر فاتحہ پڑھے یہی طریقہ بیعت دوسری کتب ہائے معتبرہ میں درج ہے۔

طریقہ بیعت سلسلہ قادریہ نقیبیہ طاہریہ بغدادیہ

۱- مرید ہونے والے پر لازم ہے کہ پہلے وضو کرے پھر دوزانو قبلہ رو ہو کر بیٹھے مرید کرنے والا (مرشد یا پیر) اس کے روبرو اس طرح بیٹھے کہ اس کا منہ مرید کی طرف اور پشت قبلہ کی جانب ہو

۲- پہلے مرید ہونے والے سے پوچھنا چاہئے کہ حضور غوث پاکؒ کے طریقہ میں ان کا مرید جان و دل سے ہونا چاہتا ہے؟ اگر وہ اقرار کرے تو پھر اسے ہدایت کریں کہ جو کچھ

اسے تلقین کیا جائے گا قبول کرے گا۔ اس کے جواب میں کہے کہ مجھے قبول ہے تاکہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب ہو۔

۳۔ پھر اسے مرشد پڑھائے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِی الْمُلْكِ یُحْیِی وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ اَشْهَدُ اَنْ سَیِّدُنَا وَنَبِیَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ۔

۴۔ پھر اسے توبہ کرائے اور پڑھائے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوبُ اِلَیْهِ۔

۵۔ اس سے اقرار کرائیں وہ کہے کہ میں نے توبہ کی خدا کے سامنے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور غوث پاک کے سامنے اور پیر صاحب کے سامنے اور خلیفہ صاحب کے سامنے میں نے توبہ کی کہ آئندہ گناہ اور برا کام نہیں کروں گا اور انشاء اللہ آئندہ جھوٹ نہیں بولوں گا اور مسلمان کی خیانت نہیں کروں گا اور ظلم نہیں کروں گا۔

۶۔ پھر اسے یہ سب کچھ قبول کرائیں جو درج ذیل ہے جس کے جواب میں وہ مرید ہونے والا فردا فردا کہے مجھے قبول ہے۔

۱۔ نماز پنجگانہ پڑھو گے۔ مرید ہونے والا کہے مجھے قبول ہے۔

۲۔ رمضان کے روزے رکھو گے۔ ایضاً

۳۔ اگر خدا مال و دولت دے تو زکوٰۃ دو گے اور حج کرو گے۔ ایضاً

۴۔ خدا ایک ہے کبھی مت کہو خدا دو ہیں۔ ایضاً

۵۔ خدا ایک ہے اور وحدہ لا شریک ہے۔ ایضاً

۶۔ کپڑا اور بدن ہمیشہ پاک رکھنا چاہئے۔ ایضاً

۷۔ زبان سے برا کلام نہ کرنا چاہئے اور گالی اور بد الفاظ نہ بولنا چاہئیں۔ ایضاً

۸۔ کسی مسلمان پر ظلم نہ کرنا چاہئے۔ ایضاً

۹۔ شریعت کی پابندی کرنی چاہئے۔ ایضاً

۱۰۔ مسلمان کی محبت اور خدمت خاص طور پر خلق خدا کی محبت عام طور پر

کرنی چاہئے۔

۱۱۔ نیک کام کی کوشش اور برے کاموں سے پرہیز اور برے لوگوں سے نہ دوستی نہ دشمنی

۱۲۔ جتنا نماز اور نفل زیادہ پڑھتا جائیگا انشاء اللہ اتنی ہی دنیاوی مشکلات اور دینی تکالیف دور ہو جائیں گی اور درجہ بلند ہو گا۔

۷۔ وظائف:- ہر نماز کے بعد جب وقت ملے ۷۵ مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے علاوہ شجرہ شریف میں درج شدہ وظائف سلسلہ قادریہ قصیدہ غوثیہ درج ہیں ان سب کے پڑھنے کی اجازت ہے۔

۸۔ عشاء کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اَلْحَمْدُ شَرِیف گیارہ دفعہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ شَرِیف اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ رسول اللہ ﷺ و حضور سیدنا غوث پاکؒ اور تمام بزرگان سلسلہ قادریہ اور دوسرے بزرگان دین کی ارواح کو ثواب بخشے۔

۹۔ سونے سے پہلے بشرطیکہ بدن پاک ہو جب سر تکیہ پر رکھے۔ سات بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوْبُ إِلَيْهِ سات دفعہ کلمہ شہادت اور سات دفعہ درود شریف پڑھے اور پھر سو جائے اس عمل سے پہلے کم از کم دو منٹ یہ سوچنا چاہئے کہ یوم گذشتہ میں میں نے کونسا نیکی کا کام کیا ہے اور کونسا برائی کا۔ پھر برائی پر توبہ لازمی ہے۔

۱۰۔ ہر مہینے حضور غوث پاکؒ کے لنگر اور دربار شریف کے لئے اگر توفیق ہو تو کچھ نذرانہ دینا چاہئے۔

۱۱۔ اگر مرید کو کوئی حاجت تکلیف یا پریشانی درپیش ہو اور حضور پیر صاحب بغداد شریف تشریف فرما ہوں تو بذریعہ خط ان کو مطلع کریں اور اگر پاکستان میں ایسی جگہ موجود ہوں جہاں مرید نہ پہنچ سکتا ہو تو بھی بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔

۱۲۔ مرشد کو اس کے بعد مرید کے دست راست کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لینا چاہئے اور پڑھنا چاہئے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یَبَایِعُوْنَ اللّٰهَ بِدُ

اللّٰهُ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ اللّٰهُ
فَسَيُوْتِيْهِ اَجْرٌ عَظِيْمًا

ترجمہ: جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جو عہد توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے عہد کیا ہے پورا کرے تو اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔ (سورۃ الفتح پہلا رکوع آخری آیت) پھر پانی پر یہ پڑھ کر دم کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ نُوْرِ قَلْبِيْ نُوْرٌ مَّعْرِفَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اور پانی اسے پلا دے۔ اس کے بعد خود پڑھے اور اگر پڑھ سکتا ہے تو مرید بھی پڑھے۔ ایک دفعہ سورہ فاتحہ شریف اور تین دفعہ قل شریف اور ایصال ثواب روح رسول پاک ﷺ و حضرت غوث پاکؒ اور تمام مشائخ طریقہ قادریہ کی ارواح مقدسہ پر کرے۔ اس کے بعد مرید کا پتہ، جائے سکونت اور ولدیت رجسٹر میں درج کرے۔ شجرہ شریف پر دستخط کرے اور اس کے حوالہ کرے جو نذرانہ پیش کرے وہ بھی اس کے سامنے درج کرے۔



در بیان تشریح و وضاحت عہد و بیعت حسب طریقہ فرمان پاک

حضرت غوث صدیقی محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا الشیخ

عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

اے طالب حقیقی اور مرید جان لے یہ کہ اول پیر مرید کو حکم دے کہ اگر حجام دستیاب ہو تو سر منڈا دے اور اس کے بعد حکمی و حقیقی پلیدی (باطنی و ظاہری) دور کرے۔ چنانچہ رسالہ 'حصول الاصول' مصنفہ خواجہ حمادؒ میں فرماتے ہیں کہ ذکر کو چاہیے کہ وضو اور غسل میں بہت احتیاط رکھے اگر بے طہارت ظاہری اور باطنی ذکر کرے گا تو تکلیف پائے گا یا کوئی مکروہ حادثہ پیش آئے گا یا جس کام کو ہاتھ ڈالے گا ضائع ہو گا۔ اگر کوئی چیز پکائے گا تو بے مزہ ہو جائے گی اور اس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ بعد طہارت کپڑے پاک اور حلال کمائی سے بنائے ہوئے پہنے اگر اس کے پاس موجود نہیں ہوں ورنہ اس کو کچھ ضرورت نہیں جو محتاج اور درویش ہو۔ چنانچہ شیخ ممدوح القدر نے فرمایا ہے کہ مرشد اپنا کپڑا اس مفلس مرید کو دے دے۔ تاکہ کپڑے کے نور سے اس مرید پر ذکر کی نعمت کشادہ ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت رسالتؐ نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ نماز جنازہ ادا کرے اور اپنی چادر مبارک ان کو اوڑھا دی۔ جب واپس تشریف لائے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت بارش ہو رہی تھی۔ میں نہیں بھیگا آنحضرت نے فرمایا یہ ابر رحمت ہے جو ہمیشہ برستا ہے اس چادر کی برکت تو نے دیکھی؟ پس مرشد اس کو غسل اور وضو کا حکم دے اور دو رکعت نماز نفل واسطے خداوند تعالیٰ توبہ کی نیت سے پڑھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی جو شخص صدق و اخلاص سے بُری باتوں اور مکروہ کاموں سے باز آجائے خداوند تعالیٰ اس کو بخش دیگا اور اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے گا وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ جب مرید اس کام سے فارغ ہو

جائے پس اس بوجھ کو اٹھانے اور ان شرطوں کو قبول کرنے کو جواز روئے طریقت مرشد نے اس پر ڈالنی ہیں تیار ہو جائے۔ پھر مرشد خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر مرید کے حالات کو عرض کرے اور مرید کے لئے خداوند تعالیٰ سے کشائش ظاہری و باطنی طلب کرے اور بحضور قلبی دعائے خیر کرے اور اپنے مرید کے لئے توفیق فرمانبرداری عطا کرنے اور قبولیت بخشے کے لئے بحضور خداوندی بتوسل و بتوسط جناب رسول کریم ﷺ جو کہ ہمارے بہترین اور بلند ترین وسیلہ خداوند تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہیں سوال کرے پھر مرید کو اپنے سامنے نماز کے قعدہ کی صورت میں بیٹھنے کا حکم دے اس طرح کہ مرید کا منہ قبلہ کی جانب ہو اور مرشد کی کعبہ کی جانب پشت ہو پھر تلقین سبق شروع کرے پہلے مرشد کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ دل سے تلقین کرے کیونکہ دل کا ذکر خداوند تعالیٰ کے رازوں سے ایک راز ہے بندہ کے لئے اور اس بھید کو مریدوں کو سمجھا دے مرشد اس کو ۱۶۶ بار پڑھے جب اس کے پڑھنے سے فارغ ہو تو بیعت لینے سے پہلے مرشد اپنے بزرگوں پیشواؤں سے امداد طلب کرے کیونکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ إِذَا تَحَمَّزْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ (یعنی جب تم کاموں میں عدم مقصد برآری کے باعث متحیر ہو جاؤ تو اہل قبور سے مدد مانگو)۔ اور کہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُمَّ بَرَكْتَ أَنْبِيَاءَكَ وَأَوْلِيَاءَكَ وَكُلَّ مَا كَانَ عِنْدَكَ حَقٌّ صَبَّ عَلَى قُلُوبِنَا كَأْسَ شَرَابِ مُحَبَّتِكَ كَمَا صَبَبْتَهُ عَلَى قَلْبِ نَبِيِّكَ وَعَلَى سَائِرِ قُلُوبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ كَمَا صَبَبْتَهُ عَلَى سَائِرِ قُلُوبِ شَائِخِ الطَّرِيقَةِ أَجْمَعِينَ فَاطْمَسِ اللَّهُمَّ مِنْ قُلُوبِنَا حُبَّ غَيْرِكَ وَأَشْقِنَا بِكَاسِ مُحَبَّتِكَ وَاجْعَلْنَا سُكَّارِي سِنِّهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ مَا سَأَلَكَ أَنْبِيَائُكَ وَأَوْلِيَائُكَ وَسَكَانُ سَمَوَاتِكَ وَأَهْلُ أَرْضِكَ أَجْمَعُونَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ حِكْمَتِكَ وَأَنْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ وَادِّمْ عَلَيْنَا سَوَابِحَ نِعْمَتِكَ وَادْفَعْ عَنَّا شَرَّ نِقْمَتِكَ

وَجَنَّبْنَا سَخَطَكَ وَدَقَقْنَا لَمْرَضَاتِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا
الْإِيمَانَ وَالْبِرَّ وَالْإِحْسَانَ وَزَيِّنْ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ
وَالْعِصْيَانَ وَاعْفِرْ اللَّهُمَّ لَنَا وَلِوَالِدِنَا وَلِمَشَانِعِنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ○

جب مرشد اس دعا سے فراغت پائے تو خطبہ عہد و بیعت شروع کرے جو یہ ہے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَلَا عُدُوَانِ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

پس جب مرشد مرید سے بیعت لینے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ ذکر کی
تلقین کرنے سے پیشتر اس راہ مستقیم کی منزلوں کی مشکلات، تکالیف اور دشواریوں کا
تذکرہ مرید سے کرے جیسا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے جو بحیثیت مرشد کے تھے
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا یعنی تو میرے ساتھ نہ ٹھہر
سکے گا۔ جس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چونکہ اس راہ میں بصدق
وارادت قدم رکھا تھا۔ کہا۔ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِي لَكَ اَمْرًا ”انشاء
اللہ تو مجھے پائے گا ٹھہرنے والا صابر اور تیرے کسی حکم کا انکار نہ ہو گا۔“

پس اس طرح مرشد کو چاہئے کہ مرید کو راہ مستقیم کے خوف و ہراس اور
ہلاکت خیز مقامات درپیش آنے سے خبردار کر دے تاکہ اگر مرید دنیاوی خواہشات کے
تحت مرید ہونے آیا ہو تو واپس چلا جائے اور اگر فی الحقیقت طالب ہو کر آیا ہو دراستہ
کی تکلیفوں کو جان و دل سے قبول کرے۔

اس کے مرید کو حکم دے کہ دایاں ہاتھ لمبا کرے اور مرشد بھی اپنا دایاں ہاتھ
لمبا کرے اور مرید کے پنجہ سے اپنا پنجہ ملائے اس طرح کہ مرید کی ہتھیلی شیخ کی ہتھیلی پر ہو
اور مرشد اپنا انگوٹھا مرید کے انگوٹھے سے ملائے اور ہاتھوں کو کپڑے یا رومال سے

ڈھانپ دیوے۔ اور اول بار اس کو استغفار اور توبہ کی تلقین کرے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ لَا صَغِيرَةً مَعَ الْأَمْرَارِ وَلَا كَبِيرَةً مَعَ الْأَسْتَغْفَارِ یعنی ”گناہ صغیرہ ترک کر دینے سے جاتا ہے اور گناہ کبیرہ استغفار کرنے سے باقی نہیں رہتے“ پھر بھی توبہ کا حق یہ ہے کہ ہمیشہ استغفار کے ساتھ گناہوں کا غبار اپنے آپ سے دور کرتا رہے پھر مرشد مرید کو کہے اے بیٹا! کَوِ اسْتَغْفِرُ اللّٰهُ الْعَظِيمُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ تین بار خود کہے اور مرید سے کہلاوے جس طرح کہ خود کہہ رہا ہے پھر ارشاد کرے کہ کَوِ أَشْهَدُ اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهُ وَرُسُلُهُ وَأَوْلِيَائِهِ وَالْحَاضِرِينَ مِنْ خَلْقِهِ يَا بَنِي تُوبَ إِلَى اللَّهِ الَّذِي حَلَلَ الْحَلَالَ وَحَرَّمَ الْحَرَامَ وَلَا زَمَ عَلَيْكَ الَّذِي كَرَّمَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالطَّاعَةَ بِحَسَبِ الْإِسْطَاعَةِ ”گواہ ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اس کے پیغمبر اور اس کے رسل اور اس کے اولیاء اور اس کی مخلوق سے جو یہاں حاضر ہیں“ پھر کہے اے بیٹے توبہ کر بحضور خداوند تعالیٰ جس نے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا اور لازم کیا تجھ پر ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور طاعت اور زہد و عبادت باندازہ طاقت پس مرید بھی اسی طرح کہے جس طرح کہا گیا ہے پھر مرشد مرید کو کہے کہ کَوِ الْقُطْبَ رَبَّانِي وَالْهَيْكَلَ نَوْرَانِي وَالْمَعَارِفَ صِدْقَانِي سیدی و استاذی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ ہمارے پیر و مرشد اور استاد اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے لئے ہمارے افضل ترین وسیلہ ہیں اور ان کے پیر ہمارے پیر اور ان کا طریقہ (قادریہ) ہمارا طریقہ ہے اور جو کچھ کہ ہم کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا گزارہ ہے۔ پھر مرشد مرید کی طرف رجوع کرے اور کہے خدا یا اس کو قبول فرما اور اس سے دوسروں کو قبول فرما، یا یوں کہے کہ قبولیت کا دروازہ اس پر کھول دے اور اس کو نیک کاموں میں مشغول فرمانہ کہ برے کاموں میں اور اس میں دنیا اور آخرت کی زندگی میں اس سخن ثابت و محکم پر قائم رکھ یعنی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پر اس کو دنیا کی زندگانی اور آخرت میں تقویت فرما اور ساتھ اپنی تقویت کے بِأَعِزُّنَا حَكِيمُنَا بِوَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ پھر مرشد مرید کو

ارشاد کرے کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ پرہیزگاری، طاعت، عبادت اور احکام میں فرمانبرداری اور موانعات سے روگردانی اختیار کر اور اس بات کی قسم تجھ سے لیتا ہوں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو گا اور گناہ صغیرہ سے پرہیز کرے گا کیونکہ گناہان صغیرہ کے ارتکاب کی مداومت گناہان کبیرہ کے اقدام کی طرف لے جاتی ہے اور اسی وجہ سے جلد یا بدیر گناہان کبیرہ سرزد ہو جاتے ہیں۔

نیز جس پر تجھے عمل کرنا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور سنت یعنی طریقہ و رسم و عادات پیغمبر خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور شریعت اور طریقت پر دل و جان سے عمل کرنا ہے چنانچہ اس مرید سے عہد و پیمان لے کہ میں نے آپ کی وصیت قبول کر لی ہے پس مرشد ان حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کے لئے بلکہ تمام مسلمانان عالم کے حق میں دعاء خیر کرے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ بِنَاوِ اِهْدِنَا وَاِهْدِ بِنَا وَاَرْشِدْنَا وَاَرْشِدْ بِنَا وَاَرْنَا
الْحَقَّ حَقًّا وَاَلْهِنَّا اتِّبَاعَهُ وَاِرْنا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرْزُقْنَا اِمْتِنَاعَهُ اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ
قَاطِعٍ يَقْطَعُ عَنَّا عَيْتَكَ وَلَا نَقْطَعْنَا بِالْاَعْمَارِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاَللّٰهُ عَلٰى مَا
نَقُولُ وَكِيلٌ پھر کہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ بِدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَبْدِيْهِمْ
فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ اللّٰهُ فَاَسْوَأُ تَبَرٍّ اَجْرًا
عَظِيْمًا۔ یہ آیت پاک عہد و بیعت خاص مردوں کے لئے۔ اگر بیعت عورت کرے تو اس
طرح پڑھے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذْ جَاۤءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا
يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِهَتٰنٍ يَفْتَرِيْنَ بَيْنَ اَبْدِيْهِنَّ
وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِى مَعْرُوْفٍ قُبَايِعُهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسول اللہ ﷺ بیعت کرتے وقت
صرف زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے اور دست مبارک سے کسی عورت کے ہاتھ
کو نہ چھوتے تھے۔ منقول ہے کہ عورتیں پانی کے پیالہ میں ہاتھ ڈالتی تھیں اس کے بعد
آنحضرت ﷺ اپنا دست مبارک اس پیالہ میں ڈالتے۔ بس یہی طریقہ بیعت عورتوں

کے لئے تھا۔

اس کے بعد مرشد مرید کو ارشاد کرے کہ مجھ سے کلمہ توحید تین بار سن اور توحید کا مطلب لغات میں خداوند عزوجل کو ایک جاننا ہے اور تو بھی میری مانند کہہ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو تین بار مرشد کے اور اسی طرح مرید بھی کہے پس مرید اس کلمہ پاک کے صحیح اور برحق ہونے کا اقرار کرے پھر مرشد مرید کو اس کلمہ پاک کے بکثرت ذکر کرنے کی ہر حالت میں کہ کھڑا ہو یا کہ بیٹھا ہو یا لیٹا ہو رات ہو یا دن وصیت کرے اور اس کو حقوق سلوک اور حقوق مرشد اور حقوق برادران اور حقوق جملہ مسلمانان سمجھاوے۔ اس کے بعد دعا خیر اس کے اور جملہ مسلمان عالم کے حق میں نیکی پر قائم رہنے کے لئے فرماوے اور کہے :-

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَنَا رَاحِمًا جَوَادًا كَرِيْمًا اَللّٰهُمَّ دُلَّنَا بِكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ خُذْ
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَلَوْ اَلِدِيْهِ فَتُوْحُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوَّلِيَاءِ بِجُودِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَعَلَى جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ
مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاِلَهِمْ وَاَصْحَابِهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔



تشریح ذکر بالجہر وبالخفی و ترکیب شروع کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ذکر کو ذکر شروع کرنے سے پہلے سورۃ فاتحہ تین بار سورۃ بقرہ از الم تا مفلحون آیت ۵۵ ایک بار آیت الکرسی از اللہ لا الہ الا هو الْحَيُّ الْقَيُّومُ تا خَالِدُونَ ایک بار (سپارہ ۳ سورت بقرہ آیت نمبر ۲۵۵ تا ۲۵۷) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ فَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ - (سپارہ نمبر ۳ سورت بقرہ کی آخری ۳ آیتیں از ۲۸۴ تا ۲۸۶) ایک بار حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ تین بار پڑھے پھر باواز بلند (جہر) ذکر میں مشغول ہو۔ جاننا چاہیے کہ ذکر دو طرح کا ہے ایک آہستہ دوسرا باواز بلند اور ہر ایک اس بارہ میں اپنے اپنے دلائل پیش کرتا ہے جو دونوں طرح ہی درست ہے چنانچہ کتب ہائے معتبرہ میں مرقوم ہے کہ جب کافر (بعد حضور) غالب تھے تو بانگ نماز قرأت اور تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح کرنے کا فرمان با آہستگی تھا جیسا کہ اس وقت کے لئے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَقَوْلًا تَعَالٰی وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یعنی پکارو اپنے رب کو تم اپنے ہر سانس کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے آہستگی کے ساتھ بغیر بلند آواز اور زبان کے اور جب غلبہ اسلام ہوا اور کفار مغلوب ہوئے تو حکم ربانی ہوا سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی الَّذِیْ (اٰی اَرْفَعُ صَوْتَكَ بِذِكْرِ رَبِّكَ) یعنی تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو بلند ترین ہے یعنی اپنے رب کا ذکر با آواز بلند کر۔ پس سننے والوں کے لئے ذکر جہری بہتر ہے عابدوں کے لئے ذکر سری اچھا ہے۔

ذکر کی ابتداء بائیں پہلو کی جانب یعنی دل سے کرے اور لفظ اللہ کی ”ہ“ کو جو بہت بزرگی والا حرف ہے کلمہ ختم کرنے کے بعد بھی دل پر ہی بائیں جانب زور سے مارے یعنی مقام دل سے الف کو کھینچتا ہوا اپنے شانہ تک لا کر سر پر لاوے پھر وہاں سے بائیں شانہ کی طرف لا کر بڑے زور سے لہ کی ضرب دل پر لگاوے اور آنکھیں بند رکھے دل میں غیر خیالات گزرنے نہ دے اور حضوری قلب کے ساتھ عاجزی سے ذکر

کرے۔ جب ذکر میں مستغرق ہو جائے پھر جس طرح چاہے کرے۔

پس جب ذکر سے فارغ ہو اس پر لازم ہے کہ سورۃ فاتحہ تین بار بعدہ یہ آیت تین بار پڑھے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔ پس جو کوئی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا عاشق اور دلدادہ ہے اس پر لازم ہے کہ درود و سلام آنحضور ﷺ پر بھیجے۔ سلام کا مقصد یہ ہے کہ حضور پاک کے احکام میں گردن تسلیم خم کرنا ہے یہ بھی چاہیے کہ جب درود شریف پڑھے تو سلام بھی اس کے ساتھ شامل کرے تاکہ فرمان الہی کی تعمیل ہو۔ پھر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ کُلَّمَا ذَکَرْتَ وَذَکْرُہُ الذَّاکِرُوْنَ
وَوَکَلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذَکْرُہُ الْغَافِلُوْنَ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ اَصْحَابِ رُسُوْلِ
اللّٰہِ ﷺ وَعَنِ التَّابِعِیْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِیْنَ لَہُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھ کر ختم کرے۔

اَللّٰهُمَّ اٰحِنَا وَاٰمِنَا عَلٰی حَبِیْہُمْ وَاحْفَظْنَا مِنْ بَغْضِہُمْ وَسَبِّہُمْ وَلَا تَجْعَلْ
لَا حِدٍ مِنْہُمْ وَلَا مِنْ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ اَعْنَاقِنَا ظِلَامًا وَاَجْعَلْہُمْ شَفَعَانَا اِلَیْکَ یَوْمَ
الْقِیَامَةِ اَللّٰهُمَّ اَرْضِ عَنْ قُطْبِ الْاَقْطَابِ وَفَرْدِ الْاَحْبَابِ الْعَابِلِ عَلٰی الْکِتَابِ
وَالسُّنَّةِ الْقَانِلِ عَلٰی رُؤُسِ الْاَشْہَادِ قَدِیْ ہَذَا عَلٰی رَقَبَتِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ الْغَوِثِ
الْاَعْظَمِ الْفَرْدِ الْاَوْحِدِ اَبِی الْمُبَارِکِ وَالْمُحَاسِنِ اَعْنِیْ شَیْخُ مَحٰی الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ
جِلَّانِیْ قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِرَّہُ وَاَعَادَ عَلَیْنَا وَعَلٰی الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ بَرَکَاتِہِ
وَخَصُوْصِیَاتِہِ وَنَفْعَاتِہِ وَجِلْوَاتِہِ وَاَحْشَرْنَا فِیْ زَمَرَتِہِ وَتَحْتَ لِوَاءِ سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ نَحْنُ وَالدِّیْنُ وَمَشَانِخُنَا وَمُعَلِّمُنَا وَاِخْوَانُنَا وَاصْدِقَانُنَا وَسَائِرِ
الْمُسْلِمِیْنَ وَصَلِّ اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

در بیان تعلیم ذکر نفی اثبات منجانب مرشد بحق مرید

پس مرشد سمجھاوے اور سکھاوے کہ اے بیٹے! اپنے دل کے مرکز سے اپنے

ذہن و خیال میں دائیں پستان تک کھینچتا ہوا پھر دائیں شانے تک لاتا ہوا سر کی چوٹی تک لا کر اللہ اپنے سر کی چوٹی پر ختم کر پھر اسی خیالی صورت میں سر کی چوٹی سے بائیں شانے تک نیچے لاتا ہوا بائیں پستان پر لفظ **إِلَّا اللّٰهُ** لے آ اور آخری حرف ہ کو جو کہ نہایت بزرگ اور جلالت والا ہے دل سے سر پر نہ کہہ کر ضرب شدید سے مار یہ ضرب انتی سخت ہونی چاہیے کہ دل حرکت کرے اور تمام بدن کانپے اور ہر حالت میں تیرا ذکر اسی مقام سے شروع اور اسی مقام پر ختم ہو کیونکہ یہ دشمنوں کا مقام ہے جس کو نفس امارہ کہتے ہیں جو کہ نہایت سرکش نافرمان بردار۔ تا تابع اور سخت ترین مائل کرنے والا لذات نفسانیہ اور خواہشات فانیہ ممنوعہ کی طرف کو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ** تحقیق نفس امارہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے پس ذکر نفی اثبات کے لفظ لا کو مد سے پڑھے کہ نفی کرنے والا ہے اور اس قدر حرکت دے جتنی کہ ضرورت ہے۔

پھر بتا دے کہ اللہ کے الف کو زیر سے پڑھے اور ”ہ“ کو زیر خفیف سے یعنی ایسا لمبا یا پر نہ پڑھے کہ بجائے زیر کے الف ظاہر ہونے لگے بلکہ سکون سے پڑھے اور **إِلَّا اللّٰهُ** کی آخری ہ کو جو کہ اسم جلالی ہے کہ سخت ضرب سے پڑھے۔ اور اللہ کی ہ کو اور **إِلَّا اللّٰهُ** کے پڑھنے میں جدائی نہ کرے کیونکہ اگر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ** سے علیحدہ ادا کرے تو پہلے سانس میں صرف نفی کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور نفی اللہ کی بغیر اثبات یعنی **إِلَّا اللّٰهُ** کے کفر ہے پس ذکر پہلے سانس میں اگر صاحب علم ہے تو کافر اور اگر بے علم ہے تو گنہگار ہے بوجہ ترک کرنے اس بات کے جو بیان ہوئی۔

پھر اے سالک ذکر کرنے والے تجھ پر لازم ہے کہ لفظ الہ کے الف کے ظاہر کرنے کو خوب تحقیق کر کیونکہ اگر تو اس جگہ غفلت سے کام لے گا اور سستی کرے گا۔ تو تیرے بولنے میں الف کی آواز بوجہ زیر کو لاعلمی یا لاپرواہی سے لمبا کر کے پڑھنے سے ہی کی آواز سے بدل جائے گی تو تیرا ذکر اس طرح ہو جائے گا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ** یہ سراسر غلط ہے اور اس طرح اللہ کی ”ہ“ کی زیر کو لمبا کر کے پڑھنے سے پرہیز کرے کیونکہ

اگر ”ہ“ کو پُر کر کے پڑھے گا تو بجائے زیر کے الف کی آواز برآمد ہوگی پس اس صورت میں تیرا ذکر اس طرح ہوگا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جو صریحاً غلط ہے اور اسی طرح الف الّا کی زیر پڑھنے میں احتیاط چاہئے تاکہ زیر کی بجائے ی کی آواز نہ بن جائے پھر اس طرح بن جائے گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور یہ بھی سراسر غلط ہے چنانچہ ان تمام حالتوں میں کلمہ توحید نہیں کہا جاسکتا پس اس غلط پڑھنے سے نہ ثواب ہے نہ تاثیر ہے بلکہ گناہ لازم آتا ہے بلکہ ذکر کے لئے دین کا خطرہ ہے عام طور پر اس زمانہ کے ذکر اس سقم قبیح بد نما اور رسوا کنندہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں حالانکہ اپنی جہالت کم علمی اور نادانی کے باعث اپنے ضرر اور نقصان کو نہیں جانتے نیز تجھ کو اِلَّا اللہ کی ہدا کرنے کے بعد توقف کرنا (ٹھہرنا) لازم ہے کیونکہ بقاعدہ قرأت بلحاظ مخرج و ادائیگی الفاظ کے عین مطابق ہے اگر تو اِلَّا اللہ پر سانس توڑے تو اس لا کو کلمہ توحید کے پہلے الف سے ملا کر پڑھنا پڑے گا جو صریحاً غلط ہے پس لا کو ظاہر کر کے سانس لے کر ابتدائی الف کو زیر کے ساتھ پڑھ کیونکہ زیر اور زیر کی کمی بیشی کلمہ توحید کے معنوں میں نقصان دہ اور ضرر پذیر ہوتی ہے جو کہ کسی حالت میں جائز نہیں اس تعلیم کے دینے کے بعد مرشد سورہ فاتحہ پڑھے اور مرید اور تمام مسلمانوں کے حق میں نیک دعا کرے۔

مرید کو چاہئے کہ اکثر اوقات اپنی زبان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر کے دوران ماسوائے اللہ سے محفوظ رکھے تاکہ ذکر قلب میں خلل واقع نہ ہو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب زبان باتوں میں مشغول ہو تو دل ذکر کرنے سے رک جاتا ہے۔

عمر خود ضائع مکن اے بوالہوس!

لب مزین جز نام اللہ یک نفس

جاننا چاہئے کہ ذکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ذکر تقلیدی دوسرا ذکر تحقیقی ذکر

تقلیدی یہ ہے کہ بلا اجازت اور بلا تلقین مرشد کرے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ کچے بیج کو اگر زمین میں بویا جائے تو وہ نہ اگے گا نہ پھل دیگا۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ ذکر کرنا بندہ کے لئے ذریعہ محبت ہے اس کی علامتیں یہ ہیں کہ جب بندہ خاص

اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے تو اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرُهُ جو شخص کسی چیز کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس کو خاص طور پر زیادہ یاد کرتا ہے۔

یہ بھی جان لے کہ فتوح الغیب میں حضرت غوث پاکؒ فرماتے ہیں۔
 وَلَا يَبْقَىٰ فِي قَلْبِكَ شَيْءٌ سِوَى اللَّهِ تَعَالَىٰ یعنی تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ باقی نہ رہے پس تیرا دل محبت ایزدی میں پُر ہو جائے اور مدعا کے مطابق اس کی طلب میں درست اور صحیح ہو جائے۔

نیز صدق واردات یہ ہے کہ کوئی چیز اغراض دنیوی میں سے تیرے دل کے خیمہ کے گرد پھرنے نہ پائے تاکہ حقیقی اخلاص ظہور پذیر ہو۔

اور ارادہ کے معنی دل کی خواہش ہے جو کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے بس اسی خواہش دل کو ارادہ کہتے ہیں اور یہی نیک ارادہ افضل ترین ہے جو تمام نیک بختیوں کا ختم ہے چنانچہ بزرگان فرماتے ہیں کہ ارادہ انسانی صفتوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے انوار سے ایک نور ہے بلکہ یوں سمجھو کہ مریدی صفت حق ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ اس صفت سے انسان کے روح پر تجلی کرتا ہے لہذا اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے انوار کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور جب اس ختم ارادہ سے مومن بندہ کے دل کی زمین میں محبت الہی پیدا ہو تو اس انسان کو چاہیے کہ اس کو غنیمت جانے اور اس غیبی مہمان کو نہایت عزیز رکھے اور مناسب اغذیہ سے اس کی خدمت کرے کیونکہ ارادہ مرید کے دل میں نوزائیدہ طفل غیبی ہے۔ اس طفل کی غذا سوائے پستان تقرب و تصرف مرشد کے اور کہیں حاصل نہیں ہوتی پس لازم ہے کہ شیخ کامل صاحب تقرب و تصرف کی طلب میں مشغول ہو جائے اور اپنے آپ کو اس کی رضا اور تصرف پر چھوڑ دے۔

گر تو نتوانی بدریائے خطیر
 رو نشیں در بطن کشتی دغیر

کشتی بر غوث الوری جائے امان
 سوئے قرب رہرواں بیند عیاں
 خوف طوفان نیست وز کام نہنگ
 میرود بابال و پر تیرد خدنگ



طریقہ قادریہ کے مطابق خلوت میں داخل ہو کر چلہ کشی کرنا

خلوت میں داخل ہوتے وقت یہ نیت باندھے۔ اَللّٰهُمَّ نَوِّتْ الْخُلُوْتَ تَبَتُّلاً اِلَيْكَ وَابْتِغَاءَ لِمَرْضَاتِكَ وَوَجْهِكَ الْكَرِيمِ بِفَضْلِكَ وَفَيْضِكَ وَجُودِكَ بِاَكْرَمِ الْاَكْرَبِينَ وَبِاَزْهِمِ الرَّاحِمِينَ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں نیت یا ارادہ کرتا ہوں چلہ کشی کی تیری طرف رجوع کرنے کے لئے اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دل دنیا سے قطع کرتا ہوں کیونکہ تو بخشے والا اور ہر گناہ سے درگزر کرنے والا ہر خطا سے توبہ قبول کرنے والا اپنی زیادتی بخشش اور فیض عظیم اور بے نہایت سخاوت کی بخشش کے باعث ہے اے بخشے والوں کے بخشے والے اور اے بزرگ ترین بخشے والوں سے۔

پس جس وقت کہ خلوت (چلہ) میں داخل ہو تو چاہئے کہ دن کو روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا تعلقاتِ بشری اور خواہشاتِ نفسانی سے قطع تعلقی کر دیتا ہے چنانچہ روزہ رکھنا بڑی خاصیت اور قوی تاثیر رکھتا ہے اس لئے مرید کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو مجاہدہ اور ریاضیت اور عبادت پر مطمئن کرے۔ کیونکہ نفس کی اصلاح کے لئے کوئی مجاہدہ بھوک کے برابر نہیں اس لئے چاہئے کہ ہر روز بلا ناغہ روزہ رکھے تاکہ مقصود کو پہنچے اور رات کو جاگے کیونکہ اس کو زیادہ سونے کی اجازت نہیں ہے اور سالک کو چاہئے کہ نیند کو کم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ راستہ جاگنے والوں (یعنی شب بیداروں) کے لئے ہے بلکہ اپنے مناسب حال ذکر و اذکار میں مشغول رہے اور ذکر کی حقیقت کو پیش خیال رکھے پس اگر اس کو ماسوائے حقیقت ذکر و سراخیال یا خطرہ سامنے آئے تو ذکر کے معنوں کی طرف رجوع کرے۔ اگرچہ لافنی ہے مگر اس حقیقت ذکر کو حاصل کرنے کے لوازمات سے ہے۔ پس اس طرح ذکر کا معنی مدخیال رکھنا خطرہ کو رفع کر دیتا ہے۔ اگر نیند اس کو غلبہ کرے پس تھوڑا سا سو جائے۔ جاننا چاہئے کہ سالک پہلو کو زمین پر نہ لگاوے مگر اس وقت جب نیند کے غلبہ سے تھک جائے جس کے باعث تھکاوٹ اور ملال عبادت میں ظاہر ہو۔ ملال اور تھکاوٹ کی حالت میں عبادت نہیں کرنی

چاہئے۔ اس وقت ایک ساعت کے لئے (گھٹنے پر) تکیہ کرے جب جاگ پڑے تو وضو کرے اور دو رکعت نماز تَحِیَّۃُ الْوُضُوْغِ گزارے اور دو رکعت بہ نیت تَحِیَّۃُ الْمَکَانَ گزارے۔ سالک کو چاہئے کہ کثرت نماز میں کوشش کرے کیونکہ رات کو زیادہ نماز پڑھنا عاشقوں کا معراج ہے اور نماز تسبیح گزارنے پر موانست و مداومت کرے کیونکہ اس میں بے شمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے تمام نمازوں میں دل کی حضوری حاصل ہوتی ہے بغیر حضوری دل کے نماز نہیں ہوتی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ پس نماز ادا کرنے کے بعد ذکر میں مشغول ہو اگر نیند غلبہ کرے تو اس کو رفع کرنے کی کوشش کھڑا ہونے آہستگی اور نرمی سے اس مکان کے اندر ٹہلنے اور از سر نو استنجا وضو اور طہارت کرنے سے کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو محبت کرتا ہے۔ کے مصداق محبت کی کرامت سے مخصوص ہو پھر بھی اگر نیند شدید غلبہ کرے تو مذکورہ بالا طریقے کو عمل میں لائے جو ابھی بیان ہوئے۔ حاصل مقصد یہ ہے کہ بہت کم سوئے نیز چلہ کشی کی جگہ (خلوت گاہ) بہر حال تنگ ہونی چاہئے اس میں سوائے دروازہ کے روزن یا سوراخ تک نہ ہو تاکہ آواز مخالف کان تک نہ پہنچے اور اس کا وقت اس آواز سے مشوش نہ ہو اور ہر حالت میں دروازہ بند رکھے اور اس پر پردہ ڈالے رکھے تاکہ روشنی کا اثر دروازہ کی درزوں سے ظاہر نہ ہو تاکہ حواس خمسہ اپنے کام سے معطل ہو جاویں۔ اور روح عالم غیب کے ساتھ پیوند ہو جائے اور پورے طور پر خدا کے ساتھ مشغول ہو کر اس جہان سے منہ پھیر لے اور زبان کو فضول باتوں سے اور حواس خمسہ کو بیہودہ تصرفات سے باز رکھے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ جو بات کی جائے اس کے ہر لفظ کے لئے رقیب ہے۔ پھر فرمایا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ یعنی تحقیق کان اور آنکھوں اور دل غرضیکہ سب سے متعلق پوچھ ہونی ہے۔

پس اگر ایسی جگہ نہ ملے جو آوازوں سے محفوظ ہو تو ایسی صورت میں اپنے

دونوں کانوں کو روئی سے بند کرے اور آنکھوں کو ذکر کرتے وقت بند کرے اور قبلہ رو چار زانو شکل قعدہ کا نماز بیٹھے اور تکیہ نہ لگائے کیونکہ تکیہ لگانا نیند لاتا ہے اگر پیاس ہو تو پانی بہت تھوڑا پیوے کیونکہ پانی پینا نیند لاتا ہے اور اپنے راز کو ہر حالت میں ظاہر کرنے سے باز رہے اور چاہئے کہ چلہ کشی کی ابتدا اس وقت کرے جب کہ آفتاب برج جدی میں ہو وہی وقت موسم سرما کا آغاز ہے اور خلوت میں اتنے روز ٹھہرے جتنے دن اس کے مرشد نے تعین کیے ہوں اور مرشد کے حکم سے خلوت (چلہ) سے باہر آئے اور لازمی ہے کہ چلہ میں مرشد کے امر و اجازت سے بیٹھے اگر مرشد کی بلا اجازت خلوت اختیار کرے گا۔ ہرگز مقصود کو نہ پہنچے گا بلکہ مرشد کے دل پر بھی کدورت پیدا ہوگی۔ چنانچہ وہی کدورت مرید کے لئے راہ حق میں حجاب ہوگی اور مقصود حجاب کی وجہ سے حاصل نہ ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ چلہ کشی کے آداب سے ایک یہ بھی ہے کہ طلب اور اغراض دنیوی کی آلودگیوں سے نیت پاک ہو اور صرف غرض آخرت ملحوظ ہو پھر صدق و صفائی کے ساتھ منہ قبلہ کی طرف کر کے بیٹھے اور خیال کرے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہیں تاکہ احترام اور آداب اور وقار اور عزت و حرمت کی قید میں رہے اور سالک اس بات کا یقین رکھے کہ باطن کی حضوری کا قرب سوائے اس کی خاص عنایت اور اطاعت کے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے۔
وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ اور جو تم میں سے صاحب امر یعنی مرشد ہو کی تابعداری کرو۔

جاننا چاہئے کہ جناب رسول کریم ﷺ لا متناہی عشق کے غلبہ کے باعث خلقت سے کنارہ کش ہو کر کبھی کبھی غار حرا میں تشریف لے جاتے اور اس جگہ ذکر و عبادت میں کئی کئی راتیں گزار دیتے۔ بہر حال مرشد کامل مرید کو ابتداء میں چلہ کشی کا حکم دیتے ہیں تاکہ خلوت کی بھٹی میں ریاضت کی آگ سے پگھل جائے اور اس کی طبیعت تمام آلائشوں سے پاک اور صاف ہو جائے کیونکہ حواس خمسہ پر قابو پانا بجز چلہ

کشی کے نہیں ہے۔ چاہئے کہ حواسِ خمسہ کو اپنے قبضہ تصرف میں لے آئے کیونکہ جب آنکھ کوئی چیز دیکھتی ہے یا کان کوئی آواز سنتا ہے دل اپنی جگہ سے باہر ہو جاتا ہے اور جو کچھ کہ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا خیال کرتا ہے دل پر نقش ہو جاتا ہے اور ان کی طرف محو تماشا ہو جاتا ہے اور ان جگہوں کی طرف جو دیکھی ہیں متوجہ ہو جاتا ہے اور مکرر ان باتوں کو جو سنی ہیں یا دیکھی ہیں یاد کرتا ہے لہذا دل مشوش ہو جاتا ہے اور جب دل تشویش پذیر ہو گیا تو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی پس چاہئے کہ سب خیالات فاسدہ کو ترک کر دے چنانچہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔

و تَرْكِ الْكُلِّ عَلَى بَابِ خُلُوتِكَ وَأَدْخِلْ وَحْدَكَ وَتَرَى مُوَسِّكًا
فِي خُلُوتِكَ بَعَيْنِ سِرِّكَ یعنی ہر دنیوی خیال و خواہش کو در خلوت کے باہر چھوڑ کر تنہا داخل ہو تاکہ اپنی باطن کی آنکھ سے دیکھ لے اور عین الیقین سے اس کا مشاہدہ کرے جو کہ ان مناظر اور ہستیوں سے بالاتر ہے جو کہ سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے ہیں۔

سالک کو چاہئے جب خلوت اختیار کرے تو غیر حق کے تمام مشاغل سے یک طرف ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو اس وجہ سے کہ جب اسباب ظاہریہ کے راستے اپنے آپ پر بند کر دے گا تو حواسِ باطنہ کے دروازے اس کے حال پر کھل جائیں گے اور ساتھ ہی یہ چاہئے کہ منہ پر مہر خاموشی ثبت کرے یعنی خاموشی اختیار کرے اور ہمیشہ دنیا کی باتوں وغیرہ سے چپ رہ کر وضو اور نماز میں مشغول رہے چنانچہ امام زاہد ابو عثمان مغربی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ راہ حقیقت طے کرنے کے لئے پہلا قدم خلوت اختیار کرنا ہے پس جو کوئی خلوت یا چلہ کشی کرے۔ اس کے لئے پہلی شرط دل کو ماسوائے یاد خدا کے عزوجل کے تمام مخلوقات سے خالی کرنا ہے یعنی اس میں سوائے یاد الہی کے اور کچھ نہ ہو اور تمام خواہشات سے ماسوائے طلبِ رضائے حق سے فارغ ہو اور جب خلوت سے باہر آئے تو چاہیے کہ کسی سے بات نہ کرے اور زمین سے نظر نہ اٹھائے اور کسی سے گفتگو وغیرہ میں مشغول نہ ہو اور زبان کو ہمیشہ ذکر و تسبیح کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں مشغول رکھے اور کوئی سانس اس شغل سے

بیکار نہ رہے پس تنہائی اور خلوت اس راہ حقیقت کے لوازمات ہیں۔ جو بزرگان کا طریقہ ہے۔
 جاننا چاہئے کہ طالب کا مقام مقصود پر پہنچنے کا وہی وقت ہے جب کہ اس کا دل
 ماسوائے اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سرور انبیاء
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا۔ **وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَيَّنَ الْاِلٰهُ تَبَيَّنًا** یعنی پس ذکر کر اپنے
 پروردگار کا اور چھوٹ جا اس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔ اور یہ رتبہ سوائے مجاہدہ
 اور اخلاص کے حاصل نہیں ہوتا اور پیر کامل اور عارف کی صحبت اختیار کرنے میں
 دستیاب ہوتا ہے۔

پس جو کوئی چاہے کہ اس کے دل کی کھڑکی عالم ملکوت کی طرف کھل جائے تو
 اس کو چاہئے کہ اندھیری کو ٹھڑی میں بیٹھے تاکہ اس کا دل مطمئن ہو اور ذکر **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**
 کا ہمیشہ ورد کرے تاکہ اس کا حال اس طرح ہو جائے جیسے آدمی خواب میں چیزیں دیکھتا
 ہے۔ وہ جاگتے ہوئے دیکھے اور روح انبیاء اور اولیاء کو دیکھے اور ان سے فائدے
 حاصل کرے اور حال اس پر ظاہر ہوں اور عارف باللہ ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ علم کی تمام شرطیں مکمل طور پر مجاہدہ میں استعمال کرنی چاہئیں
 کیونکہ دل مثل آئینہ ہے اور اس آئینہ پر غبار نہ پڑنے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا سمجھو کہ
 علم دل کے آئینہ پر لکھا ہوا ہے اور دل کے تفکرات غبار کی طرح ہیں اور گناہ سے مراد
 سیاہی ہے جو غبار کی طرح اس پر پھیلی ہوئی ہے اگر ان ممنوعہ چیزوں سے دل کو ہٹا رکھے
 گا تو انکشاف میں کوئی امر مانع نہیں ہو گا اور دل ان معلومات ناقصہ سے خالی ہو جائے گا
 اور عالم غیب کی صورتیں اس میں ظاہر ہونے لگیں گی۔

وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ

باب ہشتم



راہ سلوک کے مقامات
اور
حقیقت و احوال نفس اور تعبیر خواب



فصل اول شریعت

اس باب شریعت کے دس مقام مندرجہ ذیل ہیں:-

پہلا مقام: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں، دن قیامت یعنی روز جزا و سزا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی بدی کا اندازہ ہونے پر ایمان لانے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر یقین لانا اور برحق سمجھنا ہے۔

دوسرا مقام: نماز پنجگانہ فرض جاننا اور پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی خصوصاً نماز وسطی یعنی نماز عصر کی حفاظت کرنا ہے۔

تیسرا مقام: زکوٰۃ جس کا ادا کرنا اہل نصاب پر واجب ہے۔

چوتھا مقام: روزہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر فرض کیا ہے۔

پانچواں مقام: حج بیت اللہ شریف بشرط استطاعت عمر میں ایک بار

چھٹا مقام: اپنی کوشش سے رزق حلال حاصل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال کمائی میں برکت عطا کرتا ہے اور اس کے مالک کی دعا قبول ہونے کی امید ہوتی ہے۔

ساتواں مقام: حرام سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ حرام دل کو سیاہ کرتا ہے اور پتھر کی طرح سخت کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور سیاہ کرتا ہے۔

آٹھواں مقام: شریعت کے زیر فرمان ادخال۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی متابعت اور اس کے ممنوعات سے پرہیز اور حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام جاننا ہے۔

نواں مقام: تلاوت قرآن مجید اور اس کو صحیح جاننا اور اس کے تمام احکام پر بصدق دل عمل کرنا ہے۔

دسواں مقام: نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور برے کاموں سے ممانعت یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعمیل چنانچہ قرآن پاک میں حکم فرماتے ہیں۔

اَقِمِ الصَّلَاةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر

یعنی نماز، جنگانہ قائم رکھ اور نیک کام کی ہدایت کر اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کر اور مصیبت پر صبر کر جو تجھ پر آئے۔ تحقیق یہ کام کارہائے مقصود سے ہے۔

فصل دوم طریقت

اس باب طریقت کے دس مقام ہیں۔

پہلا مقام توبہ: یہ کہ ہر بالغ و عاقل مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے گناہ مالک حقیقی سے ہمیشہ بخشواتا رہے۔

دوسرا مقام: حسن خلق، یعنی نیک عادات، اس میں تمام نیک عادات قابل تعریف اور ہر اچھا کام قابل مدح شامل ہیں کیونکہ حسن خلق ہر نیک کام کو زیادہ کرتا ہے۔

تیسرا مقام: مجاہدہ تقویٰ، پرہیزگاری اور طاعت خدا اور طاعت رسول اللہ ﷺ ہے پس جس کسی نے کوشش کی راہ حق پایا اور جس نے نہ کی بے مشاہدہ رہا۔

چوتھا مقام: خوف و رجاء یہ کہ خوف و امید میں وابستہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوئے اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جائے۔

پانچواں مقام: ترک شہوات یعنی خواہشات نفسانی سے باز رہنا اور نفسانی لذات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ خواہشات دل کو سخت اور سیاہ کر دیتی ہیں۔

چھٹا مقام: شبہات سے پرہیز، یہ کہ ان چیزوں سے جن میں شک و شبہ پایا جائے یا حرام، حلال و مکروہ کی تمیز نہ ہو سکے یا شک و شبہ کا ان میں امکان یا گمان ہو سخت پرہیز کرے۔

ساتواں مقام: تضرع الی اللہ یعنی بارگاہ الہی میں زاری اور زاری یہ ہے کہ اس کے حضور میں گریہ و زاری توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کے لئے ہو جو نہایت خلوص قلبی، عاجزی و انکساری اور حضور دل کے ساتھ اور شر شیطان سے محفوظ اور مامون رہنے کے لئے ہو۔

آٹھواں مقام: رضائے مرشد یعنی ہر امر میں رضائے مرشد، یہ خوشنودی مرشد اس کی محبت اور نصیحت اور اس کے قول اور فرمان کی تکمیل، فرمانبرداری بدوں کسی قیاس و ہم کے بجالانے سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ مرشد اور استاد کے حضور میں مرید ایسا ہونا چاہئے جیسے کہ مردہ غسل کے ہاتھ میں تاکہ جس طرف اس کو چاہے پھیرتا رہے۔

نواں مقام: سماع الوعظ یہ کہ مجالس و وعظ میں جانا متوجہ ہونا پسند و نصیحت کا سننا اور ان کا قبول کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے حتیٰ کہ ناصح کی نصیحت سننے سے شرم نہ کرے اور جب دوسروں کو خود وعظ و نصیحت کرے تو نہایت آرام، نرمی اور خوش اخلاقی سے گفتگو کرے۔

دسواں مقام: ترک ماسوائے اللہ یعنی ماسوائے اللہ سے ترک اور مخلوقات سے علیحدگی کیونکہ غیر اللہ کے میل جول سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نزدیکی اور قرب میں سخت ترین حجاب واقع ہوتا ہے۔

فصل سوم حقیقت:

اس کے بھی دس مقام ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلا مقام: تواضع، فروتنی، عاجزی و انکساری، عدم اظہار، طاقت جسمانی و روحانی

دوسرا مقام: یہ کہ تیری دانست میں بلحاظ مساوات بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ یا فرد کو حقیر نہ سمجھے نہ ان میں فرق نکالے مگر صرف ان کی گمراہی کے باعث کیونکہ یہ تمام فرقے سوائے فرقہ اہل سنت و جماعت کے گمراہ ہیں پس ایسا سمجھنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور میں مقرب ہیں۔

تیسرا مقام: خورد و نوش جو کچھ بھی از قسم طعام تھوڑا یا بہت جس قسم کا بھی ہو سامنے آوے کھالیوے اور نئے لذیذ کھانے کا منتظر نہ رہے پہلے ہی آمدہ طعام پر قناعت کرے۔

چوتھا مقام: یہ کہ راہ حق پانے میں ہمیشہ کوشاں رہے اور مخلوق خدا میں سے کسی کو تکلیف نہ دیوے بلکہ ان کی تکالیف کو رفع کرنے کی دل و جان سے کوشش کرے۔

پانچواں مقام: یہ کہ اس کے دل میں بغض و کینہ نہ ہو، بلکہ جو شخص اس سے بدی کرے اس سے نیکی سے پیش آئے اور جن سے کسی وجہ سے تعلقات منقطع ہوں ان سے جوڑنے کی حتی الامکان کوشش کرے بلکہ ان سے معاوضہ خواہاں بھی نہ ہو جنہوں نے اس پر ظلم کیا ہو۔

چھٹا مقام: یہ کہ مسکینوں اور درویشوں اور غریبوں پر سختی نہ کرے بلکہ ان پر نہایت مہربانی اور شفقت کی نظر رکھے اور جہاں تک ممکن ہو سکے نیکی اور خوش خلقی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

ساتواں مقام: یہ کہ راہ حق میں اس کا ہر قول و فعل ہر عمل و عبادت محض خوشنودی ذات الہی کے لئے مخصوص ہو نہ کہ ریا اور نمائش خلق کے لئے۔

آٹھواں مقام: یہ کہ اپنے راز قلبی کو مخلوق سے پوشیدہ رکھے بلکہ مخلوق خدا سے کسی کا بھیید ظاہر نہ کرے خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ بلکہ جب گناہ کرتا دیکھ بھی لے تو پردہ پوشی کرے۔

نواں مقام: یہ کہ مناجات الہی میں ہمیشہ مشغول رہے اور دنیاوی کاموں میں سے کسی ایک مدعا کو مناجات میں شامل نہ کرے۔، بجز اس صورت جہاں دینی امور میں سہولت اور آسانی کے لئے سخت ترین دنیاوی ضرورت ہو۔

دسواں مقام: جن چیزوں کی طرف نظر کرے ان سے نصیحت اور سبق حاصل کرے نیز نفس کی بہتری کے لئے علم نافع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **اَلْعِلْمُ زُهْدٌ وَاَدَبُ الْمُرِيْدِ خَيْرٌ لِّمَنْ زُهْدِهِ** یعنی علم ایک زہد عبادت ہے اور مرید کے لئے ادب اس سے بہتر ہے جس میں اس کے لئے اس زہد میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

فصل چہارم: معرفت:

اس کے دس مقامات ہیں۔

پہلا مقام: ملحوظ آداب یعنی طریقہ ادب پر استوار رہنا۔ کیونکہ جو شخص عاقل دانا اور باادب ہو گا وہ بالضرور آداب شریعت میں مودب ہو گا اور ہمیشہ ان آداب کا محافظ اور نگہدار ہو گا۔

دوسرا مقام: یہ کہ ظلم و ستم تنگی اور تکلیف کا متحمل ہو جو کوئی اس کو تکلیف پہنچائیں ان سے کینہ نہ رکھے بلکہ اگر ان کو تکلیف پہنچے تو دور کرنے کی کوشش کرے اور ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہو۔

تیسرا مقام: یہ کہ بروں کی آگ کے شراروں سے بچنے والا ہو نیکیوں کی مجلس اختیار کرے اور فتنہ اور فساد ظاہری سے دور رہے۔

چوتھا مقام: خدمت مرشد، یہ کہ خدمت مرشد صاف دلی اور اخلاص پر مبنی ہو اور جو ان کی خدمت عالیہ میں قیام پذیر ہوں ان کو نیک نصیحت کرے اور ان کے ساتھ ظاہراً سچی دوستی رکھے۔

پانچواں مقام: یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے یک دم بھی غافل نہ ہو اور ہر چیز میں اس کا جلوہ دیکھے۔ پس حق عبادت یہ ہے کہ یہ جانے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر خود نہ دیکھ سکے تو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

چھٹا مقام: یہ کہ حسب استطاعت سخی ہو اور اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت نہ دے۔ ساتواں مقام: بردباری بمقابلہ قہر و ستم، یہ کہ کسی کام میں جلدی سے کام نہ لے بلکہ نہایت غور و خوض کے بعد متحمل مزاجی سے کام لے۔

آٹھواں مقام: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کی زنگ و سیاہی کو دور کر کے منور کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ اِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ فَاجْلَوْهَا بِذِكْرِ اللَّهِ یعنی کہ انسانوں کے دل اس طرح سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا زنگار سے پس ذکر الہی سے ان کو مجلیٰ کرو۔

نواں مقام: یہ کہ ہر طرح کی عبادتوں اور بندگیوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور کے نزدیک جاگزیں ہو۔

دسواں مقام: یہ کہ اپنے آپ کو تمام انسانوں سے ذلیل و خوار اور بدتر خیال کرے اور
دوسروں کو اپنے آپ سے بہت بلند اور بہتر جانے اور اپنے نفس کو کسی سے کسی حالت
میں افضل نہ سمجھے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ ۝

اول وہ آداب جن کا بجالانا مرید کے لئے بحق مرشد واجب ہے۔

مرید کو چاہئے کہ اعتقاد کامل اور اخلاص و محبت اور دوستی سے صحبت مرشد
میں رہ کر کام کرے اور کوئی فعل بد ہو یا نیک اور کوئی بات اچھی ہو یا بری عزت افزاء
ہو یا ہتک آمیز جو بھی مرید کے دل میں ہو مرشد سے نہ چھپائے اور چاہئے کہ اپنے کام
اور اپنی جان و مال اس کے سپرد کر دیوے اور اس پر کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ
کرے یعنی اپنے آپ کو مرشد کے تسلیم و تصرف میں دے دیوے اور ہر حال میں مطیع و
فرمانبردار رہے اور کسی وجہ سے اپنے ظاہر و باطن میں مرشد کے تصرفات پر مجال
اعتراض نہ لائے اور ہر حکم و فرمان کو ظاہر و باطناً برضا و رغبت قبول کرے اور بحالت
تسکدستی، غریبی، مفلسی اور عاجزی اس کے حکم سے روگردانی نہ کرے اور اپنا مال و جان
و تن بلکہ جو کچھ بھی ملکیت میں ہو مرشد پر قربان کرنے والا ہو چنانچہ مرید مرشد کے ہاتھ
میں مانند مردہ کے ہو رہے تاکہ جدھر اس کی مرضی ہو ادھر پھیرتا رہے۔ نیز اس کے
آگے نہ چلے بلکہ پیچھے چلے اور اس سے ڈرتا رہے اور اس کے ہر امر کی تعمیل کرنے والا
ہو اور اس کی گفتگو سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور مرشد کے ایسے حکم فرمائے جانے سے
ڈرتا رہے جس کی تعمیل اس سے ناممکن ہو اور یہ بھی کہ مرشد کی حضوری میں دوسروں
کو نصیحت کرنے کے لائق ہو کر نصیحت کرنے والا ہو اور خود فرمانبردار ہو اور اس کے ہر
حال و قال اور معاملات میں خاص طور پر لحاظ رکھنے والا ہو اور تعمیل حکم کے لئے ہر
وقت تیار رہے اور اپنے تمام کام مرشد کے سپرد کر دے اور اس کے رازوں کو چھپائے
اور جو کچھ مرشد فرمائے اس کو نگاہ رکھے اور کسی بات کو بے فائدہ سمجھ کر ترک نہ

کرے اور کسی بات یا حکم کو فراموش نہ کرے اور اس کے تلم آداب میں ادب ملحوظ رکھے اور اس کی ہر خصلت اپنائے اور اس کی ہر حالت میں یعنی حال و قال اور دیگر امورات وغیرہ میں پیروی کرنے والا اور وہ کام جس میں مرشد راضی نہ ہو ترک کر دے اور کسی کام کو خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی بے اجازت و بے اشارت مرشد شروع نہ کرے اور نہ شروع کرنے کی جرأت کرے چنانچہ بلا اجازت مرشد نہ کھاوے، نہ پیوے، نہ پہنے، نہ دے، نہ لے، بلکہ اسی طرح عبادتوں کو بھی مثلاً روزہ رکھنے، انظار کرنے، نفلوں میں بیشی کرنے، فرائض پر قائم رہنے اور ذکر و تلاوت قرآن کریم و مراقبہ وغیرہ بلا اجازت مرشد شروع نہ کرے اور جس کام کو مرشد ناپسند رکھے ہرگز نہ کرے بلکہ کوئی کام اپنی مرضی سے بلا اجازت مرشد نہ کرے اور جو کچھ امر و نواہی سے فرمائے اس کی فوراً تعمیل کرے یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کرے اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے نہ کرے۔ یہ بھی نہ کہے کہ میرے واسطے کس کس بات کی اجازت ہے اور کون کون سی ممانعت ہے۔ پس ایسی صورت میں کسی بات کے متعلق امر و نہی کا حکم دے گا تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ نیز اس کی مسند پر بھولے سے بھی قدم نہ رکھے اور نہ بیٹھے، نہ اس کے سرہانے پر سوئے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کو پہنے اور نہ ہی اس کے کپڑوں میں بلا امر مرشد داخل ہو اور نہ ہی اس کے کھانوں میں سے خواہ کسی قسم کا ہو کھاوے اگر ایسا نہ کرے گا جو بتلا دیا گیا ہے تو فائدہ اور فیض سے محروم رہ جائے گا۔ مزید برآں مرشد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی عورت سے نکاح نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو مرشد کے فیض روحانی سے دوری اور ناامیدی کا باعث ہو گا۔ نیز اس کے فرمان پر خواہ جھڑکے، گالی دے یا سخت ست بولے دل پر کدورت نہ لاوے بلکہ اس کی محبت پر قائم رہے اور جو کچھ نیک یا بد اثر دل میں پیدا ہو فوراً نکال دے نیز اس کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ بات نہ کرے خواہ وہ اس پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی کیوں نہ ہو اور جو زائد از ضرورت ہو چھوڑ دے۔ اگر مرشد کی مجلس میں کوئی شخص مرید کی بات کا جواب دے تو اس سے لڑائی بھڑائی نہ کرے

خواہ مرشد موجود ہو یا نہ ہو نیز یہ کہ اس پر یہ اعتقاد رکھے کہ وہ موجودہ زمانہ کے سب کاملوں سے زیادہ کامل ہے اور دشمنوں اور حاسدوں کی باتوں پر کان نہ رکھے بلکہ اس کی عصمت پر گناہ کا اعتقاد نہ کرے۔

بے حیائی کی بات نہ کرے اور شہادت یعنی جو باتیں باصلاح صوفیاء ظاہراً غیر شرع ہیں اس کے حضور مجلس میں نہ کہے اور جو خطرہ یا خیال یا شوق یا وجد مرید کے دل میں پیدا ہو مرشد کے حضور میں بیان نہ کرے کیونکہ وہ خود جانتا ہے اور اس کے حضور میں ہنسی جنگ و جدال یعنی لڑائی بھڑائی اور گفتگو میں پہل بالکل ترک کر دے بلکہ خاموشی سے جو کچھ بیان ہو رہا ہے سنے بلکہ اپنی نظر جس وقت مجلس میں حاضر ہو مرشد کی طرف لگائے رکھے اور مجلس میں قعدہ نماز کی شکل بیٹھے اور یہی ادب ہے جو مرید پر بحاضری مرشد واجب ہوتا ہے اور اسی طرح ماں باپ کے حضور میں بھی اولاد پر مودب رہنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے اور اس پر قادر ہے۔

جاننا چاہئے کہ ادب سے مراد یہ ہے کہ ناپسندیدہ باتوں پر نگاہ رکھے اور اعضاء کو ناشائستہ حرکات سے باز رکھے اور اپنے اور غیر کے مرتبہ کو حسب المراتب ملحوظ رکھے اور اپنی اور دوسروں کی عزت کو برباد نہ کرے پس جو کوئی ان اوصاف سے متصف ہو وہی مؤدب کہلانے کا مستحق ہے اور ہر خاص و عام کے دلوں میں مقبول ہو گا اور مدارج دنیوی اور مراتب دینی میں کامیاب اور سعادت مند رہے گا۔

نقل ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب شام کی نماز ادا کرنے مسجد نبوی ﷺ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک ضعیف العمر آتش پرست بڑھاپے کی کمزوری کے باعث نہایت آہستگی سے آنحضرت کے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ آنجناب ولایت مآب نے اس وقت تک اس سے پیش قدمی نہ فرمائی جب تک کہ وہ حد مسجد سے نہ گزر گیا حالانکہ ادائیگی نماز میں اس توقف کی وجہ سے تاخیر واقع ہو گئی۔

دیگر سلطان محمود غزنوی سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے حضور میں اتنے صاحب جمال غلام موجود ہیں مگر جناب والا کار حجان طبیعت جتنا کہ ایاز کی طرف ہے دوسروں کی

طرف نہیں حالانکہ وہ اتنا حسین بھی نہیں۔ سلطان محمود نے جواباً فرمایا کہ زیادہ تر توجہ اس پر اس وجہ سے ہے کہ وہ آداب خدمت بڑھ چڑھ کر بجالاتا ہے حالانکہ دوسروں میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی چنانچہ ایک روز شکار گاہ میں ایک ہمانکا اور پرواز کرنے لگا۔ تمام غلام اور ملازم مجھے چھوڑ کر ہمارے سایہ کی طلب میں دوڑے مگر ایاز گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور نزدیک آ کر میری رکاب میں ہاتھ ڈال دیا۔ میں نے کہا تو ہمارے سایہ کے طلب میں کیوں نہیں گیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے تمام دوست ہمارے سایہ کے طالب ہیں اور مجھے محض حضور کے سایہ کی تمنا ہے۔ اس حسن ادب کی وجہ سے اس کی قدر میرے دل میں اس قدر بڑھ گئی کیونکہ حسن ادب اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت مقبول ہے۔

دیگر ایک شخص نے اپنی تمام عمر گناہوں اور نافرمانیوں میں گزار دی تھی اور کوئی ثواب کا کام اس سے سرزد نہ ہوا تھا۔ ایک روز راستہ سے ایک کانڈ اس نے اٹھایا، دیکھا تو اس پر نام حق سبحانہ لکھا ہوا تھا۔ بلحاظ ادب اس نے کانڈ کو بوسہ دیا اور آنکھوں اور سر پر لگایا اور تعویذ بنا کر باندھ لیا۔ جب وہ مر گیا، کسی بزرگ نے خواب میں اسے دیکھا کہ بہشت بریں میں مقیم ہے اور نعمت ہائے گوناگوں میں مشغول ہے۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ کس عمل صالح کے عوض تو نے یہ بلند مرتبہ حاصل کیا۔ اس نے جواب دیا کہ محض اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم و تکریم کے آداب بجالانے کی خاطر جو تمام عمر میں ایک دفعہ واقع ہوا تھا جس کی وجہ سے میری تمام عمر کے گناہ بخشے گئے اور بہشت کی نعمت اور دولت سے فائز و واصل ہوا۔ لہذا جاننا چاہئے کہ علم کے لئے ادب لازم ہے مگر ادب کے لئے علم ضروری نہیں ہے حالانکہ علم اشرف اور اعظم ہے۔ اگر صاحب علم بے ادب ہو گا وہ کچھ حاصل نہ کر سکے گا اور اہل ادب کی نظروں میں بے وقیر ہو گا اور اگر بے علم با ادب ہو گا وہ ہر جگہ باعزت اور مکرم ہو گا اور دلوں میں مقبول ہو گا۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ادا

کرنے واجب ہیں

یہ ہیں کہ ان تمام کے ساتھ بدرجہ اتم محبت اور دوستی رکھے اور ان کا مطیع اور فرماں بردار رہے تاکہ وہ اس سے راضی رہیں۔ نیز ان کی حاجت روائی میں ہر ممکن کوشش کرے اور ان کی نیک حاجتوں کے پورا کرنے یا کرانے میں پورے طور پر امداد کرے بلکہ اپنی حاجت برآری سے ان کی حاجت روائی مقدم جانے اور جو جو پسند و نصائح ان کو سمجھا دے ان کے متعلق کوشش یہ کرے کہ وہ ان کو پورا کریں اور جہاں تک ممکن ہو ان کی خدمت کرے اور اپنے نفس کے لئے ان سے بڑھ کر فائدہ ملحوظ نہ رکھے بلکہ ان کے فائدے کو اپنے فائدے پر مقدم جانے اور جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ ان کے لئے پیش کر دے۔ نیز یہ کہ چھوٹے بڑے کے ساتھ مکمل ادب سے بیٹھے اور چھوٹے بڑے سے تکبر نہ کرے اور یہ کہ ان کے احوال اور گفتار و کردار سے روگردانی نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ تمام باتوں میں جو مذکور ہوئیں موافقت کرے مگر شرط یہ ہے کہ ان حالات گفتار اور کردار میں جو مطابق شریعت ہوں اور جب کوئی ان سے فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ پیچھے پیچھے جاوے اور اگر کوئی ان کے احوال و اقوال و افعال کے متعلق دریافت کرے تو نیکی اور اچھائی سے ان کی تعریف کرے اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اسباب کو حتی الامکان ہاتھ نہ لگاوے اور ان کے ساتھ ظاہری و باطنی طور پر موافقت کرے اور جب ان سے ملاقات کرے تو ان کے حق میں دعائے خیر کرے اور ان کے متعلق کسی جھوٹے اور حاسد کی بات نہ سنے نہ مانے بلکہ جو ان کو تکلیف پہنچائے ان سے کنارہ کشی کرے۔ نہ ہی آزار دہندہ سے بدلہ لینے کی ہدایت کرے اور ان میں سے کسی سے بھی انتقام نہ لے اگرچہ اس کو اس پر بدلہ لینے کا حق بھی ہو اور یہ کہ مال و اسباب کو جو ان کے قبضہ میں ہو ان کی ملکیت سمجھے اور اگر کوئی بُرا کام ان کا دیکھ لیوے تو پردہ پوشی کرے۔ ان کے حال و راز کو فاش نہ کرے اور

نہ ہی ان کو ان کے گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے شرمندہ و رسوا کرے مگر جب وہ بدیاں اور گناہ ظاہر ہو رہے ہوں تو ان گناہوں پر اس کو لعن طعن اور جھڑک اور تنبیہ کرے تاکہ وہ ان برے کاموں سے رجوع اور توبہ کرے۔ نیز ان کے حق میں خفیہ طور پر اور ظاہر طور پر بحضور خدا عمامائے اور یہ کہ خلوص نیت سے ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھے اور جب چاہے کہ ان میں سے کسی کو کوئی نصیحت کرے تو نہایت نرمی اور محبت سے پیش آئے اور یہ کہ اگر ان میں سے کسی کا مقصد حاصل ہو جائے تو اس پر حسد نہ کرے۔ پس اگر وہ واقعی ان یارانِ طریقت میں سے کسی کو تکلیف و رنج پہنچائے گا تو وہ ایذا رسانی اپنی ہی خواری اور ناامیدی کا باعث ہوگی۔ نیز کوئی چیز اپنے لئے بلا شرکت ان کے روارکھے اور اگر ان میں سے کوئی اس کے ساتھ فخر و تکبر سے پیش آئے تو اس کی مانند ہو کر اس کا مقابلہ نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ پہلے سے زیادہ خندہ پیشانی اور خوش کلامی سے پیش آئے اور یہ کہ اگر کوئی ان میں کوئی ایک ان ہی کے ساتھ بدی کرے تو اس بدی کنندہ کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ ان برادرانِ طریقت میں سے کسی کو نسبی یا کسبی طعنہ دیتا ہو تو اس کو لعنت ملامت کرے اور ایسا کرنے سے منع کرے۔ اس صورت میں کہ وہ ان کی نیکی بدی سے پورا واقف ہو اور یہ کہ جس طرح ان پیر بھائیوں میں سے جو بلحاظ عمر یا رتبہ بڑے ہیں کے ساتھ سلوک یا برتاؤ کرتا ہے۔ اسی طرح چھوٹوں اور کم حیثیت پیر بھائیوں کے ساتھ پیش آئے اور اگر ان سے کوئی غائب یا غیر حاضر ہو تو جس طریقہ سے ممکن ہو دوسروں سے دریافت کرے۔ اگر اس کو ضرورت درپیش ہو تو اس کی مدد کرے اور زور لگائے جتنی کہ اس میں سکت و طاقت ہو اور یہ کہ ان میں سے کوئی ایک بوجہ عدم ادائیگی قرض بر تارخ معینہ یا غیر معینہ کے قید ہو تو اس کو چھڑانے کے لئے اس کا قرضہ ادا کرنے میں امداد کرنے کی کوشش کرے اور یہ کہ جس کسی کو مرشد نے ان میں سے مقدم مقرر کیا ہو اس کی پیروی کرے اور اس کی خدمت گزاری میں کوشش کرے خواہ وہ عمر میں اس سے کتنا ہی چھوٹا ہو اور تمام مریدوں پر یہی واجب ہے کہ جس کو مرشد نے مقدم کیا ہو اس کی اقتدا کریں اور اس کے گزشتہ

گناہ اور بدکاریاں اس کو نہ جتائیں اور یہ کہ اپنے نفس کے متعلق یہ مکمل اعتقاد رکھے کہ میرا نفس ان سب سے کمتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ میں اس سے اچھا ہوں۔ نہ یہ کہے کہ فلاں فلاں سے اچھا ہے۔

وہ آداب جو مرید کو اپنے نفس اور ذات کے متعلق

واجب الادا ہیں

یہ وہ آداب ہیں کہ جن پر مرید کو بذات خود قائم رہنا اور عمل کرنا ضروری ہے چنانچہ وہ آداب عاجزی، بھوک و تذلیل نفس خود ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ نفس کو تمام نیک اعمال سے قابو میں لانا اور اس کے اثرات سے منہ موڑنا اور اس کی خواہشوں کو ترک کرنا بھی ہے یہاں تک کہ اسی مخالفت کا نفس میں ہی موت آجائے یعنی آخری دم مرگ تک نفسِ امارہ کی مخالفت میں کوشاں رہے اور یہ کہ اس دنیا میں مجاہدہ اور پرہیزگاری اختیار کرے تاکہ یہ نفسِ امارہ دنیا کی طرف راغب نہ ہونے پائے بلکہ اس کو ملعون و مبغوض جانے اور اس کی محبت نہ رکھے کیونکہ دنیا کی محبت سالک کو خدا تعالیٰ کے قرب سے دور رکھتی ہے اور یہ کہ اپنے نفسِ امارہ کے ساتھ اس طرح کا جہاد کرے جس طرح کا جہاد کرنے کا حق ہے کیونکہ جو کوئی مجاہدہ نہیں کرتا، مشاہدہ نہیں پاسکتا اور جو کوشش کرتا ہے مشاہدہ پالیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔
وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے دین کے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیں گے۔ جو کوئی اپنے زعم میں خداوند تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا یقین نہیں رکھتا یہ اس کی سراسر جہالت ہے۔ اس کو سوائے لا حاصل کے کچھ حاصل نہیں ہو گا اللہ حدود اور جہات سے پاک ہے۔ کوئی ملک یا سمت یا ولایت نہیں ہے جس میں گھیرا ہوا ہو اور نہ ہی اس کا کوئی مکان ہے کہ فنا ہو۔

علاوہ ازیں یہ کہ نفس کی غفلت کے باعث عیش و آرام میں نہ پڑے اور نہ ہی عبادات اور عملیات کی بوجہ کمیابی مشاہدہ کے ترک کرے اور یہ کہ تنہائی رات آخر

میں نہ سوئے اور یہ کہ نوجوان اور بیگانہ عورتوں کی صحبت سے خواہ آپس میں بھائی بہن تصور کیا ہو ہمیشہ بچتا رہے۔ بجز اس صورت میں کہ نامزدگان خود اس کے حقیقی بھائی یا بہنیں ہوں اور یہ کہ ماسوائے حکم مرشد ایک قدم بھی خواہ وہ ماں باپ کی خدمت کے متعلق ہی ہو اٹھا کر نہ رکھے کیونکہ سالک کے لئے ایسا فعل محبت الہی اور حقوق خلق سے گرا دیتا ہے۔ اگر بالفرض دو حقوق باہم لاحق ہو جائیں تو اول حق خدا تعالیٰ کے لئے ہے دوسرے کے حق سے اللہ تعالیٰ کا حق مقدم جانے نیز یہ کہ حقوق والدین سے حقوق مرشد کو ترجیح دینا اور فائق جاننا بہت سی وجوہ کے باعث ہے۔ اول یہ کہ مرشد ان کو راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے مگر والدین کو نہ تو قرب خدا حاصل ہے اور نہ راہ کی واقفیت، دوم یہ کہ مرید کو گناہ کی خواری اور بربادی سے نکال کر عزت و طاعت حق کی طرف لاتا ہے مگر والدین میں یہ خاصیت نہیں۔ سوئم یہ کہ مرشد اس کو بد بختی کے راستہ سے جو اس نے جمل و نادانی کے باعث اختیار کیا ہوا ہے ہٹا کر سعادت ابدی کی طرف لے آتا ہے مگر والدین ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ چہارم یہ کہ مرشد اس کو زندگانی دنیا میں زہد و عبادت اور مجاہدہ و ریاضت کی ترغیب اور آخرت کے گھر کی رغبت دلاتا ہے مگر والدین میں یہ طاقت کہاں۔ پنجم یہ کہ مرشد قیامت کے روز کی مصائب اور خوف و ہراس سے رہائی دلانے کا اور ہمیشگی اور سرمدی نعمتوں کے عطا کرانے کا ذریعہ ہے حالانکہ والدین میں یہ طاقت نہیں بلکہ وہ راہ راست سے اس کو مخالف سمت کی طرف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ لَوْ جَازَ السَّجُودُ لِغَيْرِ اللَّهِ لَسَجَدَ الْمُتَعَلِّمُ لِلْمُعَلِّمِ وَالْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا یعنی اگر سجدہ غیر خدا تعالیٰ کے لئے جائز ہوتا تو شاگرد کے لئے استاذ کے حق میں اور عورتوں کے لئے خاوند کے لئے ہوتا۔ نیز دوسری روایت میں منقول ہے کہ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمُتَعَلِّمَ أَنْ يَسْجُدَ لِلْمُعَلِّمِ وَالْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا لَكَثْرَةِ الْحُقُوقِ الْوَاجِبَةِ عَلَيْهَا یعنی اگر میں کسی دوسرے کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو شاگرد کو بحق استاد اور عورت کو بحق خاوند، ان کثرت حقوق کے باعث جو ان پر واجب ہیں۔

نیز اپنے ورد و وظائف کو کبھی ترک نہ کرے، نہ ٹانہ ہونے دے کیونکہ جس روز وظیفہ و ورد ترک ہو جائے گا اس روز امداد غیبی منقطع ہو جائے گی۔ پس جو شخص ورد کا تارک ہے اس کے لئے کوئی امداد غیبی نہیں ہے لہذا چاہئے کہ ہمیشہ ادب ورد و وظائف کو ملحوظ خاطر رکھے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو مکمل طور پر ادا کرے۔ **اِنْشَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی۔**

وہ آداب جو ذکر، فکر، ورد، وظائف کی حالت میں

واجب الادا ہیں

چنانچہ ذکر کے آداب ہیں۔ پانچ شروع کرنے سے پہلے بارہ ذکر کی حالت میں اور تین ذکر ختم کر لینے کے بعد۔ پس قبل از آغاز ذکر پانچ آداب ذکر یہ ہیں۔ اول غسل وضو، دوم توبہ استغفار سوئم خاموشی، چارم سکون، پنجم اپنے ہادی و مرشد کے وسیلہ سے امداد ملنے کا مکمل اعتقاد اور یہ بھی یقین رکھنا کہ اس کی امداد آنحضور ﷺ فرما رہے ہیں۔

نیز وہ جو بحالت ذکر بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلا ادب منہ قبلہ کی طرف کرنا اور قعدہ نماز کی صورت میں بیٹھنا۔ دوسرا اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھنا۔ تیسرا آنکھوں کو بند رکھنا۔ چوتھا پاک و صاف ہونا اور پانچواں اندھیرے مکان میں بیٹھنا۔ چھٹا اس ذکر معلمہ کے ذریعہ حصول مقصد پر کلی اعتماد رکھنا۔ ساتواں خلوص نیت۔ آٹھواں بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگانا۔ نواں مکان (معبد خانہ) میں خوشبودار بتیاں جلانا۔ دسواں اپنے دل سے خطرات و خیال کا دور کرنا۔ گیارہواں خفی اشاعت یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنوں کو خیال میں رکھنا۔ بارہواں مرشد کے تصور کو دل میں قائم کرنا۔ اس طریقہ سے کہ ایک دم بھی غفلت نہ ہو۔ جاننا چاہئے کہ دل کا تعلق تصور شیخ کے ساتھ ہے اور اس راہ سلوک میں وجود مرشد کا تصور تمام حالات میں مقدم ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پہلے مخلص ہمراہ اس کے بعد راہ۔

پھر بعد از اختتام ذکر تین آداب یہ ہیں۔ اول خاموشی اور آرام دوئم تصورِ شیخ ہمراہ پاس انفاس اور اپنے نفس کو ذلیل و خوار جاننا، حقیر سمجھنا، مردود اور برا جاننا، سوئم ذکر کے بعد پانی نہ پینا کیونکہ پانی پینا گر مئے شوق و وجد کو مردہ کر دیتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ وجد اگر زیر سے پڑھا جائے تو اس کے معنی طاقتور ہونے یا پالینے کے ہیں اور اگر زیر سے پڑھا جائے تو غمگین ہونے یا عاشق ہونے کے ہیں اور عام طور پر ذوق شوق کی حالت کو جو صوفیان کو بحالت سماع پسند ہوتی ہے کہتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے۔

پس جہاں تک مجھے علم ہے کسی پیرِ کامل نے ذکر سے فارغ ہونے کے بعد کم از کم آدھ گھنٹہ سے پہلے کسی ذکر کو پانی پینے کی اجازت نہیں دی اس لئے تجھے لازم ہے کہ ذکر کرنے کے بعد ہرگز جلدی سے پانی نہ پینا ورنہ امدادِ غیبی سے محروم رہ جائے گا۔ ذکر کرنے کے بعد ایک گھڑی پانی میں صبر کرے تاکہ اپنے مقصود پانے میں فتح حاصل کرے۔ اگر بفرض محال وجد و محبت یا وجد و محبت کی آگ اس کے وجود میں اس قدر بڑھ جائے کہ صبر ناممکن ہو تو جس طریقہ سے ہمارے پیشواؤں نے اجازت دی ہے پانی کا استعمال کرے اور پانی پینے میں یہ احتیاط رکھنا لازمی ہے کہ سخت پیاس کی حالت میں بھی عادت سے زیادہ نہ پیئے۔ وَاللّٰهُ هَادِي وَبِئْسَ التَّوْفِیْقُ



تقرب الہی کے لئے اسمائے اصول و فروع کا بیان

اسم اصول و توجہ

اسمائے اصول و فروع بتقریب الی اللہ تعداد میں تیرہ ہیں چنانچہ اسمائے اصول سات اور اسمائے فروع کچھ ہیں۔ پس سات اسمائے اصول جو ہیں وہ ساتوں نفسوں کے لئے ہیں اور ہر ایک نفس کا علیحدہ علیحدہ نام ہے۔ پس ہر اسم کے لئے تعداد مقرر ہے اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر ایک نفس کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر نفس کے متعلق سیر ہے، عالم ہے، محل ہے، در ہے، نور ہے اور ذکر ہے۔

پس اسم اول برائے نفس امارہ: جو کہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنے والا، نہایت سختی سے دنیاوی لذتوں کی طرف کھینچ لے جانے والا اور بدکاریوں اور فواحشات وغیرہ کی طرف راغب کرنے والا ہے، کے لئے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ**

اسم دوم برائے نفس لوامہ: نفس لوامہ وہ نفس ہے جو نور دل کی ہدایت کے باعث گناہ کے وقوع پذیر ہونے پر اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا ہے اور یہ نفس صلحاء اور اولیاء کو حاصل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اٹھائی ہے۔ **أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ**

اسم سوم برائے نفس ملہمہ: نفس ملہمہ وہ نفس ہے جو از قسم نیکی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے اور خواب میں ظاہر کرتا ہے۔

اسم چہارم برائے نفس مطمئنہ: نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو بری خصلتوں سے پاک اور نیک خصلتوں سے متصف ہو کر حضور الہی میں فائز ہو کر اطمینان کو پہنچتا ہے اس لئے اس کا نام نفس مطمئنہ رکھا گیا ہے۔ مصداق آیہ کریمہ **أَتَتْهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً**

اس کا یہ جہاں اور جائے رہائش (محل) اس کی سینہ اور حال ہی اس کا توجہ و خواہش
جانب خدا اور وارد اس کا شریعت ہے اور نور اس کا نیلا مائل سیاہی (کبود) ہے۔

(۲) اسم دوم: اصول اللہ ہے۔ تعداد ورد اس کی (۷۸۰۸۳) اٹھتر ہزار
چوراسی بار ہے اور توجہ اس کی یہ ہے۔ **يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اِلٰهِيْ دُلْنِيْ بِكَ عَلٰىكَ وَ
اَرْزُقْنِيْ الثَّبَاتَ عِنْدَ وُجُوْدِكَ لَا كُوْنُ مُتَدَابِرًا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اِلٰهِيْ
بِعَظَمَتِكَ وَ جَلَالِكَ اَرْزُقْنِيْ حُبَّكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اِلٰهِيْ اجْعَلْ قَلْبُ
عَبْدِكَ الضَّعِيفَ مَظْهَرًا لِّذَاتِكَ وَ مُتَّبِعًا لِّبَاتِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ**

مذکورہ بالا اسم نفس ثوامہ کے لئے ہے۔ پس سیر اس کی اللہ ہے اور عالم اس کا
برزخ ہے یعنی میانہ یا مبنی وہ زمانہ کہ مرنے کے وقت سے لے کر قیامت تک ہے اور
محل اس کا دل ہے جو بائیں پستان کے نیچے بقدر چار انگل یا دو انگل کے ہے اور حال اس
کا محبت ہے اور وارد یعنی آنا اور راہ بتلانا اس کا طریقت ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

(۳) اسم سوم: اصول ہو ہے اور اس کے ورد کی تعداد (۳۴۶۳۶) چوالیس
ہزار چھ سو چھتیس بار ہے اور توجہ اس کی یہ ہے۔ **يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا هُوَ
يَا هُوَ يَا هُوَ حَقِّقْ بَاطِنِيْ بِسِرِّ هُوِيَّتِيْ ذَاتِكَ وَ اِنِّ بَيْنِيْ وَ اَنْتَ اِنْ اَنْ تَصِلَ اِلَيَّ
هُوِيَّتِيْ ذَاتِكَ الْعَلِيَّةِ يَا مَنْ لَسْتُ كَمَثَلِهِ شَيْئًا اَفْنِيْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرِكَ وَ خَفِئْتُ
عَنْ نَقْلِ كَثَائِفِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ اَمَحُّ عَنْ نِقْطَةِ الْغَيْرِيَّةِ لَا شَاهِدَكَ وَلَا اُوْلِيَّ
غَيْرِكَ يَا هُوَ يَا هُوَ لَا سِوَاكَ مُوْجُوْدًا لَا سِوَاكَ مَعْبُوْدًا لَا سِوَاكَ مَقْصُوْدًا
وَ جَدَّ الْوُجُوْدِ يَا اَللّٰهُ يَا هُوَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ**

مندرجہ بالا اسم ہو نفس ملہ کے لئے ہے۔ اس کی سیر و رفتار علی اللہ عالم
اس کا ارواح ہے۔ عالم سے مراد اصطلاح صوفیہ کرام میں عالم حقیقت یا عالم غائب یا عالم
ملائکہ و عالم ارواح بھی پر حاوی ہے اور محل یا مقام اس کا روح ہے جو سینہ کے دائیں
جانب عین قلبی لطیفہ کے مقابل ہے اور حال اس کا عشق ہے اور وارد (آنا اور راہ
بتلانا) اس کا معرفت ہے اور نور اس کا سرخ ہے۔

(۴) اسم چہارم: اصول یا حی ہے۔ اس کے ورد کی تعداد (۲۰۰۹۲) ہیں ہزار بانوے بار ہے اور توجہ اس کی یا حی یا حی یا حی اٰلہی اٰحییٰ حیوۃ طیبۃ و اٰسفیٰ شراب معبتک اعذبہ و اطیبہ یا حی یا حی اٰلہی اٰحییٰ حق حیات یا حی یا حی اٰلہی اٰحییٰ روحی یک حیاۃ ابدیۃ و متع بری برک فی الحضرة الشہودیۃ و املاء قلبی بالمعارف الربانیۃ و اطلق لسانی بالعلوم اللدنیۃ یا حی یا حی یا حی۔

یہ اسم چہارم خاص نفس مطمئنہ کے لئے ہے۔ سیر اس کی من اللہ ہے اور عالم اس کا حقیقت محمدی ہے اور محل یا جگہ یا لطیفہ اس کا سر ہے جو مابین دائیں اور بائیں پہلو کے کہ خم معدہ ہے اور حال اس کا وصل ہے اور وارد اس کا یعنی آنا اور راہ بتلانا حقیقت ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

(۵) اسم پنجم: اصول یا واحد ہے اور تعداد اس نام کی (۹۳۴۲۰) ترانوے ہزار چار سو ہیں اور توجہ اس کی یا واحد یا واحد یا واحد اٰلہم انت الموجد اجعلنی موجد بنور وحدانتک مؤیداً لشہود انسک یا واحد یا واحد اٰلہی انت الموجد فی ذاتک العلیۃ بالوہبتک یا واحد یا واحد یا واحد۔

یہ اسم مذکورۃ الصدر نفس راضیہ کے لئے مخصوص ہے اور سیر اس کی فی اللہ ہے اور عالم اس کا لاہوت یعنی عالم ذات الہی ہے جہاں سالک کو اس مقام میں مرتبہ ختانی اللہ کا حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ محل اس کا سراسر یعنی مغز ہے اور حال اس کا فنا ہے اور وارد اس کا نہیں ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

(۶) اسم ششم: اصول یا عزیز ہے۔ اس کے ورد کی تعداد (۷۴۴۴۰) چوتھری ہزار چار سو چالیس ہے اور توجہ اس کی یا عزیز یا عزیز یا عزیز اجعلنی من عبادک العزیز اللہ اکبر یا عزیز یا عزیز یا اللہ عی زنی بعزرتک یا عزیز یا عزیز یا عزیز

اَللّٰہِیْ وَاجْعَلْنِیْ مُکْرَمًا یَّعْزِیْزٌ یَّعْزِیْزٌ یَّعْزِیْزٌ۔

اسم مذکورۃ الصدر نفس مرفیہ کے لئے ہے۔ سیر اس کا عین اللہ ہے۔ عالم اس کا شہادت ہے۔ اس کو عالم مشاہدہ اور عالم مخلوق بھی کہتے ہیں جو کہ عرش و کرسی سات آسمان اور ساتوں زمینوں مع اس کے فرشتے کے جو تمام زمین کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سنگ مرمر پر گھڑا ہے اور مع اس گائے کے کہ جس نے سنگ مرمر کو اپنے سینگوں پر رکھ کر ایک سیاہ پتھر پر گھڑا ہے مع اس بڑی مچھلی کے کہ جس نے اس سیاہ پتھر کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہے اور مع ایک دریائے عظیم کے جو ساکن ہے کہ مع اس ہوا کے جس پر وہ دریا قائم ہے۔ یہ سب کچھ عالم مشاہدہ میں محسوس ہے اور حال اس کا حیرت اور وارد اس کا بعض اسرار شریف ہیں اور نور اس کا سیاہ ہے۔

(۷) اسم ہفتم: اصول ناو دودود ہے۔ اس کے ورد کی تعداد (۲۰۰۱۰) بیس ہزار دس ہے اور توجہ اس کی یہ ہے۔ ناو دودود ناو دودود الہی اعطنی ودا فی قلبی الہی اجعل لی عندک عہدا واجعل لی فی صدور المؤمنین العارفين مودة الہی اکفنی شر من کفیتہ و کفیتہ بیدک۔

اسم اصول مذکورۃ الصدر نفس کاملہ کے لئے۔ سیر اس کی بالہ ہے اور عالم اس کا وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھنا ہے۔ اس کی جگہ یا لطیفہ اٹھا ہے اور مقام اس کا سر کی پیشانی یعنی سر کا اگلا حصہ ہے اور حال اس کا بقا ہے اور وارد اس کا تمام نیک اوصاف جو نفسوں کے ذکر میں بیان ہو چکے ہیں۔ اصول السج ختم ہو چکے۔

اسمائے فروع کی تفصیل

اسمائے فروع یہ چھ ہیں۔ حق، قہار، قیوم، وہاب، مہمین، باسط پس اسمائے اصول و اسمائے فروع متذکرۃ الصدر کل تیرہ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ الحمد للہ رب العالمین اسمائے فروع کے ہر ایک اسم کے ورد کی تعداد ایک ایک لاکھ ہے یعنی حق ایک لاکھ بار، قہار ایک لاکھ بار،

قُیُومٌ ایک لاکھ بار، وَهَّابٌ ایک لاکھ بار، مُهَيِّمٌ ایک لاکھ بار، بَاسِطٌ ایک لاکھ بار۔
پس میرے مرید، اس کو غیر سے پوشیدہ رکھنا اور محفوظ رکھنا تم پر لازم ہے
اور ہرورد کو اس کے معینہ محل میں بطور امانت رکھنا اور پرہیزگاری پر قائم رہنا ضروری
ہے تاکہ اپنے مطلوب کو پہنچے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جاننا چاہئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ
فرمایا کرتے تھے اور جہان کے لئے نصیحت فرماتے تھے کہ اے مخلوق عالم! تمہارا رب
ایک ہے۔ باپ تمہارا ایک ہے، عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں، نہ عجمیوں کو
عربوں پر، ہر ایک کی بزرگی پرہیزگاری پر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں
فرمایا ہے۔ اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقَاهُ یعنی تم میں سب سے بزرگ خداوند تعالیٰ کے
نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ پس سب سے زیادہ بزرگ و قابل تعظیم وہی ہے جو
سب سے زیادہ پرہیزگار اور نیکو کار ہے۔ ان وجوہ کے باعث وہی خدا کا مخلص ہو گا چنانچہ
حضور مرشد پاک فرماتے ہیں اگر تقویٰ عمل ریاضت اور مجاہدہ کے ساتھ ہو تو وہ شخص
یقیناً ولی حقانی ہے۔ پس تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ہے۔ اس کے ہر حکم کی
تعمیل پر مستعد رہنا اور اس کی رضا پر راضی رہنے کا نام ہے۔

بعض کتابوں میں اسمائے اصول ہفتگانہ اس طرح درج ہیں۔ اول لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ دَوْمَ اللَّهِ سَوْمَ هُوَ چارم حَقِّ پنجم حَقِّ ششم قُیُوم ہفتم قَهَّارِ ناصمد۔

پس ان اسماء و اصول و فروع کا ورد کرنے سے پہلے سالک کو لازم ہے کہ اپنے
مرشد سے اجازت حاصل کرے۔ تفاوت الفاظی کو رفع کر کے حقیقی اسم کا سبق دے کر
اجازت ورد دے دے گا۔ ورد کرنے کے بعد یہ درود شریف کہ حضور نبی اکرم ﷺ
کی طرف منسوب ہے، پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّوْرِ الذَّاتِي السَّارِي
مِرَّةً فِیْ جَمِیعِ اَنْوَارِ السَّمَاءِ وَ الصِّفَاتِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ
مُضَاعَفًا بِدَوَامِ مُلْکِکَ وَ اَمْدِیَّتِکَ۔

اس درود شریف کا ایک بار پڑھنا ثواب کے لحاظ سے ہزار وردوں کے پڑھنے

کے برابر ہے۔ اس کے متعلق بزرگان اور اہل کشف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام دینی و دنیاوی مقاصد برآری کے لئے پڑھنا مجرب ہے۔ **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ**

نیز ایک اور روایت میں اسمائے فروع سات اور بھی ہیں۔ پس دونوں مل کر چودہ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ **حَیْ، قَیُّوْمٌ، سَرِیْعٌ، سَبِیْعٌ، کَبِیْرٌ، مُتَعَالٍ، فَتَّاحٌ، عَلِیْمٌ، عَزِیْزٌ، قَدِیْرٌ، مَلِکٌ، قُدُّوْسٌ، هَادِیٌّ، خَبِیْرٌ** پس بروز اتوار **حَیْ قَیُّوْمٌ** کا ورد ۱۹۳ بار، بروز سوموار **سَرِیْعٌ سَبِیْعٌ** کا ورد ۴۴۲ بار، بروز منگل **کَبِیْرٌ مُتَعَالٍ** کا ورد ۷۷۳ بار، بروز بدھ **فَتَّاحٌ عَلِیْمٌ** کا ورد ۶۳۹ بار، بروز جمعرات **عَزِیْزٌ قَدِیْرٌ** کا ورد ۴۸۰ بار، بروز جمعہ **مَلِکٌ قُدُّوْسٌ** کا ورد ۴۶۰ بار، بروز ہفتہ **هَادِیٌّ خَبِیْرٌ** کا ورد ۸۳۲ بار کرنا ضروری ہے۔ جو نماز تہجد کے بعد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جو راہ مستقیم کی طرف جانا چاہے اپنے فضل و کرم سے راہ دکھائے گا۔

ساتوں نفسوں اور ان کی صفتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

حمد و درود کے بعد جاننا چاہئے کہ اس قالب انسانی میں سات نفس ہیں اور ہر نفس اپنی اپنی صفت سے متصف ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کا کام بھی بلحاظ صفت جدا جدا ہے چنانچہ ان سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ خلوت (چلہ کشی) ہی ہے۔

(۱) **نفس امارہ:** اس کی صفتیں کنجوسی، بخیلی، حرص و ہوا، بیوقوفی، بدی، کینہ اور غضب و غصہ وغیرہ ہیں اور ان صفات سے نجات حاصل کرنا اسم اول سے ممکن ہے۔ وہ اسم **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ** ہے۔ اس کے ورد کی تعداد ستر ہزار بار ہے چنانچہ بعد طہارت و وضو دو رکعت نماز نفل گزارے اور ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور بعد اس کے

جو سورت چاہے پڑھے۔ پس سلام پھیرنے کے بعد یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِیْ الْاَمَارَةَ بِهَذِهِ السَّبْعِیْنَ اَلْفًا

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں ان ستر ہزار اسم گرامی کے عوض اپنا نفس امارہ تجھ سے خرید رہا ہوں۔ پھر فرمان مرشد کے مطابق روزانہ ورد کرے۔

(۲) نفس لَوَامِہ: اس کی صفیتیں مکر، ہوا، خود بینی اور خواہشات نفسانی اور قہر

ہے اور ان سے رہائی پانا اسم دوم سے ممکن ہے۔ وہ اسم اللہ ہے اور اس کا ورد ساٹھ ہزار بار ہے۔ پس اس کے ورد کرنے سے قبل پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِیْ اللّٰوَامَةَ بِهَذِهِ السِّتِّیْنَ اَلْفًا

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں ساٹھ ہزار اسم کے عوض اپنا نفس لوامہ خرید رہا ہوں۔ پھر مطابق طریقہ اسم اور ورد شروع کر کے معیاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۳) نفس ملہمہ: اس کی صفیتیں قناعت، سخاوت، علم، تواضع، توبہ اور صبر و تحمل ہیں اور ان سے رہائی پانا اسم سوم سے ممکن ہے اور وہ اسم ہو ہے۔ تعداد ورد اس کی پچاس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِیْ الْمُلْهَمَةَ بِهَذِهِ الْخَمْسِیْنَ اَلْفًا

اے باری تعالیٰ! میں پچاس ہزار اسم کے عوض اپنا نفس ملہمہ خرید رہا ہوں۔ پھر مطابق طریقہ اسم اول ورد شروع کر کے معیاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۴) نفس مطمئنہ: اس کی صفیتیں بخشش، توکل، بردباری، حقیقت و رضا

اور شکر ہے اور ان سے رہائی پانا اسم چہارم سے ممکن ہے اور وہ اسم حق ہے اور تعداد ورد اس کی چالیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنْكَ نَفْسِیْ الْمُطْمَئِنَّةَ بِهَذِهِ الْاَرْْبَعِیْنَ اَلْفًا

یعنی اے خداوند تعالیٰ! میں چالیس ہزار اسم کے عوض اپنے نفس مطمئنہ کو ان چالیس ہزار اسم کے عوض

خریدتا ہوں۔

(۵) **نفسِ راضیہ:** اس کی صفات کرامات، زہد و ریاضت، ذکر و فکر اور عشق ہے اور اس سے رہائی پانا اسمِ پنجم سے ممکن ہے اور وہ اسمِ حتیٰ ہے اور اس کے ورد کی تعداد تیس ہزار بار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْتَرِي مِنْكَ نَفْسِي الرَّاضِيَةَ بِهَذِهِ الثَّلَاثِينَ أَلْفًا

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ راضیہ کو ان تیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔ پھر مطابق طریقہ اسمِ اول میعادِ معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۶) **نفسِ مرضیہ:** اس کی صفات حسنِ خلق، نرمی، قربِ خدا، متابعتِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہیں اور اس سے رہائی پانا اسمِ ششم سے ممکن ہے اور وہ **قَيُّومٌ** ہے اور اس کے ورد کی تعداد بیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے اور کہے:

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ مرضیہ کو ان بیس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔ پھر مطابق طریقہ اسمِ اول میعادِ معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کرے۔

(۷) **نفسِ کاملہ:** جس کو صافیہ کہتے ہیں۔ اس کی صفات گوشہ نشینی، عبادت، زن و فرزند سے مفارقت ہے۔ خاموشی، سچائی، مددگاری، وفائے عہد اور فرمانبرداری وغیرہ احکامِ الہی ہیں اور وہ اسم **قَهَّارٌ يَاصَّمَدُ** ہے۔ اس سے رہائی پانا اسمِ ہفتم سے ہے اور اس کے ورد کی تعداد دس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے اور کہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْتَرِي مِنْكَ نَفْسِي الْقَبِيحَةَ وَالصَّافِيَةَ بِهَذِهِ الْعَشْرَةِ أَلْفٍ

یعنی اے باری تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ کاملہ کو جو کہ خالص و خلوص و مصفا ہے، ان دس ہزار اسم کے عوض خریدتا ہوں۔ جب تو ان نفسوں سے خلاص ہو جاوے تو خاصوں

اور کاملوں سے ہو گا۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**



بدل مقامات صوفیہ اسماء و صفات نفس باہفتگانہ

۱	مقام	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم
۲	نفس	امارہ	لوامرہ	ملہمہ	مطمئنہ	راضیہ	مرضیہ	کاملہ
۳	سیر	الی اللہ	لہ اللہ	علی اللہ	مع اللہ	فی اللہ	عن اللہ	باللہ
۴	عالم	شہادت	برزخ	ادواح	ملک	ملکوت	جبروت	لامہوت
۵	محل	سینہ	دل	روح	سر	سرالسر	خفی	انفی
۶	حال	میل	محبت	عشق	وصل	فنا	حیرت	بقا
۷	وارد	شرعیہ	طریقیہ	معرفت	حقیقت	x	ارزشتہ	تمام
۸	نور	نیلا	زرد	سرخ	سفید	مبصر	سیاہ	x
۹		بکھوسہ	مکرہو	سعاد	بخشن	کرامات	حسن خلق	گوشہ نشینی
۱۰		نادانی جہالت	خود بینی	قناعت	توکل	زہد ذکر	و	زن و فرزند
۱۱		بدی کیفیت	نوازش نفس	علم	یزداری	عشق و نرمی	تہنہائی	
۱۲		غصہ	قہر	تواضع	عبادت	پیشگیری	و	عبادت اور
۱۳		غفلت	غضب	توبہ صبر	رضا	و	اخلاق حسنہ	خاموشی پیمانی
۱۴		اور	تکبر	تحمل نرمی	اور	ترک اسوی	قرب الہی	دفا و عہد
۱۵		شہرت	اور	اور	شکر	اور	متابعت	فرمانبرداری
۱۶		x	اعتراف	خلوص	x	دفا	رسول اللہ	اللہ و رسول

بذریعہ خواب نفس ہائے ہفتگانہ کے حالات کا اظہار اور ان کا علاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
کَمَرِ خَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِعِبَادُوْنَ (ای
لِعِبَادُوْنَ) یعنی میں نے انسان اور جنوں کو پیدا نہیں کیا مگر عبادت اور پرستش کے لئے
تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور میری طرف مشغول ہوں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے پروردگار سے عرض کی کہ اے باری
تعالیٰ خلقت کو کیوں پیدا کیا؟ جس کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:
کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک خزانہ مخفی تھا۔ مجھے محبت ہوئی کہ پہچانا جاؤں۔ بایں وجہ خلقت کو پیدا کیا۔ پس
لفظ خلق کا اطلاق تمام مخلوق حتیٰ کہ پتھر، ریت، مٹی وغیرہ پر ہے مگر مقصود و مراد انسان
ہے۔ اسی واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ
یعنی انسان کو میں نے نہایت اعلیٰ ترکیب اور صورت پر پیدا کیا۔ پس انسان کو معرفت
خداوندگی کے قابل بنایا اور دل انسان کو اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے آمینہ بنایا تاکہ
خداوند تبارک و تعالیٰ کے انوار جمال کے حصول کے لئے انسان نیکی اور صلاحیت کی
طرف متوجہ ہوں۔

آدم علیہ السلام کی مٹی اللہ تبارک و تعالیٰ کے دست قدرت نے چالیس دن
میں گوندھی اور خمیر کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:
اِذَا سَوَّيْتُمْ وَاَنْفَخْتُ فِيْهِمْ رُوْحِيْ يَعْنِیْ کہ جب شکل و صورت درست کر لوں اور
اس میں پھونکوں اپنا روح کہ میرا پیدا کردہ ہے۔

انسان کے درجہ کمال و بلند ترین احوال اور روشن ترین مقال کی طرف اشارہ ہے اسی
واسطے انسان تمام موجودات بلکہ ملائکہ مقربین سے بھی مخصوص شدہ ہے۔ لہذا اللہ

تبارک و تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ ان پر کتابیں بھیجیں ہیں اور پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں جیسا کہ پیغمبروں میں سے ہر ایک پیغمبر نے ان کو راہِ راست دکھایا اور سکھایا ہے اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو جملہ پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ منتخب فرما کر ان کو راہِ ہدایت و توکل کی طرف لانے کے لئے بھیجا ہے کیونکہ انسان خود بخود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا اور معارف حقیقی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

یعنی جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ پس ہمارے نبی ﷺ کے بعد خلفائے راشدین سیدنا حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ اہل یقین ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیشہ ان پر راضی ہو کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف خاص اسلام کا راستہ بتلایا۔ ان کے بعد مشائخ بزرگوار ہیں جنہوں نے پروردگار عالم کے راستہ حق کی طرف گمراہوں کو ہدایت فرمائی جس طرح کہ انہوں نے امت ہائے گزشتہ کے حال و قال اور تعبیر روایاء اور حوادث و احوال کو دیکھا اور حاصل کیا۔ پس مریدوں سے کوئی مرید اپنے نفس کی شکل خواب میں دیکھے (خدا تعالیٰ ان کے اخلاق کو پاک کرے اور ان کے نفوس کو صلاحیت بخشے) تو مرید فی الفور اپنے واقعہ کو اپنے مرشد کے حضور میں ظاہر کرے۔ مرشد اس واقعہ کی پہچان کرے کہ کس دائرہ کے متعلق ہے اور مرید کو بتلائے تاکہ اس کو اپنا حال کماحقہ ظاہر ہو جائے۔ پس دائروں کے نام اور صفتیں حسب ذیل ہیں۔

چنانچہ اول دائرہ امارہ ہے، دوم دائرہ لواہ، سوم دائرہ ملہم، چارم دائرہ مطمئنہ، پنجم دائرہ راضیہ، ششم دائرہ مرضیہ، ہفتم دائرہ کاملہ۔

اول دائرہ نفس امارہ: اول دائرہ نفس امارہ ہے جو بدی کی طرف سخت ترین مائل کرنے والا اور کفر و عناد کی صفتوں سے متصف ہے۔ پس جب انسان خواب میں سو ریا کرتا یا ہاتھی یا بچھو یا سانپ یا چوہا یا پتویا جوں یا چڑیا یا گد یا ٹی خانہ یا اصطبل یا

شراب یا بھنگ یا افیون یا اس کی مثل کوئی چیز شراب سے ملتی جلتی ہوئی ہو، گند اپانی یا کچڑ یا ٹھہرا ہوا پانی مثلاً تالاب یا جوڑیا جاری پانی جس کا رنگ سیاہ یا مٹی کے رنگ کا ہو دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمام خاصیتیں نفس امارہ کی ہیں۔ پس انسان ان صفتوں سے متصف ہو تو وہ خاص طور پر اپنے نفسیاتی خواہشوں کے تابع ہے پس اس کو اپنے نفس امارہ کی صفائی کے لئے خدا کی یاد، عبادت کی سخت ترین ضرورت ہے اور ذکر کلمہ پاک کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے۔ پس اس دائرہ امارہ کو اصول کے پہلے اسم سے منقطع کرے اور ذکر کے تین اصول ہیں:

اول اصول: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اس کا فروع لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَحْبُوبَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَقْصُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَطْلُوبَ إِلَّا اللَّهُ لَا مُرَادَ إِلَّا اللَّهُ اور ان کے ورد کی تعداد ہر ایک کی پانچ پانچ لاکھ ہے۔ اسم نہ گانہ سے اسم اول ہے۔
دوسرا اصول: اَللَّهُ اور اس کا فروع بَانُورٌ بَابَاسْطٍ بِاللَّهِ بَانُورٌ بَاهَادِي بِاللَّهِ بَانُورٌ بِاللَّهِ بَاهَادِي بِاللَّهِ اور ان میں سے ہر ایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔
تیسرا اصول: ھو ہے اور اس کا فروع بَاهُوَ اَنْتَ ھُوَ بَاهُوَ اَنْتَ ھُوَ بَاهُوَ اَنْتَ ھُوَ بَاللَّهِ پس ان میں ہر ایک کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ یہ اصول اسمائے حسنہ سے ہے جو اپنے اپنے مواقع پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ یہ نہ گانہ اسماء سے اسم دوم ہے۔

مثال کے طور پر دائرہ نفس امارہ اگر خنزیر کو خواب میں دیکھے تو یہ صفت حرام ہے، اگر کتا دیکھے تو یہ صفت غضب و غصہ کی ہے، اگر ہاتھی دیکھے تو یہ صفت غرور کی ہے، سانپ صفت منافق کی ہے، بندر صفت خن چینی کی ہے، بچھو صفت عذاب کی ہے اور چوہے کی صفت خلقت سے پوشیدہ رہتی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتی ہے لہذا وہ اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہے اور چڑ اور جوں، چھڑی، پتوں سے مراد ایسا گناہ کرنا ہے جو مکروہ ہو اور گدھی کے ساتھ مباشرت کرنا ایسا کام ہے جس سے اسے نفع نہ ہو اور ٹٹی خانہ سے مراد محبت دنیا میں غرق ہونا ہے۔ پس جب شراب کو چکھے تو یہ صفت حرام کاری پر دلالت کرتی ہے۔ اگر شراب دیکھے مگر اس کو نہ چکھے تو اس کے خیالات

حرام کی طرف مائل ہوں گے۔ اگر شراب خانہ دیکھے تو اس کے خیالات فاسدہ موجزن رہیں گے۔ ایسی قسم کی دوسری چیزیں خواب میں دیکھنے کا مطلب بھی دائرہ نفس امارہ سمجھ لیجئے۔ ہم نے کتاب ہذا کے طویل ہو جانے کے خوف سے قلیل الالفاظ اور کثیر المعنی عبارت پر اکتفا کیا ہے۔

دوم دائرہ نفس لواامہ: دوم دائرہ نفس لواامہ ہے۔ اس کی شکلیں اور صورتیں یہ ہیں۔ بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ، مچھلی، کبوتر، بطخ، مرغی، درخت، کھجور، طعام ہائے پختہ، میوے، کپڑا سیا ہوا، گھوڑا بے زین یا بجھا ہوا یا لالٹین یا شمع یا پکی ہوئی روٹی یا مکانات یا عمارات یا محل یا ماڑی یا ان کی مانند دیگر عمارات یا شہد یا گنیا شربت تو ان کو دائرہ نفس لواامہ کہا جاتا ہے۔ پس جب ان صفتوں اور خیالات سے متصف ہو اور ساتھ ہی اس کا ارادہ دائرہ سوم کی طرف ہو تو وہ اصول سہ گانہ میں سے اسم اللہ کا ذکر کرے جس ترکیب سے مرقوم و مذکور ہو چکا ہے۔

اب دائرہ نفس لواامہ کے حالات کی تفصیل بیان کرتا ہوں پس بھیڑ حلال ہے اور گائے کی صفت کام کرنا ہے جس سے انسان کو نفع پہنچتا ہے اور اونٹ کی صفت بوجھ اٹھانا اور تکلیف برداشت کرنا ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے: یعنی مومن کی شرط یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرے۔ مچھلی کی صفت یہ ہے کہ حلال روزی کھاتی ہے، نیز بطخ آبی، مرغی، کبوتر اور ان کے مانند پاکیزہ جانور حلال ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور خرما اور شہد اخلاق پسندیدہ اور حمیدہ کی دلیل ہیں اور پکے ہوئے کھانے اپنے نفس کی خواہش کو ظاہر کرتے ہیں اور جملہ قسم کے میوے بے معنی کلام سے نجات پانے پر اور گھر اور دکانیں اپنے نفس کے عیش و آرام پر دلالت کرتے ہیں۔

سوم دائرہ نفس ملہمہ: جب خواب میں انسانوں سے ایسے ناقص انسان مثلاً عورتیں اور کافر، ملحد، فاسق، بے دین اور بد اعتقاد (یعنی ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف رغبت کرنے والا) یا سپاہی یا داڑھی منڈایا لنگڑا یا بے ریش (کھودا) بہرایا گونگایا جاسوس یا مست یا ہجڑا یا غلام آزاد شدہ یا ہنسی خانہ یا ایسی چیز جس کو

المقدس یا جامع مسجد یا مدرسہ یا نیک لوگوں کا مکان یا ان کی جائے رہائش یا ان کی مانند اور چیزیں یا تیر و کمان یا تلوار یا خنجر یا بندوق یا کتابیں دیکھتا ہے تو اس کے نفس مطمئنہ پر دلالت کرتی ہیں اور اس سے رہائی پانا اسم حق کے ورد و وظائف میں ہر وقت مشغول و مصروف رہنے سے ہے اور وہ اسم چہارم اصول نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ہے اور فروع اس کا یہ ہے:

بَا مُغِيثُ هُوَ الْحَقُّ بَا فَرْدُ هُوَ أَنْتَ الْحَقُّ بَا حَقُّ أَنْتَ الْحَقُّ حَقُّ الْحَقِّ بَا مُجِيبُ
الْحَقِّ

پس ان میں سے ہر ایک کے ورد و وظائف کی تعداد پانچ پانچ لاکھ ہے۔ یہ صورتیں اور نشان اور علامتیں وہی مرید دیکھتا ہے جو صادق اور کامل ہوتا ہے۔ پس جب قرآن مجید دیکھتا ہے تو اس کے اپنے دل کی صفائی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خواب میں قرآن مجید سے وہی سورت دیکھے یا تلاوت کرے جو اس کے مطابق حال ہو یا آئندہ کے لئے خوشخبری ہو۔ پیغمبروں کا دیکھنا ایمان اور اسلام کا نشان ہے اور بادشاہوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی طرف رجوع کرنے کی علامت ہے اور عاشق حق یا شیفہ و شیدائے کا دیکھنا خدا تعالیٰ کی عبادت میں استقامت اور توجہ باطنی کا رجوع کرنا ہے اور خیرات کرنا اور پیروں مرشدوں کا دیدار اپنے نفس کی رہنمائی کی علامت ہے اور قاضیوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی نشانی ہے اور بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کی زیارت بحالت خواب اپنا دل و ہم اور وسوسوں سے پاک ہونے کی دلیل ہے اور جامع مسجد اور مسجد اور جھنڈا کمر بند اور تیر و کمان کا دیکھنا شیطانی وسوسوں پر دلالت کرتا ہے اور ان سے رہائی حاصل کرنا اسم حق کے شغل سے ممکن ہے جس طرح بیان کیا جا چکا ہے۔

پنجم دائرہ نفس راضیہ: جب کوئی شخص فرشتے، غلمان، حور، براق، جنت اور زیور خواب میں دیکھے پس وہ اسم حی کا ورد شروع کرے جو نہ گانہ اسماء کا اسم پنجم ہے اور فروع اور اس اسم کا کَا حَى لَا غَيْرَہُ بَا حَى أَنْتَ الْحَى بَا عَلِیُّ بَا جَمِیلُ أَنْتَ

الْحَيُّ بِأَعْيُنِهِمُ الْإِنْفَاطِ حَيُّ بِأَحْيِ اِنْفِي عَنِّي اَنْفِي بِكَ وَبَيَانَ ذَالِكَ فَالْحَوْرُ
وَالْجَنَّةُ وَالْمَلَكُوتُ اس خواب کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی حور یا جنت یا فرشتہ دیکھے تو
اس کے عقل کل یا عقل تمام کے کمال اور تقرب خداوند تعالیٰ کے حصول پر دلالت
کرتی ہے اور آفتاب و ماہتاب کا دیکھنا بھی نہ کبھی معرفت خداوندی حاصل ہونے کی اور
مرشد کے مرشدوں کی طرف رجوع کرنے کی دلیل ہے۔ پس اسم حَی کا ورد کرے تاکہ
مطلوب کو پہنچے۔

ششم دائرہ نفس مرضیہ: ششم دائرہ نفس مرضیہ ہے کہ اور اس کی
صفات ہیں ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، رعد، جلتی ہوئی شمع، مشعل یا قندیل جو
کہ روشن ہوں خواب میں دیکھے۔ پس اسم قیوم کا ورد کرے۔ پس یہ اسم اسمائے نہ گانہ
سے اسم ششم ہے اور اس کا فروع یا کافی یا علی یا سَعَتِ یا قَيُّومُ یا قَادِرُ یا قَيُّومُ
أَنْتَ الْأَزَلُ بِالْأَزَلِ یا قَيُّومُ الْأَزَلِ یا اللَّهُ اسم ہے اور بیان نفس مرضیہ کا یہ ہے کہ
جب خواب میں سات آسمان دیکھے تو اس کی نظر ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی طرف لگی رہتی ہے
اور ستارے دیکھنا اس کے نفس کا نور ہے اور لوگ دیکھنا اپنے نفس کے فنا ہونے کی
علامت ہے اور رعد کا سننا یا دیکھنا کسی چیز یعنی راہ حق سے آگاہی پانے کی دلیل ہے اور
آفتاب اور نور چراغ اور چاند کا دیکھنا دل کی روشنائی کی علامت ہے۔ پس مرید کامل ہادی
ورہنما کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اس کو دائرہ ہفتم کی طرف پہنچا دے اور اس کو اسم
قیوم کی تلقین فرمادے۔

ہفتم دائرہ نفس صافیہ کاملہ: اس کی صفات بارش،
برف، ایلے، ندی، چشمہ اور کنواں خواب میں دیکھنا ہے اور یہ تمام راہ حق کے کھل
جانے کی نشانیاں ہیں۔ پس چاہئے کہ مرید شیخ کامل کی طرف رجوع کرے اور مرشد کو
چاہئے کہ اس کو قہار کی تلقین کرے جو کہ نہ گانہ سے ساتواں اسم ہے اور اس کا فروع
قَيُّومُ قَهَّارُ جَبَّارُ عَظِيمُ قَادِرُ قَهَّارُ الْحَكْمُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ نَادِ عَلِيًّا مَطْهَرُ
الْعَجَانِبِ كَجَدُّهُ لَكَ عَوْنًا فِي النِّوَابِ كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَجْلِي بِقُدْرَتِكَ يَا اللَّهُ وَ

نُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدٌ بِوَلَانَتِكَ يَا عَلِيٍّ يَا عَلِيٍّ يَا عَلِيٍّ

تفصیل اس دائرہ کی یہ ہے۔ بارش کا خواب میں دیکھنا رحمت کی دلیل ہے اور برف بارش سے زیادہ رحمت کی نشانی ہے اور نہر اور دریا اور چشمہ سے مراد خدا تعالیٰ کی معرفت کے ذریعہ اخلاص حاصل کرنا ہے۔ پس مرید تصدیق اور رجوع اسم قہار کے ورد کی طرف کرے۔ پس یہی کافی ہے کیونکہ دائرہ ہائے ہفتگانہ مشکل ہیں۔

اسمائے نہ گانہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۷۰۰۰۰) اللَّهُ (۶۰۰۰۰) هُوَ (۵۰۰۰۰) حَقٌّ
(۴۰۰۰۰) حَيٌّ (۳۰۰۰۰) قَيُّوْمٌ (۲۰۰۰۰) قَهَّارٌ (۱۰۰۰۰) دَائِمٌ
(۵۰۰۰) صَمَدٌ

در بیان اسمائے فروع

اسمائے فروع کا ذکر و ترکیب ورد وغیرہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ اب پھر مختصر طور پر ان کا تذکرہ مرشد و مریداں کی ہدایت کے لئے کیا جاتا ہے اس کو مد نظر رکھیں اور پوشیدہ اور چھپا کر رکھیں اور امانت سمجھیں اور موزوں جگہوں پر استعمال کریں۔ وہ اسمائے فروع یہ ہیں۔

حَقٌّ، قَهَّارٌ، قَيُّوْمٌ، وَهَّابٌ، مُبِیِّنٌ، بَاسِطٌ اور سات اسم اصول ہیں۔ پس دونوں مل کر ۱۳ ہوئے اور انہی میں اسم اعظم ہے۔ پس اے بھائی تجھ پر ان کو پوشیدہ لکھنا اور چھپا رکھنا اور اپنی جگہ پر امانت رکھنا لازم ہے اور تجھے تقویٰ اور اخلاص اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ مطلوب کو پہنچے جو کہ سب سے بڑا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔



بیان تصور شیخ

تصور شیخ ذکر سے افضل ہے یعنی صورتِ مرشد کو نگاہ میں رکھنا اور خیال میں یاد کرنا تصور کہلاتا ہے اور یہ امر مرید کے لئے سب سے زیادہ بمقابلہ ذکر مفید اور مناسب تر ہے کیونکہ مرید کے لئے جناب الہی کی طرف واصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے اور صحیح وسیلہ ہے۔ جوں جوں مرید کا تعلق اور نسبت مرشد کے ساتھ زیادہ ہوتی جائے گی اسی قدر باطن میں اس کو فیض بڑھتا جائے گا اور تھوڑی مدت میں وہ اپنے مطلوب تک انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ وہ مرشد میں فنا ہو جانے کی کوشش کرے۔ اگر ذات مرشد میں فنا ہو جائے گا تو خداے تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔



باب نہم



شریعت اور حقیقت کا تعلق



شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت اہل طریقت کے لئے دو اصطلاحات ہیں۔ شریعت تو ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے اور حقیقت باطن کے احوال کی صحت اور ہونے یا نہ ہونے کو، اس لئے ایک مومن حقیقی میں ان ہر دو کا اجتماع ضروری ہے مگر آج کل شریعت اور طریقت کے قائل اور متبع دو الگ الگ گروہ ہیں۔ ایک تو ظاہری علماء ہیں جو شریعت کو ہی حقیقت سمجھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ملحدوں کا ہے جو حقیقت کو جائز اور صحیح سمجھتا ہے اور اسی کو روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقت سمجھ میں آگئی تو شریعت اٹھ گئی اور یہ عقیدہ کلام مشتبہ، قرامطہ، موسوساں، حلویوں، اتحادیوں وغیرہ کا ہے حالانکہ حقیقت کتنی ہی قوت سے منکشف کیوں نہ ہو بجز شریعت حقیقت کا منکشف ہونا قطعی ناممکن ہے کیونکہ حقیقت تو شریعت پر مکمل طور سے مطابق سنت نبی اکرم ﷺ عمل درآمد کر کے نور باطنی پالینے کا نام ہے۔ ”شریعت کسی بھی حال میں کسی شخص سے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتی اور اس کی تعمیل ہر حالت میں فرض ہے پس حقیقت سے مراد باطنی اور حقیقی صفات کی تکمیل اور تزکیہ قلب اور مخالفت نفس مراد ہے جو تصوف یا حقیقت کا بنیادی منشاء ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک اس حکم میں تغیر و تبدل نہیں اور حصول اخلاص کے لئے ہمیشہ لازمی رہے گا کیونکہ اخلاص بھی حسن نیت کے بغیر ناممکن ہے۔ پس یہی حقیقت ہے اور دوسری شریعت یہ بندہ کے افعال و اعمال ظاہری ہیں چونکہ حقیقت خداوند تعالیٰ کی نگہداشت توفیق رہنمائی اور عفت و حفاظت کا نام ہے لہذا وجود حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر محال ہے اور اسی طرح شریعت کا قیام حقیقت کے روحانی اور اخلاقی آداب بجالانے کے بغیر محال ہو گا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص جب تک کہ روح اس کے جسم میں باقی دواڑ رہتی ہے وہ زندہ ہے مگر جب وہ علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ بے جان بلکہ مردار ہو جاتا ہے لہذا شریعت اور حقیقت جسم ایمان و انسان

کے لئے بمنزلہ روح و جسم کے ہیں جیسے کہ جسم اور روح کی تمام قدر و قیمت ایک دوسرے کے وصل و اتحاد سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شریعت بلا حقیقت ریا اور حقیقت بلا شریعت منافقت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ راست پانے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنا صحیح راستہ دکھا دیتے ہیں۔ پس شریعت مجاہدہ ہے اور ہدایت و مشاہدہ اس کی حقیقت ہے جو بالفاظ دیگر ظاہر کی باطنی راہنمائی ہے جب مجاہدہ نہ ہو گا تو مشاہدہ کہاں سے ملے گا، جب شریعت ترک کر دی جائے گی تو حقیقت کے وارد ہونے کے کیا معنی؟ لہذا شریعت ایک دینی چیز ہے اور حقیقت سراسر دینی ہے اس لئے ہر دو لازم و ملزوم ہیں۔ جب نبی ﷺ و صحابہ کرامؓ و بزرگان عظام حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز جیسے خدا رسیدہ اور واقفان حقیقت نے آخری دم تک شریعت کے احکام سے کسی حکم کو نظر انداز نہیں کیا تو صرف باطنی نماز اور روزہ کا سبق دینے والے اور شریعت پر عمل نہ کرنے والے پیر نہیں بلکہ ملحد، کافر، بے دین، عیش پرست، تن پرور اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو گناہگار بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مکروہ شر سے بچائے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تہذیبہ باری تعالیٰ کے متعلق

حضور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ یعنی خدا ہمارے قریب تر ہے وہ خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے ہیں یا کسی کو اس کا شریک یا کسی کو اس کا شبیہ یا نظیر ٹھہراتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ وہ ظاہر اور باطن کی تمام چیزوں کا جاننے والا اور ان پر مہربانی اور کرم کرنے

والا ہے وہ واحد ہے صمد ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ اس کی عورت ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ بے مثل بے مانند بے چون و چگون ہے۔

کَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے نہ کوئی اس کی تشبیہ و نظیر ہے اور نہ کوئی معاون نہ مددگار نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے نہ جو ہرے کہ چمک اٹھے۔ نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے۔ نہ وہ طبائع سے کوئی طبیعت ہے اور نہ طلوع ہونے والی چیزوں سے کوئی طالع ہے۔ نہ وہ ظلمت ہے ظاہر ہو نہ وہ نور ہے کہ روشن ہو، تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں وہ سب کو دیکھ رہا ہے، یوں اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں وہ قاہر و حاکم ہے وہی سب کا معبود ہے۔ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اسے موت ہے نہ فنا وہ حاکم اور عادل ہے، وہ قادر رحیم، غافر، ستار، خالق اور قادر مطلق ہے اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت اور جلال دائمی ہے۔ نہ کسی کے وہم اور خیال میں آ سکتا ہے نہ کسی کے فہم و قیاس میں سما سکتا ہے۔ عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر ہیں نہ وہ تشبیہ دیا جاسکتا ہے نہ وہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے وہ حلول و اتحاد سے پاک اور منزہ ہے۔ تمام سائنسیں اس کے شمار میں ہیں اور سب کے اعمال و اقوال اس کی گنتی میں ہیں، آسمان اور زمین کی کل چیزوں کو اس نے گن رکھا ہے وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اس کو روزی کی ضرورت نہیں وہ جو چاہے سو کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس نے بدون کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال محض اپنے ارادہ سے مخلوقات پیدا کی نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرر دور کرنے کی نیت سے بلکہ اس بنا پر کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قرآن پاک میں خود فرمایا ہے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (یعنی مالک تخت بلند کا جو چاہتا ہے کرتا ہے)

جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے۔ وقت مقررہ پر ضرور جاری کرتا ہے اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں، عالم الغیب ہے وہ پوشیدہ متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں، مدبر ہے اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں۔ یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں، قیوم و دانا ہے اسے غفلت نہیں، حلیم و بردبار ہے جلدی نہیں کرتا، گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا، وہی کشائش کرتا ہے وہی تنگی دیتا ہے، غصہ ہوتا ہے اور پھر وہی نرمی بھی کرتا ہے، پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے۔ وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے مخلوقات کو کامل الوصف پیدا کیا وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے حسبِ ارادہ ان سے جاری کرائے ہیں۔

اس کا علم حقیقی ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ہے نہ اس کی مثال ہے نہ اس کی ذات میں کوئی اس سے مشابہ ہے نہ صفات میں، عقلیں اس کی روئے معرفت میں پھنس کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کہنہ ذات کو دریافت کر سکیں۔ آنکھیں اس کے نور لقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیقت احدیت کو معلوم کر سکیں، علوم و حقائق و معارف کی انتہا اور غائتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر معلوم ہو اور کسی نشانی کا پتہ لگے مگر کچھ معلوم نہیں ہوتا اور تمام قویٰ بیکار رہ جاتے ہیں اور حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام علل کو معدوم کر دیتی ہے اور علم ظاہر ہوتا ہے جو آسمان اور زمین کو اس کو اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جو کچھ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ کہ بالوں اور روغنوں اور درختوں اور پودوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذروں اور سمندروں کے قطروں اور بندوں کے کاموں اور ان کے وقتوں وغرضیکہ سب کو اس کا علم محیط ہے۔ کوئی شے اس کے علم سے خارج نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کیفیت اور مثلیت کسی طرح سے اس کی تقدیس اور تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اپنی

صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے موجود ہونے کا اقرار کریں نہ اس لئے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان کامل اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کی ماہیت دریافت کرنے سے قاصر ہے جو کچھ وہم و فہم میں یا خیال و ذہن تصور میں لاسکیں ان سب سے اس کی عظمت و کبریائی اور ذات بلند اور بالا ہے۔ **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اپنی قدرتوں سے ظاہر اور اپنی ذات اور صفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

روح کی حقیقت

روح کی ہستی اور کیفیت کے متعلق علم ہر مومن کے لئے ضروری ہے چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ قریش مکہ نے یہودیوں کے سکھانے پر نضربن حارث کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بمراد استفسار کیفیت روح بھیجا اور اس نے آنحضور ﷺ سے ماہیت روح دریافت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور دریافت فرمایا کہ اے حبیب ﷺ **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ** یعنی ”یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہے؟ **قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي**“ آپ ان کو فرمادیں کہ روح میرے خالق حقیقی کا ایک حکم (کن) ہے اور حکم میں حیات بخشی اور زندگی کے غیر فانی عناصر موجود ہیں جو مردہ و بے جان جسم میں داخل ہو کر زندہ بلکہ زندہ تھرکرت دینے والی چیز ہے بلکہ بذات خود ایک دائمی اور ناقابل تسخیر زندگی ہے اور ہر مادی جسم کی نشوونما اور زندگی اسی سے قائم ہے اور ساتھ ہی روح کی تمام فاعل اور غالب قوتیں جسم ہی میں رہ کر جسم ہی کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور جدوجہد حرکات و سکنات، گفت و شنید، خورد و نوش، ہوش و حواس وغیرہ کے لئے دونوں عناصر یعنی روح و جسد کا یکجا ہونا لازمی امر ہے کیونکہ جب روح جسم غصری سے جدا ہوتی ہے تو جسم بیکار اور بے حس و حرکت

ہو کر بعد چندے مدت گل سڑ کر تلف ہو جاتا ہے اسی طرح روح بھی جو کارہائے نمایاں اس جسم غصری میں رہ کر دکھاتا ہے اس کا قطعاً خاتمہ ہو جاتا ہے غرض یہ کہ زندگی کے لئے روح اور جسم غصری کا باہمی تعلق لازم اور ملزوم ہے۔ مزید برآں روح جو ہر ہے۔ جو ہر اس طاقت کا نام ہے جو اس چیز یا جسم کو جس سے اس کا لگاؤ یا تعلق ہوتا ہے قائم رکھے جب تک کہ بحکم الہی واپس جانے کا اس کو حکم نہ ہو اور چلانہ جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ** یعنی روح حرکت کرنے والے لشکر ہیں۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے حدیث شریف میں فرمایا ہے **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ عَامٍ** یعنی اللہ تعالیٰ نے جسموں سے روحوں کو دو لاکھ برس پہلے پیدا کیا۔ تو لامحالہ روح مخلوق ٹھہری اور حادث ہوئی لہذا جو بے دین اور ملحد روح کو قدیم جانتے ہیں بلکہ **قُلُوبُ الرُّوحِ هُوَ اللَّهُ** کہتے ہیں وہ کافر ملحد اور لعنتی ہیں۔ قرآن پاک و حدیث شریف سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے نہ بزرگان دین سے کسی بزرگ نے بحالت سہو یا سکر ایسا فرمایا ہے۔

توحید باری تعالیٰ کے متعلق

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں بارہا فرمایا ہے **وَالْهُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ** یعنی تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ پھر فرمایا **لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ إِلَّا مَا هُوَ إِلَٰهُ وَاحِدٌ** یعنی کسی حالت میں دو معبود مت بناؤ۔ بلاشبہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے۔ پھر واضح طور پر فرمایا کہ **كُفُّوا أَسْهَادًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُونَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** یعنی بصدق دل زبان حال سے گواہی دو کہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور یہ بھی بصدق دل گواہی دو کہ محمد الرسول ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر کلمہ طیبہ میں بھی جو کہ اسلام کا جزو اعظم ہے اور جس کے کہے اور تصدیق کرنے کے بغیر، مسلمان ہی نہیں بن سکتا، فرمایا ہے **لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** تو ان کلمات ربانیہ سے دو باتیں ثابت

ہوئیں۔ ایک یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک ماننا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے برگزیدہ اور اپنا حبیب خاص اور شمس الضحیٰ بدر اللہی نور علی نور فرمایا ہے وہ بھی ایک بندہ ہے اور اس کا بھیجا ہوا پیغمبر برحق ہے۔ آپ کی پیدائش بھی ایک انسان کی مانند ہوئی ہے اور زندگی بھی انسان کی مانند گزاری ہے اور وفات بھی اسی کی طرح۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ اپنی ذات و صفات میں یکتا بے مثل اور یگانہ ہے۔ حدوث اور حلول سے پاک بے مثل بلاشبہ ایک جو ہر و عرض سے مبرا ہستی ہے جس کا بدون دیدار وہم و گمان میں آنا ناممکن ہے۔ عارف باللہ سب سے مقدم خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے اور یقین کرنے کو سب عبادتوں پر مقدم جانتے ہیں۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیں اور بلا شک و شبہ مطابق حکم قرآن پاک و حدیث شریف یقین کر لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ وصل و فضل سے پاک ہے۔ دوئی کا اطلاق اس پر ہرگز جائز نہیں، وہ قید مکانی یا زمانی میں محدود نہیں، وہ لامکانی اور دائمی ہستی ہے جیسا کہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز نے بارگاہ الہی میں سوال کیا کہ اے رب کریم کیا تیرا کوئی ٹھکانہ (مکان) ہے؟ یا غوث الاعظم انا مکون المکان ولیس لی مکان یعنی میں ہر مکان میں ہوں مگر میرا کوئی مکان نہیں ہے لہذا سمجھ لیجئے کہ نہ وہ جو ہر ہے نہ عرض ہے نہ روح ہے نہ جسم ہے نہ کسی چیز سے پیوند ہے نہ وصل ہے بلکہ حلول و اتحاد سے مبرا ہے۔ وہ کسی جسم مادی میں یا روحی میں یا جوہر میں یا عرض میں یا ہولہ میں نہ داخل ہے نہ محلول ہے بلکہ وہ تمام نقائص سے بری اور تمام آفتوں سے پاک، زن و فرزند، باپ بیٹے، انگ ساک، ناطہ رشتہ برادری کے جھیلے سے مبرا اور الان کما کان و لم یلمک زوالا ہے۔ اس کے مانند ہر دو جہاں میں کوئی نہیں۔ اسکی کوئی مثال نہیں، نہ مشابہ نہ ہم شکل یا نمونہ ہے۔ اس کی ذات ہر تغیر روا نہیں جو بچپن جوانی بڑھاپا نمودار ہو وہ ان صفات سے موصوف ہے جن کا ذکر اس نے کلام پاک میں فرمایا ہے اور جن کی وضاحت حضور ﷺ نے حدیث پاک میں فرمائی ہے وہ حی قیوم ہے، رؤف و رحیم ہے، وہ کریم و قدیر ہے، وہ سمیع و بصیر ہے غرضیکہ تمام صفات مندرجہ قرآن پاک و حدیث شریف سے

متصف ہے۔ اس کی صفیتیں ہمیشہ قدیم ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے اس کو ازل سے جانتا ہے۔ اس کا کوئی حکم بلا مقصد اور بلا نتیجہ نہیں۔ نیکی و بدی کا مقدر ہونا اس کی مشیت سے ہے، نفع و ضرر کا خالق اور مختار وہی ہے۔ بجز آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے دنیا میں کسی شخص کو نہ تو اس کے دیدار اور وصل کی بات ہے نہ ہی اس تک پہنچنے کی طاقت۔ اس کی تشبیہ اور جہت نہیں کہ کہا جاسکے کہ ایسا ہے یا اس جیسا ہے۔ اولیاء اللہ کو اس دنیا میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ جائز اور درست ہے مگر چادر نور کی آڑ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے آپ کے ایک مرید کے متعلق دریافت کیا کہ آپ کا مرید یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا دیدار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دیدار الہی کی تاب بجز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں کسی کو نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کو نور کی چادر کی آڑ میں دیکھتا ہے جس کو یہ سمجھ رہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے توحید کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ توحید قدیم کو حادث سے جُدا اور تمیز کرنے کا نام ہے یعنی قدیم کو حادث کا محل اور حادث کو قدیم کا محل نہ سمجھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور تو اور دیگر تمام خلایق حادث ہے اس لئے تیری جنس کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ چسپاں نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں وہ ذات مقدس ہر کفر و شرک سے پاک ہے جس نے اپنے بندوں کو تحصیل و تکمیل معرفت کا ذریعہ عجز و انکسار اور تسلیم و رضا بنایا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کشف المحجوب میں توحید کے بارے میں فرماتے ہیں کہ توحید خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بھید کا وارد ہونا یا ظاہر ہونا ہے۔ عبادت میں اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ تقریر و تحریر اس کے احاطہ بیان سے عاجز ہے کیونکہ بیان اور بیان کرنے والا دونوں غیر (حادث) ہیں اور غیر کا ثابت کرنا توحید کے ثبوت میں شرک کے مساوی ہے۔ مؤحد الہی ضرور ہوتا ہے مگر لاہی نہیں ہوتا۔

ایمان و ایقان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ** یعنی اے ایماندارو خدا اور اس کے رسول پر ہر حیثیت سے پختہ یقین لاؤ اس پر آنحضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر، اس کی وحدانیت پر، اس کے تمام رسولوں پر، اس کی نازل کردہ کتابوں پر، اس کے تمام فرشتوں پر، روز قیامت پر، حشر و نشر پر، حساب و میزان پر، جزا و سزا پر، جنت و دوزخ پر اور تقدیر کے عوامل پر محکم اور غیر متزلزل یقین رکھے یعنی دل سے تصدیق محکم اور زبان سے اقرار کرتا رہے یعنی قول باللہ لان و تصدیق بالقلب و اطاعت احکام کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ الغرض حقیقت میں ایمان یہ ہے کہ بندہ کے تمام اوصاف و اعمال خدا کی طلب اور جستجو میں لگے ہوئے ہوں کیونکہ ایمان کا غلبہ برے اوصاف محو کر دیتا ہے جس جگہ ایمان کامل ہوتا ہے وہاں سے برے اعمال از خود نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور تمام شکوک و شبہات محو ہو جاتے ہیں اور ذات حق سے اس قدر پیوست ہو جاتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے یا سنتا ہے یا کہتا ہے یا کرتا ہے سب امر الہی کے دائرہ میں ہوتا ہے مومن کی شناخت حضور سرور کائنات، فخر موجودات آقائے نامدار حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے کہ آپ کے صحابی حضرت حارثؓ آپ کی خدمت میں بھری مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے حارثؓ! تو نے صبح کس طرح کی۔“ اس نے عرض کی کہ یا حضرت میں نے ایک مومن صادق کی حیثیت سے صبح کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر اچھی طرح غور کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے، دنیا میں ہر شے کے لئے ایک حقیقت اور دلیل ہوتی ہے تیرے ایمان کے لئے دلیل و برہان کیا ہے؟“ حارثؓ نے عرض کی کہ میں نے اپنے نفس کی اس دنیا میں اچھی طرح پہچان کر لی ہے اس کا اثر یہ ہے کہ میرے نزدیک پتھر، سونا، چاندی، مٹی کا ڈھیلا وغیرہ تمام چیزیں یکساں ہو چکی ہیں۔ پس رات کو ذکر و عبادت کے لئے جاگتا ہوں، دن کو پیاسا رہتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں

یہاں تک کہ اب میں اپنی روحانی تجلیات اور کشف کے باعث گویا اہل جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے دیکھتا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں گریہ و زاری کرتے دیکھتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صاحب ایمان کا کیا مرتبہ اور کیا شان ہے۔ پس ایمان کی روح توکل کی حفاظت ہے اور ترک ماسوائے اور احکام الہیہ کی تکمیل و بجا آوری اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر متوکل رہنا ہی ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** یعنی اگر تم سچے ایماندار ہو تو اللہ پر ہی مکمل بھروسہ رکھنا چاہئے پس جو شخص دل کو خدا کی معرفت کے ساتھ وابستہ کرتا ہے وہ مومن ہوتا ہے اور خدا کی ذات سے واصل ہوتا ہے۔

عشق و محبت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ** **أَنذَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ** یعنی لوگوں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوقات میں سے اوروں کو معبود بنا لیتے ہیں اور ان سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی خدا سے کرنی چاہئے لیکن جو سچے ایمان دار ہیں۔ ان کی تمام محبت خدا کے لئے وقف ہوتی ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کی توہین کی گویا اس نے میری توہین کی اور میرے دوست کی تذلیل سے میرے مقابلہ پر اتر آیا۔ میرا بندہ یا عاشق یا محب فرائض اور نوافل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور قدرتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کی محبت بندہ کو اور بندہ کی محبت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ شیخ شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں محبت کا نام اس لئے محبت رکھا گیا ہے کہ محبت دلوں

کے سوا سب کچھ مٹا دیتی ہے یعنی محبوب کی ملاقات کے لئے دل کا شوق و اضطراب اس حد تک ہو جیسا کہ تمام جسم کا روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح حب کا قیام بھی محبوب کے دیدار اور وصل سے ہوتا ہے۔ الحاصل بندہ کی محبت یا عشق خاص اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ہے کہ وہ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور اس کے تمام اوامر و احکام کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یا عشق اپنے معنی میں تعظیم و احترام الہی کا خاص تقاضا کرتی ہیں اور چاہتی ہے کہ بندہ کی توجہ اور محویت ذات الہی کے لئے خاص ہو جائے اور اس کے ذکر و فکر کی عادت پیدا کرے اور غیر اللہ کے ذکر سے بیزاری ظاہر کرے پس حق تعالیٰ کے محب اس کے عشق میں محو رہتے ہیں اور اس کی محبت کو اس کے لئے خاص رکھتے ہیں۔ اس کے قرب و وصل کی راحت طلب کرنے والے ہوتے ہیں پس محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبت جنس کی اپنی جنس کے ساتھ اس میں محب اپنے دلی اطمینان اور قرار کی جستجو کرتا ہے تاکہ محبوب کے ساتھ آرام پائے جیسے اس کا دیدار کرنا، ہمکلام ہونا اور اس کے نزدیک ترین ہو کر محرم اور رازدار بننا یہ سب چیزیں نفسانی خواہشات کے ماتحت پیدا ہوتی ہیں جو کہ آج کل عام ہے۔

دوسری قسم خدا کی محبت، یعنی جو اس کی تمام بخششوں اور رحمتوں کو دوستی کی وجہ سے حجاب کے محل میں رکھیں اور نعمتوں کو بھی منعم اور اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ سمجھیں یہ بہت بلند رتبہ ہے اور صاحب توحید کو عطا ہوتا ہے۔

الغرض محبت ایک حالی چیز ہے جو کبھی فانی نہیں ہو سکتی۔ یہ سراپا عشق ہے اگر تمام جہان چاہے کہ محبت کو تکلیف اور کوشش سے اپنا بنالے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔ نیز جن دلوں میں محبت اپنا مسکن بنالے ان سے تکلیف اور کوشش سے بھی دور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کشف و حال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ کسب و محنت سے کیونکہ محبت ایک خالصتاً الہی شے ہے اور آدمی لہو و لعب میں مصروف رہنے والا ہے اور کوئی بھی (لاہی) محض کوشش سے نعمت الہی نہیں پا سکتا۔ حضرت ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں محبت یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کی ذات کے اثبات کے لئے اپنی صفات بشری اور

خواہشات کو نابود کر دے۔

جب حضرت حسین بن منصورؒ کو لوگوں نے سولی پر چڑھایا تو ان کا آخری کلام یہ ہے **حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ** یعنی ایک ہی ذات کی محبت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اس کی ذات کو ہر جہت سے یگانہ سمجھا جائے اور ذات صفات میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ حضرت سبل بن عبد اللہ تتریؒ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبت کے احترام میں اس کے اوامر و احکام کی مکمل اطاعت کی جائے اور اس کے (نواہی) منع کئے ہوئے کاموں سے ہمیشہ پرہیز و اجتناب کیا جائے۔ حضرت سمنون محبؒ فرماتے ہیں کہ محبت کرنے والوں نے دنیا اور عاقبت میں اللہ تعالیٰ کے نیک اور مطیع بندوں ہی کی محبت اختیار کی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حشر میں بھی اس شخص کے ساتھ ہو گا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا ہے۔ حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ فرماتے ہیں حقیقی محبت یہ ہے کہ جس میں نہ تو جور و جفا و ظلم و ستم سے کمی ہو نہ رحم و کرم اور بخشش و عطا سے اضافہ ہو۔

حقیقت انسان

سبحان اللہ! اس خالق کون و مکان نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں بنایا۔ اس نے اس ضعیف البیان کے وجود میں کیا کیا اپنی مہمتیں اور صنعتیں دکھلائی ہیں۔ اگر انسان اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرے تو وہ اپنی فضیلت عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتے سے افضل ہے۔ اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہوتی یعنی مٹی پانی آگ ہوا اس کی طینت میں نہ ملائی جاتی تو یہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ یہ ایک خزانہ ہے کہ عجیب ترین حیات اور اسرار غیبی، و جمیع اصناف غیب اس میں رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو نور اور ظلمت دونوں سے بھرا ہے یہ ایک ایسا پردہ ہے کہ جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو غیروں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ** فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے اس کی فضیلت کو بالا و برتر کر

دیا ہے۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ **عَالَمُ الْغُیْبِ وَالشَّہَادَةِ** سے ہے یعنی عالم علوی و سفلی سے مرکب ہے اس کے اجسام کی پستیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں جو دریائے وجود میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی باد روح کے ذریعہ تو ریاضت اور مجاہدہ کی طرف اور باد نفس کے باعث خواہشات نفسانی کی جانب کھینچا تانی میں زور آزما ہیں۔ سلطان خواہش کے لشکر کا سردار نفس اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ اب فریقین کو آمنے سامنے آنے کے بعد موازن الہی نے پکار کر کہہ دیا۔ مقابلہ کے لئے جو انمردو آگے بڑھو۔ اب جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کے لئے طرح طرح کے مکر و حیلہ کئے جانے لگے۔ اس وقت توفیق الہی نے بزبان غیب پکار کر دونوں لشکروں سے کہہ دیا کہ جس کی مدد میں کروں گی فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہو گا جس کے ہمراہ میں جاؤں گا۔ پھر کبھی بھی اس سے مفارقت نہیں کروں گی اور اسے مقام اعلیٰ پر پہنچا کر رہوں گی توفیق توجہ الہی اور اس کے فضل و کرم کا نام ہے جو وہ اپنے اولیاء کے شامل حال رکھتا ہے۔ اے فرزند عقل کی پیروی کر تاکہ سعادت ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ کر قدرت الہی پر غور کر کہ روح کو جو سماوی اور عالم غیب سے ہے اور نفس کو جو ارضی اور عالم شہود سے ہے دونوں کو یکجا کر دیا ہے چاہئے کہ یہ طائر لطیف عنایت الہی کے بازوؤں پر اس کثیف پنجرہ کو چھوڑ کر حضرت القدس کے درخت پر اپنا آشیانہ بنائے اور تقرب الہی کی شاخوں پر بیٹھ کر چھمکائے اور معارف کے میدان سے جواہرات چنے اور نفس کثیف کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے۔ پس جب اجسام خاکی فنا ہو جائیں گے تو اسرار قلبی باقی رہ جاویں گے۔ اگر توفیق الہی ایک لمحہ بھر کے لئے شامل حال ہو جائے تو اس کی نظر توجہ ہی انہیں عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے۔ اس وقت عقل کی آنکھوں سے جمال ازلی نظر آئے گا۔ تقریب الہی کے آئینہ میں مقام ستر کی آنکھوں سے عالم ملکوت تم کو نظر آنے لگے گا اور آثار کو ان ظاہری تمہارے لوح دل سے محو ہو جائیں گے ظلمت افکار میں جو انمردوں کا چراغ اس کی عقل ہوتی ہے۔ وہ ارباب

معارف و حقائق کی دلیل ہے۔ جب دلیلیں ناقص رہ جاتی ہیں تب ہی توفیق الہی شامل حال ہو کر افکار باطلہ کو دست قدرت سے مٹا دیتی ہے۔

معرفتِ نفس

نفس بھی روح کی مانند ایک لطیف ہستی ہے جو وجود انسان میں قدرت نے ودیعت کی ہوئی ہے چنانچہ جسم انسان تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک روح دوسرا نفس اور تیسرا جسم، چنانچہ ہر عین یعنی جوہر کے لئے ایک عرض یعنی صفت ہوتی ہے جس سے وہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ روح کے لئے عقل (تلاش خدا) اور نفس کے لئے ہوا و ہوس اور جسم کے لئے حواس خمسہ صفات مخصوص ہیں۔ محققین کی آراء سے عیاں ہے کہ نفس بمثل روح تب بھی موجود تھا جب کہ اس نے جسم ظاہری نہ پایا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا** یعنی کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا کہ وہ ذکر کی ہوئی شے نہ تھا یعنی وہ وجود نفس رکھتے ہوئے جسمانی وجود نہ رکھتا تھا اور اس بات پر بھی سبھی متفق ہیں کہ دلی اخلاق و اعمال کا اظہار اسی سے ہوتا ہے اور ظہور کی دو ہی صورتیں ہیں ایک تو نیکی کی صورت اور دوسری بدی کی شکل، بدی کو اخلاقِ رذیلہ قرار دیتے ہوئے کہہ لیجئے کہ تکبر، حسد، بخل، غصہ، غضب، بغض، کینہ، کذب، افتراء، عیب، بددیانتی، چوری، جھوٹ وغیرہ اسی طرح کی ناستودہ صفات اور نیکی کی صورت میں تمام اخلاقِ حمیدہ مثلاً حسن خلق، پابندی شریعت، نیکی، ایثار، عدل، انصاف، جود و سخاوت، پرہیزگاری، اکل حلال، غرضیکہ اخلاقِ رذیلہ کے بالکل برعکس تمام عادات و خصائل حمیدہ سمجھ لیجئے۔ نفس کی بھی سات قسمیں ہیں جو الگ الگ اثرات کی حامل ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) نفس امارہ (۲) نفس ملہمہ (۳) نفس لوامہ (۴) نفس مطمئنہ (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ (۷) نفس کاملہ، ان سب کے افعال و خواص کی علیحدہ علیحدہ تشریح حصہ گذشتہ میں کی جا چکی ہے اور ان کے متعلق علاج بھی بتایا جا چکا ہے۔ چنانچہ ان سب میں سے سب سے

قوی اور بدی کی طرف راغب کرنے والا بلکہ کھینچ لے جانے والا نفسِ امارہ ہے جو انسان کو برائی کرنے اور احکاماتِ الہیہ سے انحراف کرانے کی ترغیب دلاتا ہے اور عیش پرستی، بدکاری، بد اخلاقی وغیرہ افعال مذمومہ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے جس کے مکرو فریب سے بچنا بجز فضل و کرم ایزدی کے ممکن نہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے پاک سیرت و نیک طینت پیغمبر و پسر پیغمبر و پسرزادہ پیغمبر نے بھی اس نفسِ امارہ کی طاقت کو ناقابلِ برداشت تصور کرتے ہوئے وَمَا أُبْزِيْ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَآ مَارَةٌۭ بِالسُّوءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ یعنی میں اس نفسِ امارہ کو برائی سے پاک نہیں سمجھتا مگر جس پر میرا رب رحم فرمادے۔ زبان مبارک سے فرمایا لہذا جب تک تائید الہی شامل حال نہ ہو اس نفسِ امارہ کے شر سے ہرگز نہیں بچ سکتا چنانچہ ابلیس بھی اسی نفسِ امارہ کی وجہ سے راندہ درگاہِ الہی و ملعون ہوا۔ پس شر نفس سے محفوظ رہنے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کے لئے نفس کی شناخت کرنا لازمی اور لا بدی ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يَّرْغُبْ عَنْ بَلَاةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی شخص روگردانی اختیار کرتا ہے جس کا نفس جہالت اور سفاہت سے موصوف ہوا۔ نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ یعنی جس کسی نے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نفس کی پہچان کا کون کونسا طریقہ ہے اور اس کی کیا صورتیں شکلیں ہیں۔ یاد رہے کہ ہر انسان کے لئے نفس کی ملیحہ ملیحہ شکلیں ہیں اور ملیحہ ملیحہ تاثرات، وہ شکلیں عموماً مجاہدہ اور ریاضت اور زہد و تقویٰ وغیرہ غرضیکہ مکمل طور پر ارشاداتِ الہی کی تعمیل و فرمانبرداری کے باعث اخلاقِ حمیدہ سے مؤثر ہو کر نیک صورت پاکیزہ شکلوں میں اور احکامِ الہی و متابعت رسول کریم ﷺ سے روگردانی اور عدم تعمیل کی صورت میں قبیح مناظر کی شکل میں متشکل ہو کر خواب میں رونما ہوتی رہتی ہیں جنہیں عموماً اڑتے خوابوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس ابتداء میں انہیں خوابوں سے اپنے اپنے نفس کو شناخت کیا جاسکتا ہے کہ کون سے دائرہ میں محیط ہے اس کے متعلق مفصل تعریف فصل باب نمبر ۸ میں کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد جوں جوں سالک راہ حقیقت مرشد کامل کی راہنمائی سے زہد و ریاضت، مجاہدہ و تقویٰ اور پابندی احکام الہی و متابعت شریعت پر دل لگاتا ہے تو اس پر اس کا نفس جسم ظاہری میں متشکل ہو کر سامنے بھی آ موجود ہوتا ہے چنانچہ حضرت محمد بن غلیان نسوی جو حضرت جنید بغدادیؒ کے بزرگ ساتھیوں سے ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی حالات میں میں اپنے نفس پر آگاہ ہوا اس طرح کہ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لومڑی کے بچے کی مثال میرے حلق سے باہر نکلا میں نے سمجھ لیا کہ یہ میرا نفس ہی ہے۔ چونکہ میرے دل میں اس کی جانب سے پہلے سے ہی نفرت تھی۔ میں نے اسے فوراً تارنا شروع کیا۔ میں جتنے زیادہ پاؤں مارتا تھا وہ اتنا ہی بڑا ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی اس نے جواب دیا کہ میری ساخت ہی خداوند تعالیٰ نے اس قسم کی بنائی ہوئی ہے کہ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف پہنچتی ہے مجھے ان سے راحت ہوتی ہے چنانچہ یہ خاصہ میرے خمیر میں موجود ہے کہ میں مخالفت سے اور زیادہ تقویت پکڑتا ہوں۔ اسی طرح شیخ ابو القاسم گورگانیؒ اپنے ابتدائی حال کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو سانپ کی صورت میں دیکھا اور ایک درویش نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا۔ میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں نفس ہوں۔ میں خام طبع اور غافل لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں کیونکہ میں برائی اور گناہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور خدا کے سچے طالبوں کو نجات دلانے والا بھی ہوں کیونکہ وہ مجھے برائی کی ترغیبات پر لعنت ملامت کرتے ہیں اور میرے خلاف جہاد و مجاہدہ کر کے راہ حق تلاش کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام دشمنوں سے بدترین دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

اب سمجھ لیں کہ نفس کی شناخت اور اس کے عیوب سے آگاہ ہو جانے پر طالب کو اس کی موجودگی سے کچھ خوف و ہراس نہیں ہوتا کیونکہ نفس ایک بھونکنے والے کتے کی مانند ہے جس کی وحشت پر ریاضت اور مجاہدہ کی برکت سے قابو پالینا بلاشک و شبہ ممکن ہے جیسا کہ اولیائے کرام اور بزرگان عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔



باب دہم



وظائف و اُوراو



وظائف القادرۃ (سہل العمل)

۱- ہر فرض نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ الحمد شریف، ۱۱ مرتبہ سورہ اخلاص، اول و آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف تحفہ یعنی اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲- ہر فرض نماز کے اختتام پر ۷۵ مرتبہ نفی اثبات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ضروری طور پر اور دیگر اوقات فرصت میں جتنا بھی ہو سکے ورد کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا قلعہ ہے پس جو کوئی اس قلعہ میں داخل ہوا اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

۳- عموماً فرصت و رغبت کے اوقات میں ۱۱۱ مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِیْمِ

۴- بعد نماز عشاء اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ وَتَابِعِیْنِ وَتَبِعِ تَابِعِیْنِ بِاِحْسَانِکَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۱۰ مرتبہ

۵- کم از کم ایک تسبیح روزانہ ضرور پڑھا کریں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاتُوبُ اِلَیْهِ

۶- اَسْتَغِیْنُ بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِیْمُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْوَدُودُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ يَا کَرِیْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ النَّبِیِّ الصَّادِقِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَ اَزْوَاجِهِ اُسْهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهِ وَ تَابِعِیْنِ وَ تَبِعِ تَابِعِیْنِ وَ مَنْ اَتَّبَعَهُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ عَلٰی وَاٰرِثِ حَالِهِ سَيِّدِنَا الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ مَوْلَانَا السَّیِّدِ الشَّیْخِ مُحَمَّدِ الدِّیْنِ صَلَوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ

اگر یہ وظیفہ ۱۱ دفعہ روزانہ بعد نماز عشاء یا بعد نماز تہجد پڑھا جائے تو ہر ایک مقصد برآ سکتا ہے۔ تمام حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے یہی کافی ہے۔

۷۔ درود ہزارہ ہر مقصد کے لئے اور خاص طور پر حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کے لئے اکسیر ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ بِاِنَّةَ اَلْفِ مَرَّةٍ بِاَشْيَخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيْلَانِي شَيْئًا لِلّٰهِ

۸۔ ہر قسم کے دکھ اور مرض کے بچاؤ کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ رَحِيْمٍ ط سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ ط سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ط سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی وَ هَارُوْنَ ط سَلَامٌ عَلٰی الْيَاسِيْنَ ط سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبِئْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ ط سَلَامٌ هِيَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ط

۹۔ یہ وظیفہ صبح و شام تین تین دفعہ، اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہر مصیبت اور بلا سے محفوظ رہے گا۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے اسرار سے ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَعًّا صَعًّا وَحًّا وَبَعًّا حَمًّا لَا يَنْصُرُوْنَ وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَهُمْ فَهُمْ لَا يَبْصُرُوْنَ كَهَيْئَةِ حَمَمٍ لَا يَبْصُرُوْنَ عَنْهَا وَلَا يَنْزِفُوْنَ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

ختم القادریہ

۱۰۔ ترکیب اس کے پڑھنے کی شام کے بعد سے لے کر عشاء کی نماز تک ایک دفعہ بطریق بلا ناغہ روزانہ اور تمام مہمات ظاہری و باطنی جبکہ کوئی مہم درپیش ہو تمام رات میں ایک دفعہ درمیان شام و عشاء جب تک یہ کام سرانجام نہ ہو جائے یا مصیبت دور نہ ہو جائے۔ ختم شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۱۱ مرتبہ --- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۱۱ مرتبہ --- شَيْئًا لِلّٰهِ بِاَحْضَرَتْ سُلْطَان

شیخ سید عبدالقادر جیلانی ۱۱۱ مرتبہ --- سورۃ یس شریف ۱ مرتبہ --- سورۃ النہ
نُشْرَح ۱۴۱ مرتبہ --- یا باقی اَنْتَ الْبَاقِی ۱۱۱ مرتبہ --- یا غوثُ اغْثِنِی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۱۱۱
مرتبہ --- یا حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۱۱۱ مرتبہ --- اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم ۱۱۱ بار

دستر خوان قادری

اس ورد کا نام دستر خوان قادری ہے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز
کے خاص اور ادا سے ہے۔ فراخی رزق اور تمام دنیوی کاروبار اور حصول مراتب
اخروی کے لئے اس سے بہتر وظیفہ کم ملے گا۔ ترکیب یہ ہے کہ ۴۱ روز اول تو ۱۱ بار یومیہ
کم از کم ۴۱ بار کسی ایسی جگہ میں خلوت کے اندر جہاں کسی کی آواز نہ پہنچتی ہو ورد
کرے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے۔ جلال و جمالی اشیاء سے پرہیز
رکھے اور وقت اس کا تہجد کے بعد صبح طلوع ہونے تک ہے۔ اگر بار روزہ رہے تو بہت
جلدی مراد کو پہنچے، تمام حاجات سے مستغنی کر دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ اجِبْ یا اِسْرَافِیْلُ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ
الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْقَانِمُ الدَّائِمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ حَاضِرًا نَاطِرًا وَّلَا نَوْمٌ
لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ قَادِرٌ قَدِیْرٌ عَلٰی کُلِّ مَخْلُوْقٍ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُسْفَعُ
عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کَرِیْمٌ رَّحِیْمٌ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمُ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا خِلَافٌ وَلَا کَذِبٌ
غَفَّارٌ سَتَّارٌ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُّہٗ حِفْظُہُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ حَافِظٌ حَفِیْظٌ عَلٰی کُلِّ رَقِیْبٍ
وَکَیْلٌ نَّاصِرٌ نَّصِیْرٌ عَلٰی کُلِّ اِسْرٍ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِیْ یا اِسْرَافِیْلُ لَا زَوَالَ لِمُلْکِہٖ مُلْکِہٖ
وَلَا فَنًا لِّحُکْمِہٖ حُکْمُہٗ حَکِیْمٌ حَکِیْمٌ بِحَقِّ اللّٰهِ الَّذِیْ وَبِحَقِّ النَّبِیِّ نَبِیِّ اللّٰهِ حَسِبُ اللّٰہِ
مَحْبُوْبُ اللّٰہِ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ حَامِدٌ فِی التَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ
الْاَعْظَمُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ وَالذَّو النُّوْرَیْنِ وَ

الْمُرْتَضَى وَالْفَاطِمَةَ وَالْحُسَيْنَ وَانَّمَا رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ إلهِي
بِحَقِّ حَضْرَتِ شَيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ حَبْلَانِي سَخَّرْ لِي مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَيْنَا
بِقُدْرَتِ يَا أَقْدَرُ الْقَادِرِينَ بِقُدْرَتِ اللَّهِ تَعَالَى وَبِحُكْمِكَ يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ بِحُكْمِ
اللَّهِ تَعَالَى اغْنِنِي يَا قَادِرُ يَا قَدِيرُ يَا حَاكِمُ يَا حَكِيمُ يَا فَاتِحَ يَا فَتَّاحَ يَا عَالِمُ يَا عَلِيمُ يَا
حَافِظُ يَا حَفِيزُ يَا نَاصِرُ يَا نَصِيرُ يَا رَازِقُ يَا رَازِقُ يَا مَالِكُ يَا مَلِكُ يَا رَاحِمُ يَا رَحِيمُ
يَا غَافِرُ يَا غَفُورُ يَا غَفَّارُ يَا اللَّهُ يَا بَاسِطُ يَا رَقِيبُ يَا قَرِيبُ بِحُرْمَتِ نَبِيِّ وَالِهِ
الْأَسْعَادِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

یہ سورہ فاتحہ باکل ہے اس کو روزانہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد بہ ترتیب ذیل
بعد نماز صبح ۳۰ مرتبہ نماز ظہر ۲۵ مرتبہ بعد نماز عصر ۲۰ مرتبہ بعد نماز مغرب ۱۵ مرتبہ بعد
نماز عشاء ۱۰ مرتبہ پڑھے اور جب سو بار پڑھ چکے تو دعا مخصوص جو آخر میں درج ہے
تین بار پڑھے اور ہمیشہ اس کا ورد رکھے انشاء اللہ تعالیٰ عجائب و غرائب فوائد ہوں گے۔
اول عروج ماہ شروع کرے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) سُبُّورَ أَبْصَارِ الْعَارِفِينَ بِنُورِ
الْمَعْرِفَةِ وَالْيَقِينِ وَجَادِبِ أَرْزَمَةِ أَسْرَارِ الْمُحَقِّقِينَ بِجَدِّاتِ الْقُرْبِ وَالتَّمَكُّنِ فَاتِحِ
أَقْفَالِ قُلُوبِ الْمُؤَحِّدِينَ بِفَاتِحَةِ التَّوْحِيدِ وَالْفَتْحِ الْمُبِينِ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ
خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ - ثُمَّ جَعَلَ رُسُلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ تَمَاءٍ تَهْنِئِ
(الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الْأَوَّلِ الْقَدِيمِ خَاطِبِ مُوسَى
الْكَلِيمِ بِخَطَابِ التَّكْوِينِ وَشَرَفِ نَبِيِّهِ الْكَرِيمِ بِالنَّصِّ الشَّرِيفِ وَقَدْ أَتَيْنَاكَ سَبْعًا
بِثَنِّ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) طِفَاةَ الْعِبَادَةِ وَالْمُتَمَرِّدِينَ وَ
نَسِيدِ الطِّفَاةِ الْجَاهِدِينَ ذَاكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ فَيَأْسُنُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَلَا مُعِينَ (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) مُعْتَرِفِينَ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّكَ فِي
كُلِّ وَقْتٍ وَحِينَ يَا بَاعِثَ الرِّيحِ الْعَقِيمِ يَا مُحْيِيَ الْعِظَامِ وَهِيَ رُسُومُ (أَهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ) صِرَاطَ أَهْلِ الْإِخْلَاصِ وَالتَّسْلِيمِ (صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) صِرَاطَ

الَّذِينَ تَسْلَوْنَ بِالْهُدَىٰ وَفِرْحُوْا بِمَا لَدَيْهِمْ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ) هَبْنَا اللَّهُمَّ
 مِنْكَ مُوَاجِبَ الصِّدِّيقِينَ وَاشْهَدْنَا مُشَاهِدَ الشُّهَدَاءِ وَلَا تَجْعَلْنَا ضَالِّينَ وَلَا
 مُضِلِّينَ وَلَا تُحْشِرْنَا فِي رُزْزَةِ الظَّالِمِينَ (وَلَا الضَّالِّينَ) (آمین)

ایک سو بار ختم ہونے پر تین بار یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ بِحَقِّ هَذِهِ الْفَاتِحَةِ افْتَحْ لَنَا فَتْحًا قَرِيبًا اللَّهُمَّ بِحَقِّ هَذِهِ الشَّافِيَةِ اشْفِنَا مِنْ كُلِّ
 آفَةٍ وَعَاهَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بِحَقِّ هَذِهِ الْكَافِيَةِ اكْفِنَا مَا أَهَمَّنَا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ وَاجْرُ تَعَلُّقَاتِي وَتَعَلُّقَاتِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى أَجَلٍ عَوَائِدِكَ وَاشْفَعْ
 لَنَا بِنَفْسِكَ عِنْدَ نَفْسِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِذْ لَا أَرْحَمَ مِنَّا وَبِهِمْ مِنْكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمَاتٍ كَثِيرًا
 إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(چہل قاف)

نماز تہجد کے بعد کا وظیفہ

ترکیب: نماز تہجد کے بعد روزانہ بلاناغہ ۳۱ بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ
 مرتبہ ورد کیا جائے، بدبودار اشیائے خوردنی سے پرہیز لازمی، صدق مقال و اکل حلال کا
 ہونا لازمی ہے۔ رو، قبلہ ہونا چاہئے بلکہ جتنے وظائف درج ہیں یا آئندہ کسی جگہ بھی
 درج ہوں گے سب کے لئے یہ شرط لازمی ہے۔ زیارت حضرت غوث پاک قدس برہ
 العزیز و دیگر اولیائے کرام کے لئے ورد کیا جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۞ قَادِرُ رَبِّ قَدَرٍ قَضَاءُ فَقْهَرٍ اقْوُلُ بِقِرْقَارٍ مَعَ قُرْقَشٍ فِي
 قَيْقُوشٍ بِحَقِّ قِلَاسِ الْقُطْبِ الْقِمَامِ الْقِنَاقِ قَرِّ قَرِيرِي تَقْبَلُ بِقُبُولِ قُرْبِ قَدَسٍ
 عَنِ الْقَوَامِ بِقَوَاقِبِهَائِي قِيَانٍ بِقَفْقَفَةٍ فَقْفَقَةٍ فَقْهَرٍ قَطَاطِي وَ قَسِمِ قُنَنًا يَا قَوِي

(چهل کاف)

جنات اور جادو ٹونہ کے شر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

ترکیب: نماز مغرب کے بعد ۴۱ بار یومیہ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف روزانہ ورد کرے۔ جنات وغیرہ کے شر اور جادو ٹونہ کے شر سے خود بلکہ تمام گھر محفوظ رہے گا بلکہ مداومت کرنے سے جنات مطیع ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت باپریز چلے میں بیٹھ کر عمل کرنا پڑے گا اور تا حصول مطلب کوئی آواز کان میں نہ پڑنی چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَ اِكْفَتْ كُفَاكُهَا كَكَمِيْنِ كَانَ
مِنْ بُلْكُكَ تَكْرُ كَرِ كَكْرِ الْكِرْفِي كَبْدِيْ تَعْمِيْ مُشْكَشَكِيْ كَلْتُ لَكَ الْكَلَكْ كَفَاكَ
مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهُ كَانَ يَعْجِيْ كَوْ كَبِ الْفَلَكَا كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتُهُ كَانَ
يَعْجِيْ كَوْ كَبِ الْفَلَكَا

(سبع کاف)

دینی اور دنیوی مرادوں کے حصول کا وظیفہ

ترکیب: نماز تہجد کے بعد روزانہ ہر نیک مقصد کے لئے ایک ہزار ایک سو بار ورد کرے۔ اعمال موافق شریعت رکھے، دینی و دنیوی مرادوں کے حصول کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَصَدْتُ الْكَافِي وَ جَدْتُ الْكَافِي نَعَمْ الْكَافِي لِكُلِّ كَافِي
كَفَانِي الْكَافِي وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اوراد السبوع (یعنی ہفتہ وار اوراد)

یہ اوراد بھی بمثل اوراد سابقہ مصنفہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے معمولات میں سے ہیں۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد شام تک یوم وار اس کے ورد کی اجازت ہے۔ شروع کرنے سے پہلے سورہ اخلاص، سورہ فلق اور

سورہ الناس ایک ایک دفعہ اور سورہ البقرہ اَلَمْ ذَلِکَ الْکِتَابُ سے اُولَئِکَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ تک ایک بار اور آیۃ الکرسی ایک بار پڑھ کر ہر روز کا ورد پڑھنا چاہئے اور ختم ہونے پر اس کا ثواب آنحضور ﷺ و صحابہ کرامؓ و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ الاربعہ مجتہدین اور حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور آپ کی ذریت اور آپ کے خلفائے و مریدوں اور تمام عمال اور بزرگان تمام مسلمین اور مسلمات اور بادشاہان اسلام اور لشکر اسلام بلکہ تمام مومنین و مومنات کے ارواح مبارک کو پہنچا دینا چاہئے۔

وَرْدُ الْاَحَدِ (یعنی اتوار کے روز کا وظیفہ)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَلِیُّ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اللَّطِیْفُ الْحَکِیْمُ الرَّؤُفُ الْعَفُوُّ
الْمُؤْمِنُ النَّصِیْرُ الْمُجِیْبُ الْمُغِیْثُ الْقَرِیْبُ السَّرِیْعُ الْکَرِیْمُ ذُو الْاِکْرَامِ
ذُو الطَّوْلِ رَبِّ اَکْسَنِیْ مِنْ جَمَالٍ بِدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا یُدْهَشُ الْبَابِ الذَّوَاتِ
الْکَوْنِیَّةِ فَتَوَجَّهْ اِلَى حَقَائِقِ الْمَکْوَنَاتِ تَوَجَّهْ الْمُحِبَّةِ الذَّاتِیَّةِ الْجَاذِبَةِ اِلَى شُهُودِ
مُطْلَقِ الْجَمَالِ الَّذِیْ لَا بُضَاؤُهُ قُبْحٌ وَلَا یَقْطَعُ عَنْهُ اِبْلَامٌ وَاجْعَلْنِیْ مَرْحُومًا مِنْ کُلِّ
رَاحِمٍ بِحُکْمِ الْعَطْفِ الْعُجْبِیِّ الَّذِیْ لَا یُشَوِّهُهُ اِنْتِقَامٌ وَلَا یَنْقُصُهُ غَضَبٌ وَلَا یَقْطَعُ
مَدَدَهُ سَبَبٌ وَتَوَلَّ ذَلِکَ بِحُکْمِ اِهْدِیَّةِ وَارِثَتِکَ اِلَى غَیْرِ نِهَایَةٍ تَقْطَعُهَا غَايَةُ مَا
رَحِیْمٌ هُوَ الرَّحِیْمُ رَبَّاهُ رَبَّاهُ غَوْنَاهُ بِاَخْفَا لَا یُظْهَرُ بِاَظْهَرٍ اِلَّا بِخَفِیْ لَطْفَتْ اَسْرَارُ
وَجُودِکَ الْاَعْلٰی فَتَرٰی فِیْ کُلِّ مَوْجُودٍ وَعَلَتْ اَنْوَارُ ظُهُورِکَ الْاَقْدَسِ قَبَدَتْ
فِیْ کُلِّ مَشْهُودٍ فَانْتَ الْحَلِیْمُ الْمَنَّانُ بِالرَّافَةِ وَالْعَفْوِ السَّرِیْعِ بِالْمَغْفِرَةِ مَا مِنْ
الْخَائِفِیْنَ نَصِیْرٍ الْمُسْتَغْثِیْنَ الْقَرِیْبِ بِمَحَوِّجَاتِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ عَنْ عُیُوْنِ
الْعَارِفِیْنَ بِاَکْرَمِیَّ ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سَلَامٌ قَوْلٌ مِنْ رَبِّ رَحِیْمٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ورد الاثنین (سوموار کا وظیفہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَكِيمُ الرَّحِيمُ الْفَعَّالُ
اللطيفُ الوليُّ الحميدُ الصبورُ الرشيدُ الرحمنُ رَبِّ اذْقِنِي بِرَدِّ حِلْمِكَ عَلَيَّ حَتَّى
أَنْتَهَجَ بِهِ فِي عَوَالِمِي فَلَا أَشْهَدُ فِي الْكَوْنِ إِلَّا مَا يَقْتَضِي سَكُونِي وَرِضَانِي فَإِنَّكَ
الْحَقُّ وَأَمْرُكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّحِيمُ ○ رَبِّ أَشْهَدُ نِي مُطْلَقَ فَاعِلِيَّتِكَ فِي
كُلِّ مَفْعُولٍ حَتَّى لَا أَرَى فَاعِلًا غَيْرَكَ لَا كَوْنُ سَطْمَتِنَا كَسَجَرِيَّانِ أَقْدَارِكَ
مُنْقَادًا لِكُلِّ حَكْمٍ وَوُجُودِ عَيْنِي وَغَيْبِي وَبُرْزُخِي يَا نَافِخَ رُوحِ أَمْرِهِ فِي كُلِّ
عَيْنٍ اجْعَلْنِي مُنْفَعِلًا فِي كُلِّ حَالٍ لِمَا يُحَوِّلُنِي عَنْ ظُلُمَاتِ تَكْوِينَاتِي وَالْحَقُّ فَعَلِي
وَفِعْلُ الْفَاعِلِينَ فِي أَحَدِيَّةِ فِعْلِكَ وَتَوَلَّنِي بِجَمِيلِ حَمِيدِ اخْتِيَارِكَ لِي فِي
تَوَجُّهَاتِي وَافِنْ سَيِّ ارَادَتِي وَصَبْرِنِي وَسَدِّدْنِي وَارْحَمْنِي وَاصْبِحْنِي بِاللَّطِيفِ
الْعِنَايَةِ بِمَعِيَّةِ خَاصَّةِ بِنِكَ وَحَقَّقْنِي بِقُرْبِكَ الَّذِي لَا وَحْشَةَ مَعَهُ يَا رَحْمَنُ يَا سَلَامُ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

وردیوم الثلاثا (یعنی منگل وار کا وظیفہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ إِلَهِي مَا أَحْلَمَكَ عَلَى مَنْ عَصَاكَ وَمَا أَثْرَبَكَ بِمَنْ
دَعَاكَ وَمَا أَعْطَفَكَ عَلَى مَنْ سَأَلَكَ وَمَا أَزَافَكَ بِمَنْ أَسْأَلَكَ مَنْ ذَا الَّذِي سَأَلَكَ
فَحَرَمْتَهُ أَوْ التَّجَاءَ إِلَيْكَ فَأَسْلَمْتَهُ أَمْ تَقَرَّبَ بِنِكَ فَأَبْعَدْتَهُ أَوْ هَرَبَ إِلَيْكَ فَطَرَدْتَهُ
لَكَ الْخَلْقُ وَالْأُمُّرُ إِلَهِي أَتَرَاكَ تَعْدِبُنَا وَتَوْحِيدُكَ فِي قُلُوبِنَا وَمَا أَخَالَكَ تَفْعَلُ
وَلَنْ تَفْعَلَ اتَّجَمَعْنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا بَغَضْنَا هُمْ لَكَ فَبِالْمَكْنُونِ مِنْ أَسْمَاءِكَ وَمَا
وَارَتْهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَانِكَ أَنْ تَغْفِرَ لِهَذَا النَّفْسِ الْهَلُوعِ وَلِهَذَا الْقَلْبِ الْجُرُوعِ
الَّذِي لَا يَصْبِرُ لِحَرِّ الشَّمْسِ فَكَيْفَ يَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ يَا حَلِيمُ يَا عَظِيمُ يَا كَرِيمُ يَا
رَحِيمُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الدَّلَالِ إِلَّا إِلَيْكَ وَمِنَ الْخَوْفِ إِلَّا بِكَ وَمِنَ الْفَقْرِ إِلَّا
إِلَيْكَ اللَّهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجُوهَنَا أَنْ تَسْجُدَ لغيرِكَ فَصُنْ أَيْدِيَنَا أَنْ تَمْتَدَّ بِالسُّوَالِ
لِغَيْرِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

وردیوم الاربعاء (بدھ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِلٰهِنِیْ عَمَّ قَدُّمُكَ حَدَّ حَتّٰی وَلَا اَنَا دَا شَرَقُ سُلْطٰنُ نُورٍ
وَجْهَكَ فَاَضَاءٌ هَمَّ كُلُّ بَشَرٍ تَتٰی فَلَا سِوَاكَ فَمَا دَامَ بَنٰی فَبَدَّوْا بِكَ وَ مَا فَنٰی عَنِّیْ
فَبَرُّوْتِنِیْ اِلَیْكَ وَ اَنْتَ الدَّائِمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْأَلُكَ بِالْاَنْفِ اِذَا تَقَدَّسَتْ وَ بِالْهَآءِ
اِذَا تَاَخَّرَتْ وَ بِالْبَآءِ مَتٰی اِذَا تَقَلَّبْتَ لَا مَآءَ اَنْ تُفَنِّیْنِیْ بِكَ عَنِّیْ حَتّٰی تَلْتَحِقَ الصِّفَةُ
بِالصِّفَةِ وَ تَقَعَ الرَّابِطَةُ بِالذَّاتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا حَتّٰی يَا قِیُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاَكْرَامِ وَ
صَلِّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلِّمْ اَجْمَعِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
العٰلَمِیْنَ اِس کے بعد ۱۴ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ حُدّہ ورد کرے۔

وردیوم الخمیس (جمعرات کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِلّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقِیُّوْمُ اَلَمْ یَلِلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَیُّ الْقِیُّوْمُ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقِیُّوْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَللّٰهِ یَا اَللّٰهُ بِمَا
سُئِلْتُکَ بِہِ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا
ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا مُبْدِیُّ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُكَ بِنُورٍ وَ جْهَكَ الَّذِیْ
مَلَأَ اَرْكَانَ عَرْشِکَ وَ یَقْدِرُ تَکَ اَلَّتِیْ قَدَّرْتَ بِہَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ وَ بِرَحْمَتِکَ
الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ عَلِمًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغْنِنَا (تین بار) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُكَ بِاَلطِّیْفِ قَبْلَ کُلِّ لَطِیْفٍ وَ بِاَلطِّیْفِ بَعْدَ کُلِّ لَطِیْفٍ وَ بِاَلطِّیْفِ لَطَفْتَ بِخَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَسْئَلُكَ رَبِّ کَمَا لَطَفْتَ بِیْ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ الطُّفِّ بِیْ فِیْ
قَضَائِکَ وَ قَدْرِکَ وَ فَرَجَ عَنِّیْ مِنَ الضِّیقِ وَ لَا تُحْمِلْنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ بِحُرْسَتِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ وَ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ یَا لَطِیْفُ (تین بار)
الطُّفِّ بِیْ بِخَفِّیْ خَفِّیْ لَطْفُکَ الْخَفِّیْ الْخَفِّیْ اِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ
اللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہِ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ
وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وردیوم الجمعہ (یعنی جمعہ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعَظِیْمِ قَدِیْمِ کَرِیْمِ مَکْنُونِ
 مَخْزُونِ اَسْمَانِکَ وَبَانْوَاعِ اَجْنَاسِ رُقُومِ نَقُوشِ اَنْوَارِکَ وَبِعِزَّتِکَ وَبِحَوْلِ
 طَوْلِ جَوْلِ شَدِیدِ قُوَّتِکَ وَبِقُدْرَةِ مَقْدَارِ اِقْتِدَارِ قُدْرَتِکَ وَبِتَانِیدِ تَحْمِیدِ تَمَجِّیدِ
 عَظَمَتِکَ وَبِسَمُوِّ عُلُوِّ نُمُوِّ رَفْعَتِکَ وَبِقُیُومِ دَیْمُومِ دَوَامِ مُدَّتِکَ وَبِرِضْوَانِ
 غُفْرَانِ اِمَانِ مَغْفِرَتِکَ وَبِرَفِیعِ بِدِیعِ مَنَیجِ سُلْطَانِکَ وَبِسُطُوْتِکَ وَبِرَهْبُوتِ
 عَظُمُوتِ جَبَرُوتِ جَلَالِکَ بِصَلَاةِ سَعَاةِ سَعَةِ سَاطِ رَحْمَتِکَ وَبِلَوَاحِجِ بَوَارِقِ
 صَوَاعِقِ عَجِیجِ رَهِیجِ وَهَیجِ بِهَیجِ نُوْرِ ذَاتِکَ وَبِیْهَرِ قَهْرِ جَهْرِ سَمُومِ
 اِرْتِبَاطِ وَحْدَانِیَّتِکَ وَبِهَدِیْرِ هِیَارِ تِیَارِ اَمْوَاجِ بَحْرِکَ اَلْمَحِیْطِ بِمَلْکُوتِکَ وَ
 بِاِتْسَاعِ اِنْفَسَاحِ مِبَادِیْنِ بَرَاذِخِ کُرْسِیِّکَ وَبِیْهَکِیْلَاتِ عُلُوِّیَّاتِ رُوحَانِیَّاتِ
 اَمْلَکِ اَفْلَکِ اَرْشَکَ وَبِاَمْلَکِ الرُّوحَانِیْنِ الْمُدْبِرِیْنِ الْکَوَاکِبِ الْمُنِیْرَةِ
 بِاَفْلَکِکَ وَبِحَنِّیْنِ اَنْیْنِ تَسْکِیْنِ قُلُوبِ الْمُرْبِدِیْنِ لِقُرْبِکَ بِخَضَعَاتِ حَرَقاتِ
 زَفَرَاتِ الْخَانِیْقِیْنِ بِنِ سَطُوْتِکَ وَبِاَمَالِ نَوَالِ اقْوَالِ الْمُجْتَهِدِیْنِ فِی مَرْضَاتِکَ وَ
 بِتَخَضُّعِ تَقَطُّعِ تَقَطُّعِ مِرَائِرِ الصَّابِرِیْنِ بِلِرَآئِکَ وَبِتَعَبُّدِ تَعَبُّدِ تَعَبُّدِ الْعَابِدِیْنِ عَلٰی
 طَاعَتِکَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاہِرُ یَا قَدِیْمُ یَا مُقِیْمُ اِطْمَسُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
 الرَّحِیْمِ شَرَّ سُوْدَاءِ قُلُوبِ اَعْدَائِنَا وَاعْدَانِکَ وَدَقِ اَعْنَاقِ رُؤُوسِ الظُّلْمَةِ بِسُیُوفِ
 نَمَشَاتِ قَهْرِکَ وَ سَطُوْتِکَ وَ اَحْجَبْنَا بِحُجُبِکَ الْکَثِیْفَةِ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ عَنْ
 لَحْظَاتِ لَمَحَاتِ اَبْصَارِهِمْ الضَّعِیْفَةِ بِعِزَّتِکَ وَ سَطُوْتِکَ وَ اَحْجَبْنَا بِاَللّٰهُ
 (تین بار)

وَصَبَّ عَلَيْنَا مِنْ اَنَايِبِ سَيَّارِ رَبِّ التَّوْفِیْقِ فِی رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اِنَّا لَیْلِکَ
 وَاَطْرَافِ نَهَارِکَ وَ اَغْمَسْنَا فِی حِیَاضِ سَوَاقِیْ بَرِّ بِرِّکَ وَ رَحْمَتِکَ وَ قَدِیْنَا
 بِقُیُودِ السَّلَامَةِ عَنْ الْوُقُوعِ فِی مَعْصِیَتِکَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاہِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا

قَوْمٍ يَا مَوْلَانِي يَا قَادِرُ وَيَا مَوْلَانِي يَا غَافِرُ يَا طَيِّفُ يَا خَيْرُ اللَّهِ هَلَّتِ الْعُقُولُ
 وَانْخَصَرَتْ أَقْهَامُ الْأَبْصَارِ وَحَارَتْ الْأَوْهَامُ وَبَعْدَتْ الْخَوَاطِرُ وَقَصُرَتْ عَنْ
 ادْرَاكِ كُنْهِ كَيْفِيَّةِ ذَاتِكَ وَمَا ظَهَرَ مِنْ بَوَادِي عَجَائِبِ أَصْنَافِ قُدْرَتِكَ دُونَ
 الْبُلُوغِ تَلَا لَوْ لَمَعَاتِ بَرُوقِ شُرُوقِ أَسْمَانِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ
 يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ يَا قَوِيمُ يَا مُقِيمُ يَا نُورُ يَا هَادِي يَا بَدِيعُ يَا بَاقِي يَا ذَا الْجَلَالِ
 وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ اغْنِنَا لَا إِلَهَ إِلَّا
 أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ ارْحَمْنَا اللَّهُمَّ مُعَرِّكِ الْحَرَكَاتِ وَمُبْدِي نِهَابَاتِ الْغَابَاتِ وَمُخْرِجِ
 بَنَائِعِ قَبْضَانِ قَصَبَاتِ النَّبَاتِ وَشَقِيقِ صَمِّ جَلَابِيدِ الصَّخُورِ الرَّاسِيَاتِ
 وَالْمُنْبِعِ مِنْهَا مَاءِ مُعِينِا لِلْمَخْلُوقَاتِ وَالْمُحْمِي مِنْهَا سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ
 وَالْعَالَمِ بِمَا اخْتَلَجَ فِي صُدُورِهِمْ مِنْ أَسْرَارِهِمْ وَأَفْكَارِهِمْ وَفَكَرْمَزِ نُطْقِ
 إِشَارَاتِ خَفِيَّاتِ لُغَاتِ السَّارِحَاتِ مَنْ سَبَّحْتَ وَقَدَّسْتَ وَمَجَّدْتَ وَكَبَّرْتَ وَحَمَّدْتَ
 لَجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ أَقْدَامِ أَقْوَالِ أَعْظَامِ عِزِّكَ وَجَبْرُوتِكَ وَمَلَائِكَ
 سَمَوَاتِكَ اجْعَلْنَا فِي هَذَا الْعَامِ وَفِي هَذَا الشَّهْرِ وَفِي هَذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِي هَذَا الْيَوْمِ
 وَفِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي هَذَا الْوَقْتِ الْمُبَارِكِ بِمَنْ دَعَاكَ فَاجَبْتَهُ وَسَأَلَكَ
 فَأَعْطَيْتَهُ وَتَضَرَّعَ إِلَيْكَ فَرَحَّمْتَهُ وَإِلَى دَارِكَ دَارَ السَّلَامِ أَذْنُكَ بِفَضْلِكَ يَا
 جَوَادُ يَا جَوَادُ جُدْ عَلَيْنَا وَعَايِلْنَا بِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تَقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ أَهْلُهُ
 إِنَّكَ أَنْتَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا أَوَّلُ
 يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ يَا قَوِيمُ يَا مُقِيمُ يَا نُورُ يَا هَادِي يَا بَدِيعُ يَا بَاقِي
 يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ اغْنِنَا
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ارْحَمْنَا أَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ تُقْضَى حَوَائِجُنَا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وردیوم السبت (ہفتہ کا وظیفہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اللّٰهُمَّ بِاَمْنٍ نِّعْمَةً لَا تُحْصٰی وَ اَمْرٌ لَا یُعْصٰی وَ نُوْرٌ لَا یُطْفِئُ وَ لُطْفٌ لَا یُخْفٰی بِاَمْنٍ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی وَ اَحْیَا الْمِیْتَ لِعِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَ جَعَلَ النَّارَ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهٰیْمَ صَلَّی عَلٰی سَیْدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرْجًا وَ مُخْرَجًا اللّٰهُمَّ بِتَلَاوُءِ نُوْرِ بِهَا حُجِبَ عَرْشُكَ مِنْ اَعْدَائِیْ اِخْتَجَبْتُ وَ بِسَطْوَةِ الْجَبْرُوْتِ بِمَنْ یُكِیْدُنِیْ تَحَصَّنْتُ وَ بِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلٍ شَدِیْدٍ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ تَحَصَّنْتُ وَ بِدِیْمُوْمِ قِیُوْمٍ دَوَامٍ اَبَدِیَّتِكَ مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ اسْتَعِذْتُ وَ بِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّكَ مِنْ كُلِّ حَاسِدٍ تَخَلَّصْتُ وَ تَحَصَّنْتُ بِاَحَاسِ الْوَحْشِ بِاَشَدِّهِدِ الْبَطْشِ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْكَ اَنْیَبُ اَحْسَنُ عَنِّیْ مَنْ ظَلَمْنِیْ وَ اَغْلِبْنِیْ عَمَّنْ اَغْلَبْنِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ جَمِیْعًا اللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَ اَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُسِكُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فَلَانَ وَ جُنُوْدِهِ اَتْبَاعِهِ وَ اَشْیَاعِهِ مِنَ الْعَجَنِّ وَ الْاَنْسِ ۝

اللّٰهُمَّ كُنْ لِّیْ جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَ عَزَّ جَارُكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ لَا اِلٰهَ غَیْرُكَ تَفْعَلْ مَا تَشَآءُ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

ورد الصلوة الکبری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ لَا اُشْرِكُ بِہِ شَیْئًا اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی كُلِّهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهٰیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهٰیْمَ اَنْكَ حَمِیْدٌ تَعَبَّدُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ وَ عَلَى اَبِيْهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اِلِ
 مُحَمَّدٍ صَلَوةٌ هُوَ اَهْلُهَا اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ مُحَمَّدٍ وَ اِلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اِلِ
 مُحَمَّدٍ وَ اجْزِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهُ اَللّٰهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ
 رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مُنْزِلِ التَّوْرَةِ وَ الْاِنْجِيلِ وَ الزُّبُورِ وَ
 الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ
 شَيْءٌ وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ فَلَكَ
 الْحَمْدُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ
 لَمْ يَكُنْ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ صَلَوةٌ
 مُّبَارَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَمَا مَرَرْتَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا
 يَبْقَى مِنْ كَهْلُوتِكَ شَيْءٌ وَ اَرْحَمَ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا يَبْقَى مِنْ رَحْمَتِكَ شَيْءٌ وَ بَارِكْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقَى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ اُفْلَحْ وَ اَنْجِعْ وَ اَتِمِّ
 وَ اَصْلِحْ وَ زَكِّ وَ اَرْبِحْ وَ اَوْفِ وَ اَرْجِحْ وَ اعْظِمْ وَ اَفْضِلْ الصَّلَوةَ وَ اجْزِلِ الْمَنِّ وَ
 التَّحِيَّاتِ عَلَى عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
 سَلَّمَ الَّذِى هُوَ فَلَاقَ صُبْحَ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَ طَلَعَتْ شَمْسُ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ بَهَجَتْ
 قَمَرُ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِيَّةِ وَ عَرَّشَ حَضْرَتِ الْحَضْرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ نُوْرُ كُلِّ رَسُوْلٍ
 وَ سَنَاءُ "بِسْ وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ" (بِسْرُ كُلِّ
 نَبِيٍّ وَ هِدَاةٍ) ذَاكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَ جَوْهَرُ كُلِّ وَلِيٍّ وَ ضِيَاءُ "سَلَامٌ قَوْلًا تَنْ
 رَبِّ الرَّحِيْمِ -"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْاَبْطَحِيِّ
 التَّهَابِيِّ الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّارِجِ وَ الْكَرَامَةِ صَاحِبِ الْخَيْرِ وَ الْبِرِّ صَاحِبِ السَّرَابِ
 وَ الْعَطَايَا وَ الْغَزْوِ وَ الْجِهَادِ وَ الْمُغْنَمِ وَ الْمُقْسَمِ صَاحِبِ الْاَيَاتِ وَ الْمُعْجَزَاتِ وَ
 الْبَعْلَانَاتِ الْبَاهِرَاتِ صَاحِبِ الْحَجِّ وَ الْحَلْقِ وَ التَّلْبِيَةِ صَاحِبِ الشَّفَا وَ الْمُرُوَّةِ وَ
 الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَ الْمَقَامِ وَ الْقِبْلَةِ وَ الْمَحْرَابِ وَ الْمِنْبَرِ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَ

الْحَوْضِ الْمَوْرُودِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسَّجُودِ لِلرَّبِّ الْمَعْبُودِ صَاحِبِ رَبِّ الْجَبَرَاتِ
وَالْوَقُوفِ بِعَرَفَاتٍ صَاحِبِ الْعِلْمِ الطَّوِيلِ وَالكَلَامِ الْجَلِيلِ صَاحِبِ كَلِمَةِ
الْإِخْلَاصِ وَالصِّدْقِ وَالتَّصَدِيقِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّنَا
بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْمَحَنِّ وَالْأَجَنِّ وَالْأَهْوَالِ وَالْبَلِيَّاتِ وَتُسَلِّمَنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْفِتَنِ
وَالْأَسْقَامِ وَالْأَفَاتِ وَالْعَاهَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْعُيُوبِ وَالسَّيِّئَاتِ وَ
تَغْفِرَ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الذُّنُوبَاتِ وَتَمْحُو بِهَا عَنَّا جَمِيعَ الْخَطِيئَاتِ وَتَقْضِيَ لَنَا بِهَا جَمِيعَ
مَا نَطْلُبُهَا مِنْ الْحَاجَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا أَقْصَى
الْعَالَمَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَا رَبِّ يَا اللَّهُ يَا مُجِيبَ
الدَّعَوَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي فِي مُدَّةِ حَيَاتِي وَبَعْدَ مَمَاتِي أَضْعَافَ
أَضْعَافِ ذَلِكَ أَلْفَ أَلْفِ صَلَاةٍ وَسَلَامٍ مَضْرُوبِينَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ وَأَمْثَالِ أَمْثَالِ
ذَلِكَ عَلَى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالرَّسُولِ
الْعَرَبِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْحَابِهِ
وَأَنْصَارِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَمَوَالِيهِ وَخِدَائِهِ وَحُجَّابِ اللَّهِ اجْعَلْ كُلَّ صَلَاةٍ
مِنْ كُلِّ ذَلِكَ تَفُوقُ وَتَفْضِلُ صَلَاةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَأَهْلِ
الْأَرْضِينَ أَجْمَعِينَ كَفَضْلِهِ الَّذِي فَضَّلْتَهُ عَلَى كَائِفَةِ خَلْقِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ يَا
أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَكَرِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ السَّيِّدِ الْكَابِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ حَاءِ الرَّحْمَةِ وَبِهِمُ الْمُلْكِ وَدَالِ
الدَّوَامِ لِبَحْرِ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَةِ سُلْكِكَ وَ
عَيْنِ أَعْيَانِ خَلْقِكَ وَصَفِيكَ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُورُهُ الرَّحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ
الْمُصْطَفَى الْمُجْتَبَى الْمُنتَقَى الْمُرْتَضَى عَيْنِ الْعِنَايَةِ وَزَيْنِ الْقِيَامَةِ وَكَنْزِ الْهُدَايَةِ وَ
إِمَامِ الْحَضَرَةِ وَامِينِ الْمَمْلَكَةِ وَطَرَّازِ الْحَلَّةِ وَكَنْزِ الْحَقِيقَةِ وَشَمْسِ الشَّرِيعَةِ

كَاشَفَ دِيَاجِي الظُّلُمَةِ وَنَاصِرَ الْمَلَّةِ وَنَبِيَّ الرَّحْمَةِ وَشَفِيعَ الْأَمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ
 اتَّخَشَعُ الْأَصْوَاتُ وَتَشْخَصُ الْأَبْصَارُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
 النُّورِ الْأَبْلَجِ وَالْبَهَاءِ الْأَبْهَجِ نَاوُسِ تَوْرَةَ مُوسَى وَقَامُوسِ إِنْجِيلِ عِيسَى
 صَلَوَةُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ طَلَسَمَ الْفَلَكَ الْأَطْلَسَ فِي بَطُونِ كُنْتُ
 كَنْزًا مَخْفِيًا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرِفَ طَاوُسُ الْمَلِكِ الْمُقَدَّسِ فِي ظُهُورِ فَخَلَقْتُ خَلْقًا
 فَتَعَرَّفْتُ إِلَيْهِمْ نَبِيٌّ عَرَفُونِي قُرَّةَ عَيْنِ نَوْرِ الْيَقِينِ بِرَأْفَةٍ أَوْلَى الْعَزْمِ مِنْ
 الْمُرْسَلِينَ إِلَى شُهُودِ الْمَلِكِ الْحَقِّ الْمُبِينِ نَوْرِ أَنْوَارِ أَبْصَارِ بَصَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ
 الْمَكْرُومِينَ وَنَحْلِ نَظَرِكَ وَسَعَةِ رَحْمَتِكَ مِنَ الْعَوَالِمِ الْأُولَى وَالْآخِرِينَ صَلَّيْ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى أَخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الطَّيِّبِينَ
 الطَّاهِرِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاتَّخِفْ وَأَنْعِمْ وَأَسْنَحْ وَاکْرَمْ وَأَجْزِلْ وَأَعْظِمْ
 أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَأَوْفَى سَلَامِكَ صَلَاةً وَسَلَامًا يَتَنَزَّلَانِ مِنْ أَفْقِ كُنْهِ بَاطِنِ
 الذَّاتِ إِلَى ذَلِكَ سَمَاءِ مَظَاهِرِ الْأَسْمَاءِ وَالْصِّفَاتِ وَبُرْتَقِيَانِ عِنْدَ سِدْرَةِ مُنْتَهَى
 الْعَارِفِينَ إِلَى مَرْكَزِ جَلَالِ النُّورِ الْمُبِينِ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ
 نَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ عِلْمَ يَقِينِ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّينَ وَعَيْنَ يَقِينِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَ
 حَقِّ يَقِينِ الْأَنْبِيَاءِ الْمَكْرُومِينَ الَّذِي قَامَتْ فِي أَنْوَارِ جَلَالِهِ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ
 الْمُرْسَلِينَ وَتَحَيَّرْتُ فِي دَرْكِ حَقَائِقِهِ وَعَظَمَاءِ الْمَلَائِكَةِ الْمُهِمِّينَ الْمُنْزَلِ عَلَيْهِ
 فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
 رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ
 كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ صَلَاةً ذَاتِكَ عَلَى حَضْرَةِ صِفَاتِكَ الْعَبَاجِ لِكُلِّ الْكَمَالِ
 الْمُتَصِفِ بِصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَنْ تَنَزَّهَ عَنِ الْمَخْلُوقِينَ فِي الْإِثَالِ بِنُبُوِّهِ
 الْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَخِطَّةِ الْأَسْرَارِ الْإِلَهِيَّةِ غَايَتِ مُنْتَهَى السَّائِلِينَ وَدَلِيلِ كُلِّ
 حَائِرٍ مِنَ السَّالِكِينَ مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِ بِالْأَوْصَافِ وَالذَّاتِ وَاحِدٍ مِنْ مَضَى وَمِنْ

هُوَ أَتٍ وَسَلِّمْ تَسْلِيمَ بَدَايَةِ الْأَوَّلِ وَغَايَةِ الْآخِرَةِ حَتَّى لَا يَحْصُرُوهُ عَدَدٌ وَلَا يَنْهِيَهُ
أَمَدٌ وَأَرْضٌ عَنْ تَوَابِعِهِ فِي الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَالْحَقِيقَةِ مِنَ الْأَصْحَابِ وَالْعُلَمَاءِ
وَأَهْلِ الطَّرِيقَةِ وَاجْعَلْنَا يَا مَوْلَانَا مِنْهُمْ حَقِيقَةً آمِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فَتَحْ أَبْوَابَ حَضْرَتِكَ وَعَيْنَ عَنَانِكَ بِخَلْقِكَ وَ
رَسُولِكَ إِلَى جَنَّتِكَ وَأُنْسِكَ وَحُدَانِي الذَّاتِ الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِمُ الْآيَاتُ الْوَاضِحَاتُ
مُقْبَلُ الْعَثَرَاتِ وَسَيِّدُ السَّادَاتِ مَاحِي الشُّرُكِ وَالضَّلَالَاتِ السُّيُوفِ الصَّارِمَاتِ
الْأَسْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالتَّاهِي عَنِ الْمُنْكَرَاتِ الثَّمِيلِ مِنْ شَرَابِ الْمَشَاهِدَاتِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ لَهُ الْأَخْلَاقُ
الرَّاضِيَّةُ وَالْأَوْصَافُ الْمَرْضِيَّةُ وَالْأَقْوَالُ الشَّرِيعَةُ وَالْأَحْوَالُ الْحَقِيقَةُ وَالْعَنَائَاتُ
الْأَزَلِيَّةُ وَالسَّعَادَاتُ الْآبَدِيَّةُ وَالْفُوحَاتُ الْمَكِّيَّةُ وَالظُّهُورَاتُ الْمَدِينِيَّةُ
وَالْكَمَالَاتُ الْإِلَهِيَّةُ وَالْمَعَالِمُ الرَّبَّانِيَّةُ وَسِرُّ الْبَرِيَّةِ وَشَفِيعُنَا يَوْمَ بَعَثْنَا الْمُسْتَغْفِرُ
لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الدَّاعِي إِلَيْكَ وَالْمُقْتَدِي لِمَنْ أَرَادَ الْوُصُولَ إِلَيْكَ الْإِنْسِ
وَالْمُسْتَوْحِشُ مِنْ غَيْرِكَ حَتَّى تَمْتَعَ مِنْ نُورِ ذَاتِكَ وَرَجَعَ بِكَ لَا بِغَيْرِكَ وَشَهِدَ
وَحَدَّثَكَ دَكَّتُكَ وَقُلْتُ لَهُ بِلِسَانِ حَالِكَ وَقُوَّةِ بَحَالِكَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ الذَّاكِرُ لَكَ ذِكْرَكَ وَالصَّائِمُ لَكَ نَهَارَكَ الْمَعْرُوفَ عِنْدَ
مَلَانِكَ إِنَّهُ خَيْرُ خَلْقِكَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَائِعِ لِمَعَانِي
كَمَالِكَ نَسْأَلُكَ يَا كَبِيرَ أَنْ تُرَبِّبَنَا وَجْهَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ تَمْحُوَ
عَنَّا وَجُودَ ذُنُوبِنَا بِمُشَاهَدَةِ جَمَالِكَ وَتُعَيِّنَنَا عَنَّا فِي بَحَارِ أَنْوَارِكَ مَعْصُومِينَ مِنْ
السَّوَاعِلِ الدُّنْيَوِيَّةِ رَاغِبِينَ إِلَيْكَ غَائِبِينَ بِكَ يَا اللَّهُ (ثلاثة) لَا إِلَهَ غَيْرُكَ اسْقِنَا
مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ وَاعْمُسْنَا فِي بَحَارِ أَخْدَانِكَ حَتَّى نَرْفَعَ فِي بَحْبُوحَةِ حَضْرَتِكَ
وَتُقَطَّعَ عَنَّا أَوْهَامُ خَلِيقَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ وَنُورُنَا بِنُورِ طَاعَتِكَ وَاهْدِنَا وَ
لَا تُضِلَّنَا وَبَصِّرْنَا بِعُيُوبِنَا عَنْ عُيُوبِ غَيْرِنَا بِحُرْمَةِ نَبِيِّنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ بِصَالِحِ الْوُجُودِ وَأَهْلِ الشُّهُودِ يَا أَرْحَمَ

الرَّاحِمِينَ نَسْئَلُكَ أَنْ تُلْحِقَنَا بِهِمْ وَتَمْنَحْنَا حُبَّهُمْ يَا اللَّهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ
 وَالْإِكْرَامِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
 الرَّحِيمُ وَهَبْ لَنَا مَعْرِفَةَ نَافِعَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ يَا رَحْمَنُ
 يَا رَحِيمُ نَسْئَلُكَ أَنْ تَرْزُقَنَا رُؤْيَا وَجْهِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَنَانَا وَ
 يَقْطِنَا وَأَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلَاةً دَائِمَةً إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَى
 خَيْرِنَا وَكُنْ لَنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَانْمِ بِرَكَاتِكَ سَرْمَدًا
 وَازْكُرْ تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدًا عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْعِبَادِيَّةِ وَمَجْمَعِ
 الدَّقَائِقِ الْأَيَّامِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَّاتِ الْأَحْسَانِيَّةِ وَمَحِيطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَ
 عُرْوَسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَأَسْطَةِ عَقْدِ النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَقَائِدِ
 سُرُكِبِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّادِقِينَ وَأَفْضَلِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ حَاسِلِ لَوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى
 وَمَالِكِ أَرْسَةِ الْمَجْدِ الْأَسْنَى شَاهِدِ اسْرَارِ الْأَزَلِ وَشَahِدِ أَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْأَوَّلِ
 وَتَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقَدَمِ وَمَنْبِغِ الْعِلْمِ وَالْحُكْمِ وَمُظْهِرِ سِرِّ الْوُجُودِ الْجُزْنِيِّ وَالْكَلْبِيِّ
 وَانْسَانِ عَيْنِ وَجُودِ الْعُلُوهِيِّ وَالسَّفَلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكُونِيِّ وَعَيْنِ حَيَاةِ
 الدَّارَيْنِ وَالْمُتَحَقِّقِ بِأَعْلَى مُرَاتِبِ الْعِبَادِيَّةِ وَالْمُتَخَلِّقِ بِأَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ
 الْأَصْطِفَانِيَّةِ الْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ وَلَحَبِيبِ الْأَكْرَمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حَبِيبِ مُحَمَّدِ بْنِ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَ
 بِدَادِ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذَكَرَهُ
 الْغَافِلُونَ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا دَائِمًا كَثِيرًا - اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنُورِهِ السَّارِي فِي
 الْوُجُودِ أَنْ تُحْيِيَ قُلُوبَنَا بِنُورِ حَيَاةِ قَلْبِهِ الْوَاسِعِ لِكُلِّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا وَهُدًى
 بُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ وَشَرْحَ صُدُورِنَا بِنُورِهِ الْعَاجِبِ مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ
 وَضِيَاءٍ وَذِكْرٍ لِلْمُتَّقِينَ وَتُطَهَّرُ نَفُوسُنَا بِطَهَارَةِ نَفْسِهِ الرَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ وَ
 تَعْلَمُنَا بِأَنْوَارِ عُلُومِهِ وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ بَيِّنٍ وَتُسْرَى سِرَائِرُهُ فِينَا
 بِلَوَائِحِ أَنْوَارِكَ حَتَّى تُغْنِيَنَا مِنَّا فِي حَقِّ حَقِيقَةٍ فَيَكُونُ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ فِينَا

بِقِيُومَتِكَ السَّرْمَدِيَّةِ فَنَعِيشُ بِرُوحِهِ عِمَاشَ الْحَيَاةِ الْأَبَدِيَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى
 آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَيْنَا يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
 يَا رَحْمَنُ وَبِتَجَلِيَّاتِ مَنَازِلَتِكَ فِي مِرَاةِ شُهُودِهِ لِنَنَازِلَاتِ تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُونُ فِي
 الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ فِي وَلَايَةِ الْأَقْرَبِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
 جَمَالِ لُطْفِكَ وَحَنَانِ عِطْفِكَ وَجَمَالِ مُلْكِكَ وَكَمَالِ قُدْرَتِكَ التَّوَرِ الْمَطْلُوقِ بِسِرِّ
 الْمَعِيَةِ الَّتِي لَا تَتَقَيَّدُ الْبَاطِنُ مَعْنَى فِي غَيْبِكَ وَالظَّاهِرُ حَقًّا فِي شَهَادَتِكَ شَمْسُ
 الْأَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَمَجْلَى حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ مَنَازِلِ الْكُتُبِ الْقِيَاسَةِ وَ
 نُورِ الْآيَاتِ الْبَيِّنَةِ الَّتِي خَلَقْتَهُ مِنْ نُورِ ذَاتِكَ وَحَقَّقْتَهُ بِأَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ وَ
 خَلَقْتَ مِنْ نُورِهِ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ وَتَعَرَّفْتَ إِلَيْهِمْ بِأَخْذِ الْمِيثَاقِ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِكَ
 الْحَقِّ الْمُبِينِ وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لِمَا اتُّمِّمْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى
 ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ
 وَسَلِّمْ عَلَى بَهْجَةِ الْكَمَالِ وَتَاجِ الْجَلَالِ وَبَهَاءِ الْجَمَالِ وَشَمْسِ الْوَصَالِ وَعَبْقِ
 الْوُجُودِ وَحَيَاتِ كُلِّ مَوْجُودٍ عِزِّ جَلَالِ سُلْطَنَتِكَ وَجَلَالِ عِزِّ مَمْلَكَتِكَ وَتَسْلِيمِ
 صُنْعِ قُدْرَتِكَ وَطَرَازِ الصَّفْوَةِ مِنْ أَهْلِ صِفَاتِكَ وَخُلَاصَةِ الْخَاصَّةِ مِنْ
 أَهْلِ قُرْبِكَ سِرِّ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَحَيْبِ اللَّهِ الْأَكْرَمِ وَخَلِيلِ اللَّهِ الْمَكْرَمِ سَيِّدِنَا وَ
 مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَيْكَ وَنَتَشَفَّعُ بِكَ لَدَيْكَ
 صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى وَالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَى وَالزَّرِيعَةِ الْغَرَى وَالْمَكَانَةِ الْعُلْيَا وَ
 الْمَنْزِلَةِ الزُّلْفَى وَقَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى أَنْ تُحَقِّقَ لَنَا ذَاتَنَا وَأَسْمَاءَنَا وَأَفْعَالَنَا وَأَثَارَنَا
 حَتَّى لَا نَرَى وَلَا نَسْمَعُ وَلَا نُحِسُ وَلَا نَعْدُ إِلَّا بِكَ إِلَهِي وَسَيِّدِي بِفَضْلِكَ وَ
 رَحْمَتِكَ أَنْ تَجْعَلَ هَوْنَنَا عَيْنَ هَوْنِكَ فِي أَوَانِهِ وَنَهَابَتِهِ بِوَدِّ خَلْقِهِ وَصَفَاءِ مَحَبَّتِهِ
 وَفَوَاتِحِ أَنْوَارِ بَصِيرَتِهِ وَجَوَابِ اسْرَارِ سِرِّيَّتِهِ وَرَحِيمِ رَحْمَانِهِ وَنَعِيمِ نِعْمَانِهِ
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْفِرَةِ وَالرِّضَا

وَالْقَبُولَ قَبُولًا تَامًا لَا تُكَلِّسْنَا فِيهِ إِلَى أَنْفُسِنَا طُرْفَةً عَيْنٍ يَا نَعَمَ الْمَجِيبُ فَقَدْ دَخَلَ
الدَّخِيلُ يَا مَوْلَايَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ غُفْرَانَ ذُنُوبِ
الْخَلْقِ بِاجْمَعِهِمْ وَأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ بَرِّهِمْ وَفَاجِرِهِمْ كَقَطْرَةٍ فِي بَحْرِ جُودِكَ
الْوَاسِعِ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ فَقَدْ قُلْتُ وَفَوَلَكِ الْحَقُّ الْمُبِينُ وَمَا أَرْسَلْتُكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظِيمُ بَنِي وَاشْتَغَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيرًا رَبِّ
إِنِّي بَسَنِي الضَّرَّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ رَبِّ إِنِّي لَمَّا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ يَا
عَوْنُ الضُّعْفَاءِ يَا عَظِيمُ الرِّضَاءِ يَا مُنْقِذَ الْغَرَقِ يَا مُنْجِيَ الْهَلَكَى يَا نَعَمَ الْمَوْلَى يَا
أَمَانَ الْخَائِفِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى
الْجَائِعِ الْأَكْمَلِ وَالْقُطْبِ الرَّبَّانِيِّ الْأَفْضَلِ طَرَاذِ الْأَيْمَانِ وَمَعْدَنِ الْجُودِ
وَالْإِحْسَانِ صَاحِبِ الْهَمَمِ السَّمَاوِيَّةِ وَالْعُلُومِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ
خَلَقْتَ الْوُجُودَ لِاجْلِهِ وَرَخَّصْتَ الْأَشْيَاءَ بِسَبَبِهِ مُحَمَّدٍ الْمُحْمُودِ صَاحِبِ الْمَكَارِمِ
وَالْجُودِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْأَقْطَابِ السَّابِقِينَ إِلَى جَنَابِهِ ذَاكَ الْجَنَابِ اللَّهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النُّورِ الْبَهِيِّ وَالْبَيَانِ الْجَلِيِّ وَاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ وَ
الدِّينِ الْحَنِفِيِّ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ الْمُؤَيَّدِ بِالرُّوحِ الْأَمِينِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّينَ وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَالْخَلَائِقِ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ خَلَقْتَهُ
مِنْ نُورِكَ وَجَعَلْتَ كَلَامَهُ مِنْ كَلَامِكَ وَفَضَّلْتَهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَجَعَلْتَ السَّعَادَةَ
بِنِكَ الْيَمِّ وَبِنَهْ الْيَمِّ كَمَالِ كُلِّ وَلِيٍّ لَكَ وَهَادِي كُلِّ مُضِلٍّ عَنْكَ هَادِي الْخَلْقِ
إِلَى الْحَقِّ تَارِكِ الْأَشْيَاءِ لِاجْلِكَ وَمَعْدَنِ الْخَيْرَاتِ بِفَضْلِكَ وَخَاطِبَتَهُ عَلَى
بَسَاطَةِ قُرْبِكَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا الْقَائِمُ لَكَ فِي لَيْلِكَ وَالنَّصَائِمُ لَكَ فِي
نَهَارِكَ وَالْهَانُ بِكَ فِي جَلَالِكَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نَبِيِّكَ الْخَلِيفَةِ فِي خَلْقِكَ
الْمُشْتَغِلِ بِذِكْرِكَ الْمُتَفَكِّرِ فِي خَلْقِكَ وَالْأَمِينِ بِسِرِّكَ وَالْبُرْهَانِ لِرُسُلِكَ

الْحَاضِرِ فِي سَرَائِرِ قُدْسِكَ وَالْمُشَاهِدِ لِحَمَالِ جَلَالِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
 الْمُفَسِّرِ لِآيَاتِكَ وَالظَّاهِرِ فِي مُلْكِكَ وَالتَّائِبِ فِي مَلَكُوتِكَ وَالْمُتَخَلِّقِ
 بِصِفَاتِكَ وَالِدَّاعِي إِلَى جِبْرُوتِكَ الْحَضَرَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَالْبُرْدَةِ الْجَلَالِيَّةِ
 وَالسَّرَائِلِ الْجَمَالِيَّةِ الْعَرَبِيَّةِ السَّقَى وَالتَّوَرِ الْبَهِيِّ وَالْحَبِيبِ النَّوِيِّ وَالذُّرِّ
 النَّقِيِّ وَالْمُضْبَاحِ الْقُرْبِيِّ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُعْجِدُ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ بِحُرِّ
 أَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اسْرَارِكَ وَرُوحِ أَرْوَاحِ عِبَادِكَ الذُّرَّةِ الْفَاحِشَةِ وَالْعَقْبَةِ
 النَّافِخَةِ وَالْمَوْجُودَاتِ وَحَاءِ الرَّحْمَاتِ وَالْجِيمِ الدَّرَجَاتِ وَسَيْنِ السَّعَادَاتِ وَ
 نُونِ الْعِنَايَاتِ وَكَمَالِ الْكَلِمَاتِ وَمُنْشَاءِ الْأَزَلِيَّاتِ وَخَتَمِ الْأَبَدِيَّاتِ الْمُشْغُولِ
 بِكَ عَنِ الْأَشْيَاءِ الدُّنْيَوِيَّاتِ الطَّاعِمِ مِنْ ثَمَرَاتِ الْمَشَاهِدَاتِ وَالْمُسْتَقْنَى مِنْ اسْرَارِ
 الْقُدْسِيَّاتِ الْعَالِمِ بِالْمَاضِي وَالْمُسْتَقْبَلَاتِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ الْأَبْرَارِ
 وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَعَلَى رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَعَلَى
 جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ وَعَلَى قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ وَعَلَى سَمْعِهِ فِي الْمَسَامِعِ وَعَلَى حَرَكَتِهِ
 فِي الْحَرَكَاتِ وَعَلَى سُكُونِهِ فِي السَّكَنَاتِ وَعَلَى قُعُودِهِ فِي الْقُعُودَاتِ وَعَلَى
 قِيَامِهِ فِي الْقِيَامَاتِ وَعَلَى لِسَانِهِ الْبَشَاشِ الْأَزَلِيِّ وَالْخَتَمِ الْأَبَدِيِّ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي أَعْطَيْتَهُ وَكَرَّمْتَهُ وَفَضَّلْتَهُ وَنَصَرْتَهُ وَأَعْنَيْتَهُ وَقَرَّبْتَهُ وَأَذْبَتَهُ
 وَسَقَيْتَهُ وَبَكَّيْتَهُ وَمَلَأْتَهُ بِعِلْمِكَ الْأَنْفُسَ وَبَسَطْتَهُ بِحَبْلِكَ الْأَطْوَسَ وَزَيَّنْتَهُ
 بِقَوْلِكَ الْأَقْبَسِ فَخَرِ الْأَفْلَاكَ وَعَذَبِ الْأَخْلَاقِ وَنُورِ الْكُيُومِ وَعَيْدِكَ
 الْقَدِيمِ وَحَبْلِكَ الْقَدِيمِ وَحِصْنِكَ الْحَصِينِ وَجَلَالِكَ الْحَكِيمِ وَجَمَالِكَ الْكَرِيمِ
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ مَصَابِيحِ الْهُدَى وَقَنَادِيلِ الْوُجُودِ وَ
 كَمَالِ السُّعُودِ الْمُطَهَّرِينَ مِنَ الْعُيُوبِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلَاةَ تَحَلُّلٍ بِهِ الْعَقْدُ
 وَرِيحًا تَقْلُ وَبِهَا الْكَرْبُ وَتَرْحُمًا تَزِيلُ بِهَا الْعُطْبُ وَتَكْرِيمًا تَنْقِضِي بِهِ الْأَرْبُ

يَا رَبِّ يَا إِلَهَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ نَسْئَلُكَ ذَالِكَ مِنْ فَضَائِلِ
لُطْفِكَ وَغَرَائِبِ فَضْلِكَ يَا كَرِيمُ يَا رَحِيمُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرُسُلِكَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالرَّسُولِ الْعَرَبِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ صَلَاةٌ تَكُونُ لَكَ رِضًى وَلَنَا جَزَاءً وَلِحَقِّهِ
أَدَاءً وَاعْظِمِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالشَّرَفَ وَالذَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ
الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ وَنَسْئَلُكَ وَنَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِكِتَابِكَ الْعَزِيزِ وَنَبِيِّكَ الْكَرِيمِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِشَرَفِهِ الْمَجِيدِ وَأَبُوهِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَسَيِّدِنَا
إِسْمَاعِيلَ وَبِصَاحِبِهِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذِي النُّوْرَيْنِ عُمَرَثَانِ وَآلِهِ فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَ
وَلَدَيْهِمَا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَمِّيهِ الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسَ وَزَوْجَتَيْهِ خَدِيجَةَ وَعَائِشَةَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى أَبِيهِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَسَيِّدِنَا إِسْمَاعِيلَ وَعَلَى آلِ كُلِّ
وَصَحْبٍ كُلِّ صَلَاةٍ يَتَرَجَّمُهَا لِسَانُ الْأَزَلِ فِي رِيَاضِ الْمَلَكُوتِ وَعَلَى الْمَقَامَاتِ
وَنَيْلِ الْكَرَامَاتِ وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَيَنْطَلِقُ بِهَا لِسَانُ الْأَبَدِ فِي حَضِيضِ النَّاسُوتِ وَ
لِغْفَرَانِ الذُّنُوبِ وَكُشْفِ الْكُرُوبِ وَدَفْعِ الْمُهَمَّاتِ كَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِالْهَيْتِكَ وَ
شَانِكَ الْعَظِيمِ وَكَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِأَهْلِيَّتِهِمْ وَنُصْبِهِمُ الْكَرِيمِ بِخُصُوصِ خَصَائِصِ
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اَللّٰهُمَّ حَقَّقْنَا بِسَرَائِرِهِمْ فِي مَدَارِجِ مَعَارِفِهِمْ بِمُتَوَبِّاتِ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنْكَ
الْحُسْنَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَوْزَ بِالسَّعَادَةِ الْكُبْرَى بِمُؤَدَّةِ الْقُرْبَى
وَعُمْنَا فِي عِزَّةِ الْمُصْمُودِ فِي مَقَابِهِ الْمُحْمُودِ وَتَحْتَ لَوَائِهِ الْمَعْقُودِ وَاسْقِنَا مِنْ
حَوْضِ عِرْقَانِ مَعْرُوفِ الْمَوْرُودِ يَوْمَ لَا يَخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِرُّوزِ بَشَارَةِ قُلِّ تَسْمَعُ وَسَلِّ تَعْطَى وَاشْفَعْ تَشْفَعُ بِظُهُورِ بَشَارَةِ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ
بِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِجَلَالِ عِزَّتِكَ وَبِقُدْرَتِ سُلْطَانِكَ بِسُلْطَانِ قُدْرَتِكَ وَبِحُبِّ

نَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَطِيعَةِ وَالْأَحْوَاءِ الرَّدِيَّةِ بِأَظْهَرِ الْأَجْنَ يَا
جَارِ الْمُسْتَجِيرِينَ أَجْرَنَا مِنَ الْخَوَاطِرِ النَّفْسَانِيَّةِ وَاحْفَظْنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ الشَّيْطَانِيَّةِ
وَطَهِّرْنَا مِنْ قَاذِراتِ الْبُشْرِيَّةِ وَصَقِّنَا بِصَفَاءِ الْمُحَبَّةِ الصِّدِّيقِيَّةِ مِنْ صَدَاءِ الْغَفْلَةِ
وَوَهْمِ الْجَهْلِ حَتَّى تَضْمَحَلَّ رُسُومُنَا بِفَنَاءِ الْإِنَانِيَّةِ وَمُبَايَنَةِ الطَّمَعَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ فِي
حَضْرَةِ الْجَمْعِ وَالتَّخْلِيعِ وَالتَّخْلِيقِ بِالْوَهْمِيَّةِ الْأَحَدِيَّةِ وَالتَّجَلِّيِ بِالْحَقَائِقِ الصِّمْدَانِيَّةِ
فِي شُهُودِ الْوَحْدَانِيَّةِ حَيْثُ لَا حَيْثُ وَلَا أَيْنُ وَلَا كَيْفُ وَيَبْقَى الْكُلُّ لِلَّهِ وَبِاللَّهِ وَ
بِالنَّاسِ وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَمَعَ اللَّهِ غَرْقًا بِنِعْمَةِ اللَّهِ فِي بَحْرِ مَنَّةِ اللَّهِ مُنْصَوِّرِينَ بِسَيْفِ اللَّهِ
مُخَفُوظِينَ بِعِنَايَةِ اللَّهِ بِعِصْمَةِ اللَّهِ مِنْ كُلِّ شَاغِلٍ يُشْغِلُ مِنَ اللَّهِ وَخَاطِرٍ يَخْطُرُ بِغَيْرِ
اللَّهِ يَا رَبِّ يَا اللَّهُ (ثَلَاثًا) رَبِّي اللَّهُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ -
اللَّهُمَّ اشْغَلْنَا بِكَ وَهَبْ لَنَا هَبَّةً لَا سَعَةَ فِيهَا لِغَيْرِكَ وَلَا مَدْخَلَ فِيهَا لِسِوَاكَ
وَسَعَةً بِالْعُلُومِ الْإِلَهِيَّةِ وَالصِّفَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَقُوَّةً عَقَائِدَنَا
بِحُسْنِ الظَّنِّ الْجَمِيلِ وَحَقِّ الْيَقِينِ وَحَقِيقَةِ التَّمَكُّنِ وَسَدِّدْ أَحْوَالَنَا بِالتَّوْفِيقِ
وَالسَّعَادَةِ وَحُسْنِ الْيَقِينِ وَشَدِّ قَوَاعِدَنَا عَلَى صِرَاطِ الصِّدْقِ وَالْإِسْتِقَامَةِ وَ
قَوَاعِدِ الْعِزِّ الرَّصِينِ صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَشَدِّ مَقَاصِدَنَا فِي الْمَعْدِ الْأَيْشِلِ عَلَى أَعْلَى دُرَّةِ الْكَرَامِ
وَعَزَائِمِ أَوْلَى الْعِزِّ مِنَ الْمُرْسَلِينَ يَا صَرِيحَ الْمُسْتَضَرِّحِينَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ
اغْنِنَا بِالْطَّافِ رَحْمَتِكَ مِنْ ضَلَالِ الْبُعْدِ وَاشْمَلْنَا بِنَفْعَاتِ عِنَايَتِكَ فِي مَصَارِعِ
الْحُبِّ وَاسْعِفْنَا بِأَنْوَارِ هِدَايَتِكَ فِي خَطَايِرِ الْقُلُوبِ وَابْدِنَا بِنَصْرِكَ الْعَزِيزِ نَصْرًا
مُؤَدِّدًا بِالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ -

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَ
دُرَرِيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
يَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَهُ وَيَسْنَدَ مَنْ لَا سِنْدَ لَهُ يَا ذَاخِرَ مَنْ لَا ذَاخِرَ لَهُ يَا جَابِرَ كُلِّ كَسِيرٍ

يَا صَاحِبَ كُلِّ غَرِيبٍ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيدٍ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ
الظَّالِمِينَ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ
وَأَصْلِحْ لِي فِي دَرَجَتِي إِنِّي تَبَّتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَأَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ وَجَمِيعِ خَلْقِهِ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ ادْخُلْنَا مَعَهُ بِشَفَاعَتِهِ وَضَمَانِهِ وَرِعَايَتِهِ
نَعِ الْإِلَهَ وَأَصْحَابَهُ بِدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مُلْكِكَ تُقْتَدَرُ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ وَاتَّحِفْنَا بِمَشَاهِدَتِهِ بِلَطِيفِ مَنَازِلَتِهِ يَا كَرِيمُ يَا رَحِيمُ أَكْرَمْنَا بِالنَّظَرِ إِلَى
جَمَالِ سُبْحَاتِ وَجْهِكَ الْعَظِيمِ وَأَحْفَظْنَا بِكَرَامَتِهِ بِالتَّكْرِيمِ وَالتَّجَعُّلِ وَالتَّعْظِيمِ
وَأَكْرَمْنَا بِنُزُلِهِ نَزْلًا مِنْ غُفُورٍ رَحِيمٍ فِي رَوْضِ رِضْوَانِي أَحِلَّ عَلَيْكُمْ فَلَا اسْخَطَ
عَلَيْكُمْ أَبَدًا وَاعْطِكُمْ مَفَاتِيحَ الْغَيْبِ لِخَزَائِنِ السِّرِّ الْمَكْنُونِ جَنَاتِ صِفَاتِ
الْمَعَانِي بِأَنْوَارِ ذَاتِ عَلَى الْأَرَائِكِ يُنْظَرُونَ وَلَهُمْ مَا يَدْعُونَ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ
رَبِّ الرَّحِيمِ بِالْعَطَانِ رَافَةِ الرَّافَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنْ عَيْنِ عِنَابَةٍ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ذَلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ فِي مَحَاسِنِ قُصُورِ ذَخَائِرِ بَرَائِرِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَخْفَى لَهُمْ مِنْ
قُوَّةِ أَعْيُنِ جَزَاءٍ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فِي مُنْقِبَةِ مَحَاسِنِ خَوَاتِمِ دَعَوَاهُمْ فِيهَا
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحَمُّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعَوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

درود شریف مذکورہ بالا کم از کم ایک بار یومیہ بعد نماز صبح یا بعد از تہجد پڑھے

اور ثواب اس کا حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرے۔ نفع ہائے گونا گوں
سے مستفید اور زیارت سے مشرف ہو۔

صلوة کنز الاعظم

یہ درود شریف بھی صلوة الکبریٰ کی طرح حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ

الغزیز کی تصنیف ہے۔ ایک دفعہ اس کا ورد کرنا ہزار دفعہ دوسرے درود شریف پڑھنے

سے افضل ہے۔ روزانہ کم از کم ایک بار پڑھنا چاہئے۔ زیارت آنحضور ﷺ و حضور

غوث پاک قدس سرہ العزیز کے لئے زود اثر ہے۔ عروج ماہ جمعہ کی رات کو شروع کرنا چاہئے۔ جسم و کپڑے ہر وقت صاف رکھے جائیں۔ درود شریف یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَ أُنْمِ بِرُكَاتِكَ سَرْمَدًا وَ أَرِ كِي تَحِيَّاتِكَ
فَضْلًا وَ عِدَدًا عَلَى أَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَ مَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْإِيمَانِيَّةِ وَ طُورِ
التَّجَلِّيَّاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ وَ مَهَبِطِ الْأَسْرَارِ الرُّوحَانِيَّةِ وَ عُرْوَسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ
وَ اسْطِطَةِ عَقْدِ النَّبِيِّينَ وَ مُقَدِّمِ جَيْشِ الْمُرْسَلِينَ وَ قَائِدِ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكْرَّمِينَ
وَ أَفْضَلِ الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ - حَاسِلِ لَوْ آءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَ مَالِكِ اِزْتِمَةِ الْمَجْدِ الْأَسْنَى
شَاهِدِ اسْرَارِ الْأَزَلِ وَ مُشَاهِدِ أَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْأَوَّلِ وَ تَرْجَمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ
وَ مُنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ مَظْهَرِ الْوُجُودِ الْكُلِّيِّ وَ الْعُزْنِيِّ وَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ
الْعُلَوِيِّ وَ السُّفْلِيِّ رُوحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَ عَيْنِ حَيَاتِ الدَّارَيْنِ الْمُتَحَقِّقِ بِأَعْلَى
رُكْبِ الْعِبَادِيَّةِ الْمُتَخَلِّقِ بِاخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْأَصْطِفَانِيَّةِ الْخَلِيلِ الْأَكْرَمِ
وَ الْحَبِيبِ الْأَعْظَمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بِنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ عَلَى
آلِهِ وَ صَلَّيْهِ أَجْمَعِينَ - عِدَدَ مَعْلُومَاتِكَ وَ بَدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَ ذَكَرَهُ
الذَّاكِرُونَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ ذَكَرَهُ الْغَافِلُونَ وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ
الدِّينِ



باب یازدهم



قصائد و مناقب



قصیدہ مبارک غوثیہ یا احمریہ

۱۱- یہ قصیدہ شریف خاص حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا فرمودہ ہے جس کے متعلق غیر مذاہب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جتنے وظائف و قصائد اس کتاب میں درج ہوئے ہیں سب کے سب حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کے فرمودہ اور عمل پذیر یافتہ ہیں اور ان کا ورد حضور کا روز کا معمول تھا۔ یہ قصیدہ مبارک تمام دینی و دنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے مشکلات کو آسان کرنے بزرگوں کی زیارت بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصول دیدار اور جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مستفید ہونے کے لئے بلکہ تمام امور دینی و دنیوی کے بر لانے میں یکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صاحب عمل کو کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو، جلالی جمالی اشیاء سے با پرہیز ہو، شریعت کا پابند ہو اور درست گو اور اکل حلال پر عمل پیرا ہو۔ اس کے ہر حصے کی کئی ترکیبیں ہیں۔ پہلی ترکیب سالم کے سالم قصیدہ ۳۰ کے ۳۰ آیات مسلسل ورد کرنے کی ہے یعنی سالم قصیدہ مبارک ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ بعد از نماز عشاء یا بعد از نماز تہجد شروع کرے۔ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد ختم شریف براہِ روح رسول اللہ ﷺ و حضور پاک و براہِ روح بزرگان سلسلہ قادریہ پہنچائے۔ اگر ہو سکے تو پہلے بھی شروع کرنے سے پہلے ختم شریف ان ارواح ممدوحہ الصدر پر پہنچائے۔ تصور مرشد کو ہمراہ رکھے اور کم از کم ۴۱ مرتبہ روزانہ ورد کرے یا جو مرشد فرمائے اس پر عمل کرے اور دوسری ترکیب شعر شعر کی الگ الگ ہے جو ہر مطلب کے لئے ورد کیا جاتا ہے وہ بھی چاند کی پہلی تاریخ کو شروع کرے اور لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق روزانہ ورد کرے انشاء اللہ سالم قصیدہ شریف لکھ کر پھر نمبردار شعر دار ترکیب و وظیفہ درج کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَقَانِي الْحُبِّ كَاسَاتِ الْوِصَالِي فَقُلْتُ لَحْمَرَتِي نَعْوِي تَعَالِي
عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے، پس میں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری
طرف لوٹ آ۔

سَعَتٌ وَ مَشَتْ لِنَعْوِي فِي كُتُوسٍ فَهَمْتُ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِي
پیالوں میں (بھری ہوئی) وہ شراب میری طرف دوڑی، پس میں اپنے احباب کے
درمیان نشہ شراب سے مست ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَانِي الْأَقْطَابِ لَمَّوْا بِعَالِي وَادْخُلُوا أَنْتُمْ رِجَالِي
میں نے تمام اقطاب کو کہا کہ آپ بھی عزم کرو اور میرے حال میں داخل ہو جاؤ (یعنی
میرے رنگ میں رنگے جاؤ) کیونکہ آپ بھی میرے رفقا ہیں۔

وَهُمُّوْا وَ اشْرَبُوا أَنْتُمْ جُنُودِي فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَافِي مَلَالِي
ہمت اور مستحکم ارادہ کرو اور جام معرفت پو کہ تم میرے لشکری ہو، کیونکہ ساقی قوم
نے میرے لئے لبالب جام بھر رکھا ہے۔

شَرِبْتُمْ فَضَلَّتِي مِنْ بَعْدُ سُكْرِي وَلَا نِلْتُمْ مَعْلَوِي وَالتَّصَالِي
میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری کچی شراب پی لی لیکن میرے بلند مرتبے اور
قرب کو نہ پاسکے۔

مَقَامُكُمْ الْعُلَى جَمْعًا وَ لَكِنْ مَقَانِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِي
اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ
بلند رہے گا۔

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقَرُّبِ وَ حُدِّي بَصَرُفْنِي وَ حَسْبِي ذُو الْجَلَالِي
میں بارگاہ قرب الہی میں یکتا اور یگانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پھیرتا ہے (یعنی ایک درجہ
سے دوسرے درجہ پر ترقی دیتا ہے) اور خداوند تعالیٰ میرے لئے کافی ہے۔

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ بِثَالِيٍّ
جس طرح باز اشتب (سیاہ و سفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اسی طرح میں
تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردان خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ عطا
کیا گیا ہے۔

كَسَانِي خِلْعَةً بِطَرَاكِ عَزْمٍ وَ تَوَجَّيْتُ بِتِهْجَانِ الْكَمَالِ
اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا جس پر عزم (ارادہ مستحکم) کے تیل بوئے تھے اور تمام
کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے۔

وَأُطْلِعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ وَ قَلَّدَنِي وَ أَعْطَانِي سَوَالِيٍّ
اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے راز قدیم پر مطلع کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے
مانگا مجھے عطا کیا۔

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا فَحُكِمِي نَائِدٌ فِي كُلِّ حَالِيٍّ
اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے۔
فَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي بَحَارِ لُصَارِ الْكُلِّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِيٍّ
اگر میں اپنا راز یا توجہ دریاؤں پر ڈالوں تو تمام دریاؤں کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک
ہو جائے اور ان کا نام و نشان نہ رہے۔

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالِ لَدَكَّتْ وَ اخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَائِيٍّ
اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ ان
میں اور ریت میں فرق نہ رہے۔

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ نَارٍ لَخَمِدَتْ وَ انْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِيٍّ
اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ میرے نئے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشان
باقی نہ رہے۔

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيِّتٍ لَقَامَ بِقُدْرَتِ الْمَوْلَى تَعَالَى
اگر میں اپنے راز کو مردہ پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو۔

وَمَا سِنَّهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ تَمُرُّ وَ تَنْقُضُ إِلَّا أَتَالِي
 مینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شک وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔
 وَ تُخْبِرُنِي بِمَا بَأْتَنِي وَ بَجُرِّي وَ تُعَلِّمُنِي فَأَقْصِرُ عَنْ جِدَالِي
 اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر اور اطلاع دیتے ہیں۔ (اے
 منکر کرامات) جھگڑے سے باز آ۔

سُرِّدِيْ هُمْ وَ طِبُّ وَ اشْطَحُ وَ غِنَى وَ اَفْعَلُ مَا تَشَاءُ فَلِاِسْمِ عَلِي
 اے میرے مرید! سرشار عشق الہی ہو اور خوش رہ اور بے باک ہو اور خوشی کے گیت
 گا اور جو چاہے کر کیونکہ میرا نام بلند ہے۔

سُرِّدِيْ لَا تَخَفُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَطَانِيْ رِفْعَةً نِّلْتُ الْمَنَالِي
 اے میرے مرید کسی سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے۔ اس نے مجھے وہ بلندی
 عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں نے اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا ہے۔

طَبُوْلِيْ فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ كَقِيْتُ وَ شَاءَ وَ سِ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِي
 میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان و نقیب
 میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِيْ نَحْتُ حُكْمِيْ وَ وَقْتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَالِي
 اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل
 کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا یعنی میری روحانی حالت میرے جسم کے پیدا ہونے سے
 پہلے ہی مصفا تھی۔

نَظَرْتُ اِلَى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرْدَلِيْ عَلَى حُكْمِ التَّصَالِي
 میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر
 تھے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى صِرْتُ قُطْبًا وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِي
 میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں نے خداوند تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔

رَجَالِي فِي هَوَاجِزِهِمْ صَامٌ وَ فِي ظُلُمِ اللَّيَالِي كَاللَّيْلِ
میرے مرید موسم گرما میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں (عبادت کی روشنی
سے) موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔

وَ كُلُّ وَلِيٍّ لَدِّي قَدَمٌ وَ اِنِّي عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَالِ
ہر ایک ولی کے لئے ایک قدم یعنی مرتبہ ہے اور میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے قدم
مبارک پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کمال ہیں۔

نَبِيٌّ هَاشِمِيٌّ مَكِّيٌّ حِجَازِيٌّ هُوَ جَدِّي بِهِ نِلْتُ الْمَوَالِي
وہ نبی مکرم ہاشمی، مکی اور حجازی میرے جدِ پاک ہیں۔ انہی کی وساطت سے میں نے بزرگی
کو پایا۔

مَوْبِدِّي لَا تَخَفْ وَ اِشْفَانِي عَزُومٍ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ
اے میرے مرید! تو کسی چغل خور شریر سے نہ ڈر کیونکہ میں لڑائی میں اولوالعزم اور
دشمن کو قتل کرنے والا ہوں۔

اَنَا الْجِيلِيُّ مَعِي الدِّينُ اِسْمِي وَ اَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجَبَالِ
میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے (فیض و صداقت کے)
نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

اَنَا الْحَسَنِيُّ وَ الْمُخَدَّعُ مَقَابِي وَ اَقْدَابِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ
میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے
اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

وَ عَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ اِسْمِي

وَ جَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور عبد القادر میرا مشہور و معروف نام ہے اور میرے نانا پاک یعنی سرکارِ عالمیاں
ﷺ چشمہ کمال کے مالک ہیں۔

و ظائف درج ذیل ہیں عمل میں لائیں۔

- ۱۔ سقانی الحب الخ برائے معرفت الہی ہزار بار گیارہ روز، و برائے رجوع محبوب ہر روز پانچ صد بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار بعد نماز عشاء یا تہجد گیارہ روز پڑھیں۔ پرہیز جلالی و جمالی اشیاء سے لازمی ہے۔ منہ قبلہ کی طرف کریں۔
- ۲۔ مسعت و مشت الخ برائے مقاصد دینی و دنیوی ہر روز ایک ہزار پانچ صد بار ۴۱ روز شعر نمبر ایک کے طریقہ پر ورد کریں۔ اگر ایک صد بار روزانہ ورد کرتے رہیں۔ طرح طرح کے فوائد خزانہ غیب سے ظاہر ہوں گے۔ اگر ننگے سر چلے میں روزانہ ہزار بار پڑھے اول و آخر درود شریف مطابق ترکیب شعر نمبر پڑھنا چاہئے۔ انشاء اللہ بہ طفیل غوث پاک قدس سرہ العزیز بارش ہوگی۔
- ۳۔ فقلت لسان الخ برائے تسخیر خلافت ہر روز پانچ صد بار گوشہ میں بیٹھ کر پڑھے، جلالی و جمالی سے پرہیز
- ۴۔ و هموا الخ برائے افزونی ہمت و طاقت براہ خدا سو بار روزانہ پڑھے۔
- ۵۔ شریتم الخ برائے طلب فنا فی الشیخ جو کوئی پانچ صد بار گوشہ تنہائی میں رہ کر جلالی و جمالی سے با پرہیز پڑھے انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔
- ۶۔ مقامکم العلی الخ برائے بلندی درجات ہر روز ایک ہزار ایک سو بار گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر با پرہیز ورد کرے، مراد کو پہنچے۔
- ۷۔ انا فی حضرة الخ برائے حصول مقام یکتائی ہر روز ۱۵ سو بار با پرہیز ورد کرے۔
- ۸۔ انا البازی الخ برائے تسخیر خلافت ہر روز گیارہ دن با پرہیز پڑھے۔
- ۹۔ کسانی خلعة الخ برائے طلب کمال درجات پندرہ سو بار با پرہیز گوشہ تنہائی میں پڑھے۔
- ۱۰۔ و اطلعنی الخ برائے عطا و انکشاف رموزات و اردات الہی پندرہ سو بار گیارہ روز با پرہیز گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے۔

۱۱- وولانی الخ برائے تسخیر خلافت ہر روز ہزار بار گیارہ روز باپریز ورد کرے اور اس کے بعد سو بار بلا ناغہ عمل کرے نیز بانجھ عورت کے لئے نقش عدا دیں، بیت زعفران اور عرق گلاب سے مربعہ لکھ کر تعویذ بنا کر زیر ناف بندھوائے۔ بعد فراغت حیض انشاء اللہ حمل ہو جائے گا۔ نقش مذکور کے نیچے گیارہ اسم قطب بھی لکھے نیز دشمن کے نیست و نابود کرنے کے لئے گیارہ روز گیارہ سو گیارہ مرتبہ ورد کرے۔ پریز جلالی و جمالی، گوشہ تنہائی لازمی امر ہے بلکہ ہر شعر قصیدہ شریف کے ورد میں یہ شرط لازمی ہے۔

۱۲- ولوالقیمت سری فی بحار الخ برائے شکست و تفرقہ دشمن گیارہ دن پانچ صد بار باپریز پڑھے۔

۱۳- ولوالقیمت سری فی جبال الخ برائے ہلاکی دشمن گیارہ سو بار باپریز پڑھے۔

۱۴- ولوالقیمت سری فوق نادر الخ برائے امراض مزمنہ و لاعلاج گیارہ روز ۱۱ سو بار ورد کرے اور مریض کو دم کر کے پلاتا رہے۔ انشاء اللہ صحت سے ہمکنار ہو۔

۱۵- ولوالقیمت سری فوق میت الخ برائے دفعیہ زخم چشم گیارہ بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کا منہ دھلائے اور تھوڑا سا پلائے۔ اگر کسی کا دل مرجھایا ہو یا غمناک رہتا ہو تو ہر روز گیارہ سو دفعہ گیارہ روز باپریز گوشہ نشین ہو کر ورد کرے عشق الہی پیدا ہو گا۔

۱۶- ومانہا الخ برائے تسخیر کو اکب باپریز گیارہ سو بار روزانہ ورد کرے۔

۱۷- و تخبرنی الخ برائے اطلاع اسرار و اخبار غیبی ہر روز گیارہ سو بار گیارہ دن باپریز ورد کرے۔

۱۸- سریدی ہم الخ برائے حصول مقاصد و مراتب دینی و دنیوی ایک سو بار روز ورد باپریز کرے اور گناہوں کی معافی کے لئے اسی طرح عمل کرے۔

۱۹- سریدی لا تغف اللہ الخ برائے دفع خوف و خطر شیطانی ہر روز ایک ہزار بار پریز کے ساتھ گیارہ روز ورد کرے۔

۲۰- طبولی فی السماء الخ برائے تسخیر خلق و برائے طلب جاہ و جلال و مال و متاع و

بلند آوازگی و حصول نیک بختی ہر روز بلا ناغہ پانچ صد بار ہمیشہ ورد کرے۔

۲۱۔ بلاد اللہ ملکی الخ برائے تسخیر جملہ خلایق و برائے حصول جاہ و جلال گیارہ روز ایک ہزار بار با پرہیز ورد کرے اور خطرات شیطانی کے دفعیہ کے واسطے سو بار روزانہ مداومت رکھے۔

۲۲۔ نظرت الی بلاد الخ برائے کشود وحدت وجود گیارہ روز پانچ ہزار پانچ صد بار روزانہ ورد کرے اور بعد یک صد بار روزانہ مداومت کرے نیز برائے موافقت مرد اور عورت کے گیارہ دفعہ شکر پر دم کر کے کھلا دے انشاء اللہ موافقت ہو جائے گی۔

۲۳۔ درست العلم الخ برائے حصول علم ظاہری اور باطنی ایک سو گیارہ مرتبہ بعد نماز صبح بلا ناغہ ورد کرے۔

۲۴۔ رجالی فی الخ برائے حصول شوق ریاضت و عبادت ۴۰ یوم با پرہیز ورد کرے اور بعدہ ایک سو مرتبہ روزانہ مداومت کرے۔

۲۵۔ وکل ولی لہ الخ برائے زیارت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز یا رزاق و بافتاح یا وہاب یا عزیز یا غنی یا مغنی یا اللہ یا معز ہر بار شعر کے بعد ملا کر پڑھے اس جگہ جہاں کسی کی آواز کان میں نہ پڑے اور ہزار دفعہ روزانہ چلہ میں بیٹھ کر چالیس یوم پڑھے انشاء اللہ مطلب حاصل ہو گا۔

۲۶۔ نبی ہاشمی الخ زیارت رسول اللہ ﷺ کے لئے بطریق شعر نمبر ۲۵ عمل کرے۔

۲۷۔ سریدی لا تخف واش الخ برائے فتح و نصرت براعد صد بار گیارہ روز متواتر

یا باسط یا رافع یا عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم حسبی اللہ ما ہی

۲۸۔ انا الجلی الخ شعر ہذا کے ہمراہ یا باسط یا رافع یا عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم حسبی اللہ ما ہی گیارہ اور گیارہ سو بار با پرہیز خلقت میں مشہوری کے لئے پڑھے نیز اس شعر کے عدد نکال کر مربعہ پر کر کے نوزائیدہ کے گلے میں باندھے

انشاء اللہ تمام آفات سے محفوظ و مامون رہے گا۔

۲۹- اَنَا الْحُسَيْنِيُّ الْخِ بَرَاءَ حَاصِلِ بَلَدِي مَرَاتِبِ رُوزَانَهٗ بَا پَر ہِیزِ اَیْکِ سَو گیارہ دفعہ معمول بنائے۔

۳۰- وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْخِ بَرَاءَ ہر مقصد و دفع دشمن و بلیات ایک سو دفعہ روزانہ ورد رکھے اور بعد و وظیفہ ختم شریف پڑھ کر ثواب روح پر فتوح کو پہنچائے۔

قصیدہ در توحید الہی

قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے فرمان کے مطابق حل مقاصد کے لئے بعد نماز تہجد کم از کم ایک بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار شب جمعہ سے شروع کر کے ہمیشہ پڑھتا رہے۔

شرعت بتوحید الا لہٗ بمسملہ ساختم بالذکر الحمید مجملہ آغاز کیا میں نے توحید الہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف کرنے والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے۔

واشهد ان اللہ لا غیرہ تنزہ حصر العقول تکملہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں، عقول کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے۔

وارسل علینا احمد الحق قیدا نبیا بہ قام الوجود و قد خلا اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے۔

فعلمنا من کل خیر موبد و اظہر فینا العلم و العلم والولا پس ہمیں ہر بھلائی سکھائی جو تائید کی ہوتی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا۔

فیا طالب عزا و کنزا و رفعة عن اللہ فادعوه باسمائہ العلا پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا

کر۔

فقل بانكسار بعد طهر و قربۃ فاسئلك اللهم نصرا معجلا
پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا
سوال کرتا ہوں۔

بحقك يا رحمن بالرحمة التي احاطت فكن لي يا رحيم معجلا
بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمن! اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اے
رحیم مجھے اچھا کر دے۔

و يا ملك قدوس قدس سرورتي و سلم و جودي يا سلام من البلا
اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے والے
میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ۔

و يا مومن هب لي امانا محققا و ستر اجملا يا مهيمن سبلا
اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پردہ اے نگہبان
عزیز ازل عن نفسی الذل و احمنی بعزل و يا جبار من كل معضلا
اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ
اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر۔

وضع جملة الاعداء يا متكبر و يا خالق خذ لي عن الشر معزلا
اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا۔

و يا باري النعماء زد فيض نعمته افضت علينا يا مصور اولاً
اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر۔ اے صورت بنانے والے ہم
پر پہلے اضافہ فرما۔

رجوتك يا غفار فاقبل توبتي بقهرک يا قهار شیطاني اخذلا
اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور غلبے
والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر۔

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَ حِكْمَةً وَلِلرَّزَقِ يَا رِزَاقُ كُنْ لِي مُسَهِّلًا
اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم و حکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے
میرے لئے روزی آسان فرما۔

وَ بِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نُورِ بَصِيرَتِي وَ بِالْعِلْمِ نَلْنِي يَا عَلِيمُ تَفَضُّلاً
اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے
مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر۔

وَ يَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مُعَانِدٍ وَ يَا بَاسِطُ ابْسِطْنِي يَا سَرَّارُكَ الْعِلَالَ
اور اے بند کرنے والے ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے
بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے۔

وَ يَا خَافِضُ اخْفِضْ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ وَ يَا رَافِعُ ارْفَعْنِي يَا رُوحُكَ اثْقَالًا
اور اے پست کرنے والے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے اپنی
بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے۔

سَالَتْكَ عِزًّا بِعِزِّ لَاهِلِهِ مَذَلَّ فَذَلَّ الظَّالِمِينَ سَنَكَلًا
اے عزت دینے والے اپنوں کی میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں، اے ذلت دینے
والے ظالموں کو عبرت ناک طور پر ذلیل کر۔

فَعَلِمَكَ كَافٌ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلًا
اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے۔ پس ہو جا اس کو
قبول کرنے والا سنوارنے والا۔

فِيَا حَكِمَ عَدْلٍ لَطِيفٍ بِخَلْقِهِ خَبِيرٍ بِمَا يَخْفَى وَ مَا هُوَ مُجْتَلَا
پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والا ہر
پوشیدہ اور ظاہر کی۔

فَحَكَمَكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ وَ عَمْدَتِي وَ أَنْتَ عَظِيمُ عِلْمٍ جُودِكَ قَدْ عَلَا
اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے۔ تیری جود و عطا کی

عظمت بلند ہو گئی۔

غفور و ستار علی کل مذنب شکوڑ علی احباب و موصلا
بخشنے والا پردہ پوش ہر گنگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا۔

علی و قد اعلیٰ مقام حبیبہ کبیر کثیر الخیر والجود معزلا
بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا
ہے۔

حفیظ فلا شیئی یفوت لعلہ مقیم نقیب الخلق اعلیٰ و اسفل
حفاظت فرمانے والا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان
ہے بلند و پست مخلوق کا۔

فحکمک حسبی یا حسیب تولنی و انت جلیل کن لغمی منکلا
اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لئے کافی ہے میری مدد فرما اور تیرا بزرگ ہے
ہو جا میرے غم کا مٹانے والا۔

الہی کریم انت فاکرم مواہبی و کن لعدوی یا رقیب معندلا
الہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو
جا۔

دعوتک یا مولیٰ معیب لمن دعی قدیم العطا یا وسع الجود فی الملا
اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے۔ اے قدیم عطاؤں
والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں۔

الہی حکیم انت فاحکم مشاہدی فودک عندی یا ودود تنزلا
الہی تو حکمت والا ہے۔ میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما۔ اے دوست تیری محبت
میرے پاس نازل ہو گئی۔

معید فہب لی المعجد والسعد والولا و یا باعث البعث نصر جیشی مہرولا
بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے

بھاگتے لشکر کی مدد بھیج۔

شہید علی الاشیاء طیب مشاہدی و حقق لی حق الموارد منہلا
تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لئے پینے کے
گھاٹوں کا حق ثابت کر دے۔

الہی وکیل انت فاقض حوائجی و یکنی اذا کان القوی موکلا
الہی تو کار ساز ہے۔ پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے۔
ستین فمتن ضعف حولی و قوتی اغث یا ولی عبدا دعاک تبثلا
مضبوط میری طاقت و قوت کے ضعف کو مضبوط کر دے۔ اے دوست اپنے بندے کی مدد
فرما۔ اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر۔

حمد تک یا مولیٰ حمیدا موحداً و معصی ازکات الوری و معدلاً
اے مالک سرا ہے ہوئے معتقد ہوتے ہوئے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں
کو گھیرنے والے درست کرنے والے۔

الہی سبدی الفتح لی انت و الہدی معید لما فی الکون ان بادا و خلا
الہی میرے لئے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانے والے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز
کے دوبارہ پیدا کرنے والے۔

سالتک یا معی حیات ہنیۃ است یا سمیت اعداء دہنی معجلاً
اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں۔ اے موت دینے والے
میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے۔

و یا حی اخی سمیت قلبی بذکرک قدیم فکن قیوم سری موصلاً
اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم
کرنے والا ملانے والا ہو جا۔

و یا واجد الانوار اوجد سرتی و یا ماجد الانوار کن لی معولاً
اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے

میرا مددگار ہو جا۔

و یا واحد ما ثم الا وجودہ و یا صمد قام الوجود بہ علا
اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام
موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے۔

و یا قادر ذوالبطش اہلک عدونا و مقتدر قدر لحسادنا البلا
اور اے توانا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے قدرت
والے ہمارے حاسدوں کے لئے بلا مقدر کر دے۔

و قدم لسری یا مقدم عافنی من الضر فضلا یا موخر ذالاعلا
اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھا دے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے
اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا۔

و اسبق لنا الخیرات اول اولاً و یا اخر اختم لی اسوت مہللاً
اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں
تہلیل کرتے ہوئے۔

و یا ظاہر اظہر لی معارفک التی باطن غیب الغیب یا باطنا ولا
اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے
پوشیدہ دوستی والے۔

و یا والی اول امرنا کل ناصح و یا متعال ارشد و اصلح لہ الولا
اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے ہمارا کام بنادے اور اے بلند و برتر اس
کے لئے دوستی سیدھی و درست کر دے۔

و یا بر یا رب البرا یا وہب ال عطا یا و یا تواب تب و تقبلاً
اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول
کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر۔

و منتقم من ظالمی نفوسہم لذلک عفو انت فاعطف تفضلاً

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرمانے والا ہے
پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما۔

مطوف روف بالعباد و معف لمن قد دعا بالملك معقلا
بندوں کے ساتھ شفیق مہربان اور پورا کرنے والا اس کے لئے جس نے پکارا اے ملک
کے مالک جائے پناہ۔

فالبس لنا يا ذوالجلال جلاله فجوودك والاكرام ما زال مهطلا
اے بزرگی والے ہمیں بزرگی کا لباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے
والا ہے۔

و يا مقسط ثبت على الحق مهجتي و يا جامع اجمع لي الكمالات في الملا
اور اے انصاف کرنے والے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرمانے والے
میرے لئے اعلانیہ کمالات کو جمع فرما۔

الهي غني انت فاذهب مفاقتي و مغن فاغن فقر نفسي لما خلا
الہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کر دے اور تو بے پرواہ کرنے والا ہے میرے
نفس کو ہر خواہش کی احتیاج سے بے پرواہ کر دے۔

و يا مانع اسعني من الذنب فاشفني عن السوء مما قد جنيت تعملا
اور اے روکنے والے مجھے ہر گناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمداً
کی ہے۔

و يا فساد كن للحاسدين مונجا و يا نافع انفعني بروح محصلا
اور اے نقصان پہنچانے والے حسد کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرنے والا ہو اور اے نفع
پہنچانے والے تائید کی ہوئی روح کے ساتھ مجھے نفع پہنچا۔

و يا نور انت النور في كل ما بدا و يا هاد كن للنور في القلب مشعلا
اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جانور
قلب کا چمکانے والا۔

بدیع البرایا ارجو من فیض لطفہ و لم یبق الا انت باق لہ الولا
انوکھا پیدا کرنے والا مخلوق کا میں اس کے فیض لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا
کوئی باقی نہیں اسی کے لئے ہے دوستی۔

و با وارث اجعلنی لعلمک وارثا و رشدہ انلنی یا رشید تجملا
اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان و
شوکت عطا فرما۔

صبور و ستار فوق عزیمتی علی الصبر و اجعل لی اختیار مزمل
تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس توفیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے
کھولنے اور بند کرنے والا۔

باسمانک الحسنی دعوتک سیدی و اتیک العظمی ابتھلت توسلا
میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری
بست بڑی نشانیوں کا وسیلہ پکڑا ہے۔

فاصلک اللھم ربی بفضلھا فھی لنا سنک الکمال مکملا
پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب ان کی فضیلت سے اپنی طرف سے
ہمیں مکمل کمال عطا فرما۔

و قابل رجائی بالرضاعنک و اکفنی صروف زمان صرت فیہ محولا
اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ
میں ان میں گھرا ہوا ہوں۔

اغث واشفنی من داء نفسی و اھدنی الی الخیر و اصلح ما بعقلی تخلصا
میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور
میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اس کی اصلاح کر۔

الھی فارحم والدی و اخوتی و من ہذہ الاسماء بدعو مرتلا
الہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ

کردعا کرے۔

انا القادری الحسنی عبد القادر دعیت بمحی الدین فی روحہ العلاء
میں قادری حسنی عبد القادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا
ہوں۔

و صل علی جد الحبیب محمد باحلی سلام فی الوجود و اکملا
اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد ﷺ پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل
ترین سلام کے ساتھ۔

مع الال و الاصحاب جمعا مویدا و بعد فحمد اللہ ختما و اولاً
اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لئے ہے
انتہاء و ابتداء میں۔



حکماء استغاثہ

استغاثہ بہ درگاہ الہی بوساطت حضور غوث صمدانی

محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

اولیائے زماں عارف دوراں قطب طریقہ الخلوۃ سید الشریف مولانا محمد مکی
مفتی تونسہ ابن القطب الثمیر سیدنا مصطفیٰ ابن الغوث ممالک غریبہ سیدنا محمد ابن غرور
الشریف رضی اللہ عنہم

اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ عروج ماہ کے پہلے روز بعد نماز مغرب دو
رکعت نفل صلوٰۃ الحاجات قبلہ رو پڑھے۔ رکعت اول میں الحمد شریف کے بعد گیارہ
دفعہ سورۃ قل یا ایہا الکافر وں اور دوسری میں گیارہ دفعہ قل هو اللہ احد پڑھے
اور بعد فراغت استغاثہ ند۳۱ یا ۱۱ دفعہ رو بہ بغداد کھڑا ہو کر پڑھے اور بعد اختتام
دایاں قدم اٹھا کر بتدریج گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلے پھر سجدہ میں اپنی حاجت
مطیل غوث پاک، اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں کامیابی
حاصل ہوگی۔ استغاثہ شریف حسب ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسحت بالقدم الشریفہ ناظری وحشاشتی فی باطنی مع ظاہر
میں نے اپنی آنکھوں سے (حضور غوث پاکؒ) کے قدیم شریفین کو مس کیا ہے اور ظاہر
کے ساتھ ساتھ باطن میں میرے جگر نے بھی مس کیا ہے۔

قدم الامام المجتبیٰ غوث الوری مولای معی الدین عبد القادر
وہ قدم اس (ہستی) کا ہے جو منتخب امام اور لوگوں کے لئے پروردگار (غوث الوری) ہے
یعنی میرے دستگیر اور دین کو زندہ کرنے والے عبد القادرؒ

قدم لها هام الفحول تطاطات و لها ارتقوا معراج قرب فاخر
ایسا قدم جس کے لئے مشاہیر زمانہ کی گردنیں بھی جھک گئیں اور اس قدم تک پہنچنے کے
لئے انہوں نے کوشش کی اور اس قرب پر فخر کرتے رہے۔

قدم لها سكان قاف اذغنو والسد من باجوج دون مكاير
ایسا قدم جس کے لئے امت مسلمہ اور یا جوج ماجوج کی دیوار (چین) تک کے لوگوں کے
سر جھک گئے بغیر کسی تکبر کے۔

قدم رحمها الله من سعي الى ما فيه شوب من ساس صغائر
ایسا قدم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے ایسے راستے پر چلنے سے بچایا ہے
جس میں کسی صغیرہ گناہ کے سرزد ہونے کا بھی اندیشہ ہو۔

تدم لها من مهدها حفظ فلم تعبا بالعاب الصبا كا صاغر
ایسا قدم جو بچپن سے ہی محفوظ رہا اور جس نے بچوں کی طرح بچپن میں کھیلوں کی طرف
دھیان نہیں دیا۔

قدم لقد احيت ليالي عمرها في روضه تسقى بجفن هاسر
ایسا قدم جس نے اپنی زندگی بھر کی راتیں ایسے باغ میں بسر کیں جس کو آنسوؤں کی
کثرت سیراب کرتی تھی۔

قدم مشيت حفياء على شوكة الفلاح لله دهرنا تحت قلب شاكر
ایسا قدم جو راہ فلاح کے کانٹوں پر بغیر جوتوں کے چلتا رہا۔ عرصہ دراز تک راہ خدا میں
آپ کا دل اس پر شاکر رہا۔

قدم لها شهدت بصدق سياحت بيد العراق و كل بيت و اثر
ایسا قدم جس نے ہر گھر اور راستے کی سیاحت کی۔

قدم اغاضت كل خير عم مذ داست مدارج فوق شم مناير
ایسا قدم جس سے بھلائی کے چشمے پھوٹے۔ اس وقت سے جب آپ نے بڑے بڑے اعلیٰ
رتبے والوں کے مرتبوں پر قدم رکھا۔

قدم لها انقادت ملول و الجن لا تهنوا بقوتها لخلف اوامر
ایسا قدم جس کے لئے جنات کے بادشاہ بھی مطیع ہو گئے تو (اے مخاطب!) اس قدم
قوت سے کسی سے اختلاف میں خوفزدہ نہ ہونا۔

قدم لها في الجو خطوات علت حسا تشاهدھا عيون الباصر
ایسا قدم جس کے مراتب فضاؤں میں بلند ہوئے حسی طور پر، جن کا اہل نظر کی آنکھیں
مشاہدہ کرتی ہیں۔

قدم کم انتصرت لداعی غوثھا برکاب غر تحت نفع ثائر
ایسا قدم جس نے اس کی مدد طلب کرنے والے کی بہت مدد کی۔ تیز رفتار گھوڑے پر سوار
ہو کر جس کے نیچے غبار اٹھ رہا ہو۔

قدم تجیر من استجار فمن طغی بمسی ثری واللہ اعظم ناصر
ایسا قدم جس سے پناہ طلب کرنے والا پناہ حاصل کرتا ہے لیکن جو نمرکشی اختیار کرتا ہے
وہ مٹی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مدد کرنے والا ہے۔

قدم مزایاھا الجمیلہ طبقت برا و بحرا من شداھا العاطر
ایسا قدم جس کی صفات جمیلہ خشکی اور تری میں پائی جاتی ہیں اور ان کی خوشبو ہر طرف
پھیل رہی ہے۔

قدم لها الاعلام تلثم خمصا من قاطن او وارد او صار
ایسا قدم جس کے لئے ہر مقامی، ہر آنے والا اور ہر جانے والا جھنڈے کو مضبوطی سے
اٹھاتا ہے۔ (حضور غوث پاکؒ کے احترام کے لئے)

سعت تلك على فوادی بستبضی و علی مدارستی و ذہنی الفاتر
اس قدم نے میرے دل پر میرے اسباق اور ناقص ذہن پر مسح کیا اور انہیں منور کر دیا۔
و علی العلوم و ما حفظت و فتحہ و العقل و التوجیہ زاد العابر
اور علوم اور جو کچھ میں نے حفظ کیا اور عقل پر (مسح کیا) اور ان کو روشن کر دیا اور حد
سے زیادہ رہنمائی فرمائی۔

العرض و الاهلین مع ذریعتی و مساکنی و مجالسی والدائر
میری اولاد، میرے رشتہ دار، میری ذات، میرے گھر، میرے ہم نشین اور مہمانوں پر۔

و علی لسانی و الشفاء و راحتی و الرزق و الراى الکلیل القاصر
اور میری زبان، ہونٹوں، ہتھیلی، رزق اور میری ناقص عقل پر۔

و علی حمایتی کلھا و ترحلی امضی لفردوس ہنسی الخاطر
اور میری تمام زندگی پر اور میرے سفر پر اور فارغ البالی سے میری زندگی جنت نظیر بن
گئی ہے۔

و علی الاجہ اجمعین و کل ما بسمی لنا من غائب او حاضر
اور میرے سب احباب اور جن کا بھی ہمارے سامنے نام لیا جاتا ہے خواہ وہ حاضر ہو یا
غائب۔

و بہا ردوت الی الحسود و سرورہ و بہا ابرد نار مکر الماکر
اور اسی (قدم مبارک) کے طفیل حسد کرنے والے کی خوشی کو رد کرتا ہوں اور اسی کے
صدقے مکر کرنے والوں کے مکر کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہوں۔

و بہا قصمت ظہور اعدائی و قد صاروا البسطوتھا کاسی الدابر
اور اس (قدم) کی برکت سے میں نے دشمنوں کی کمر کاٹ کر رکھ دی ہے اور اس کی
شان و شوکت سے وہ گزری ہوئی کل کی طرح ہو گئے ہیں۔

و بہا سعیت الی المقاصد کلھا و بہا ظفرت کل خیر نافر
اور اسی کی برکت سے میں نے تمام مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی کی
برکت سے اس نے ہر پھوٹنے والی بھلائی کو پایا ہے۔

و بہا تسارعت الاجابہ فی الدعا حصل المنافی حین حضرۃ طائر
اور اس کی برکت سے دعا جلدی قبول ہونے لگی اور امید اس طرح پوری ہوئی جیسے
پرندہ حاضر ہوتا ہے۔

ربی بذ المحبوب تاج الاصفیا و بجدہ سرّ الوجود الطاهر

اسن برضوان و لطف شامل و بلوغ ما نرجوا ابطی ضمانر
 اے ہمارے پروردگار! اپنے اس محبوب جو اصفیاء کا تاج اور ان کے دادا جان جو اس
 پاک وجود کا راز ہیں، کے صدقے (ہم پر) اپنی رضا کا احسان اور لطف عظیم فرما اور قبض
 ارواح کے وقت ہم جو امید رکھتے ہیں اس کو بھی ہم پائیں۔

قم الصلوة علی الحبیب و آلہ و الصحب و العیلی کنز الداخر
 اپنے حبیب پاک ﷺ اور آپ کی آل، اصحاب اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ
 جو (امت کے لئے) محفوظ خزانہ ہیں، پر درود بھیج۔



مدح حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث صدانی

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

لہ الحمد صاحب ایمانم رونق افزائے باغ عرفانم
گوهر تاج پادشاہانم دست گیر است غوث صدانم
از غلامان شاہ جیلانم

خدا کا شکر ہے کہ میں صاحب ایمان ہوں۔ میں باغ عرفان کی رونق کی افزائش کرنے والا ہوں۔ میں بادشاہوں کے تاج کا گوھر ہوں اس لئے کہ میرے دستگیر غوث صدانی (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) ہیں کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

یارب از ما سوائے ملولم کن پیرد حضرت رسولم کن
رحم اگرچہ بے فضولم کن باہم معصیت قبولم کن
از غلامان شاہ جیلانم

یارب تو میرے دل میں عشق پیدا کر اور مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کار بنا دے۔ اگرچہ میں بہت زیادہ گنہگار ہوں اس کے باوجود میری دعا قبول کر دے کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیستم ذرہ حقیرم من بکمند گناہ اسیرم من
شینا اللہ کہ فقیرم من نے غلط گفتہ ام امیرم من
از غلامان شاہ جیلانم

میں کون ہوں؟ ایک ذرہ حقیر ہوں اور میں گناہ کی کند میں امیر ہوں۔ میں اگرچہ اللہ کا فقیر ہوں اور میں نے یہ باجہ غلط نہیں کہی کہ میں امیر ہوں کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

اے فلک گرچہ تو ستمگاری ختم کین و جفا بدل کاری

بعد ازیں تو مرا نیا زاری من چہ گوئم تو خود خبر داری

از غلامان شاہ جیلانم

اے آسمان اگرچہ تو ظالم ہے۔ اگر تو نے میرے دل میں کینے اور جفا کا بیج بویا ہے اس کے باوجود تو مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ میں کیا بتاؤں تو خود جانتا ہے کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

خوب افتادہ است اطوارم اعتبارے برائے خود دارم

از ہمہ برتر است مقدارم سر بکونین کے فرد آرم

از غلامان شاہ جیلانم

اگرچہ میں افتادہ اور شکست خوردہ ہوں لیکن مجھے اپنے آپ پر اعتبار ہے۔ میرا مقام سب سے بڑھ کر ہے۔ میں دونوں جہاں کے سامنے سر کب جھکاتا ہوں کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

روز محشر بایں ہمہ عصیاں لب من ہنجو گل بود خنداں

پرسد از من کہ اے انسان کیستی من گوئم از دل و جاں

از غلامان شاہ جیلانم

محشر کے روز ان تمام گناہوں کے باوجود میرے لب (میرا چہرہ) گل خنداں کی طرح ہنستا ہوا ہو گا۔ مجھ سے کسی شخص نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے دل و جاں سے اس کا جواب دیا کہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

رخت بند و چو از وجودم ہوش وا کند بہر من لد آغوش

گر پرسد کہ از من مدہوش کیستی من بگوئش کہ خموش

از غلامان شاہ جیلانم

جب میرے وجود سے روح اپنا سامان سفر باندھے گی۔ تو میری لد مجھے اپنے آغوش میں لینے کے لئے منہ کھول دے گی۔ اگر کوئی مجھ بے ہوش سے پوچھے گا کہ تو کون ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ خاموش کیونکہ میں شاہ جیلان کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیستم اے سپر میدانی از در خویش از چہ میرانی
سر نوشتم مگر نمخوانی داغ بگر مرا بہ پیشانی

از غلامان شاہ جیلانم

اے آسمان کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ تو بھلا مجھے اپنے در سے کیسے دھتکار سکتا ہے۔
کیا تو نے میری داستان نہیں پڑھی۔ میری پریشانی پر (شیخ عبدالقادرؒ) کے عشق کا داغ
دیکھ کیونکہ میں شاہ جیلانؒ کے در کا گدا ہوں۔

روز محشر چو عاصیان خراب ز آتش جرم خود شوند کباب
من بگوئم بمالکان عذاب مگر سوئے من کس بہ عتاب

از غلامان شاہ جیلانم

محشر کے دن جب بد نصیب گنہگار دوزخ کی آگ میں اپنے جرم کی وجہ سے کباب ہو
رہے ہوں گے تو میں دوزخ میں عذاب دینے والے کارندوں سے کہوں گا تم کسی
عذاب پہنچانے کے لئے میری طرف مت دیکھو کیونکہ میں شاہ جیلانؒ کے غلاموں میں
سے ہوں۔

کسے بود از کنہ ملال مرا خوب بین محشر حال مرا
ببود جرم در خیال مرا چرخ شمر شکستہ بال مرا

از غلامان شاہ جیلانم

مجھے روز محشر کسی گناہ کا کیسے ملال ہو سکتا ہے۔ تو انشاء اللہ محشر کے دن مجھے خوشحال پائے
گا۔ اس روز میرے خیال میں کسی جرم کا تصور بھی نہیں آئے گا۔ اے آسمان تو مجھے
شکستہ مت جان کیونکہ میں شاہ جیلانؒ کے غلاموں میں سے ہوں۔

مغفرت چشم از خدا دارم کہ شفاعت ز مصطفیٰ دارم
غوث کونین راہنما دارم من چہ پروائے جرم ہا دارم

از غلامان شاہ جیلانم

میں خدا سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں اس لئے کہ میری شفاعت حضور ﷺ فرمائیں

گے کیونکہ میں غوث کونینؒ کو اپنا رہنما رکھتا ہوں اس لئے میں اپنے جرموں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ میں شاہ جیلانؒ کے غلاموں میں سے ہوں۔

کیست تائید بندہ گمراہ عاصی ہرزہ کرد نامہ سیاہ
بسوئے خلد راہ برد ناگاہ ورد خود گر کند گمہ و بیگاہ
از غلامان شاہ جیلانم

بھلا مجھ گنہگار کی تائید کون کر سکتا ہے۔ میرے گناہوں نے اگرچہ میرا نامہ اعمال سیاہ کر رکھا ہے۔ میں اچانک خلد بریں کے راستے پر چل پڑوں گا کیونکہ میں ہر دم یہی ورد کرتا رہوں گا کیونکہ میں شاہ جیلانؒ کے غلاموں میں سے ہوں۔

دیگر

در دو عالم کیست در اقبال باشد ہمسوم چوں شہ جیلاں ز رحمت سایہ کردہ برکرم
چاکر شاہم ز شاہان جہاں بالا ترم از رہ فقر و غنا گوئی شہ بحر و برم
تا بجان و دل گدائے شیخ عبد القادرم

دنیا میں وہ کون ہے جو بزرگی میں میرا ہمہ جہت جیسے شاہ جیلاں نے اپنی رحمت سے مجھ پر سایہ کیا ہے کیونکہ میں شاہ عبد القادر جیلانیؒ کا چاکر ہوں اس لئے دنیا کے بادشاہوں سے بھی میرا رتبہ بلند ہے اور جہاں تک فقر و غنا کے سلوک کے متعلق تو پوچھتے تو میں بحر و بر کا بادشاہ ہوں جبکہ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا دل و جان سے فقیر ہوں۔

آں سوار ترک عجمی چوں بنا ز دلفریب یک نظر کرد در بود از دل مرا صبر و شکیب
در جنون عشق او بس والہ و شیدا شدم ہست دائم در طواف کعبہ کوش دلم
در رہ صدق و صفا ایں است حج اکبرم

اس ترکی اور عجمی محبوب شہسوار نے جب مجھ پر اپنے ناز سے دلفریب نگاہ ڈالی تو وہ میرے دل سے تمام صبر و شکیب لے اڑا۔ میں اس محبوب کے عشق و جنون میں اتنا والہ و شیدا ہو گیا کہ مجھے یوں لگا کہ میرا دل اس کے کوچے کے کعبے کا طواف کر رہا ہے

لہذا اس صدق و صفا کے راستے میں اسے میں اپنا حج اکبر سمجھتا ہوں۔

ایکے یاد تو مراد دل خیالت در سراسر است چشم مشتاقم شہا ہر لحظہ بر راہ در است
وے نسیم کوچہ تو بس مرا جاں پرور است سینہ من از ہوائے خلد کونش کوثر است
آب حسرت میخورد رضواں ز حوض کوثر م

اے میرے محبوب! تو وہ ہے کہ جس کی یاد میرے دل میں اور جس کا خیال میرے
دماغ میں رہتا ہے۔ اے میرے شہنشاہ محبوب! یہی وجہ ہے کہ میری نگاہ راہ مستقیم پر لگی
ہوئی ہے یعنی میں سیدھے راستے پر چل رہا ہوں اور اے میرے محبوب تیرے کوچے کی
باد نسیم میرے لئے روح پرور ہے اور میرا دل تیرے کوچے کی جنت کی ہوا سے لطف
اندوز ہو رہا ہے اور میری اس شان کو دیکھ کر اور میرے اس حوض کوثر کو دیکھ کر جنت
کا دربان رضوان بھی حسرت کر رہا ہے۔

نسیت بلجائے من مسکین بجز تو نے سفر میردوتا کے فغان دل حزیناں بے اثر
آہے سرد و روئے زرد و چشم تر دارم مدام سے نیم گریاں رخ خود بردرت ہر صبح و شام
رہمتے بر روئے گرد آلود و چشم ترم

اے محبوب! مجھ مسکین کی جائے پناہ سوائے تیرے اور کچھ نہیں اور نہ کوئی زندگی ہے۔
غمزدہ دلوں سے، تیرے ہجر میں نکلی ہوئی فغاں کب تک بے اثر رہے گی؟ اے میرے
محبوب! میں تیرے عشق میں کبھی سرد آہیں بھرتا ہوں، کبھی میرا چہرہ زرد ہو جاتا ہے اور
ہمیشہ تیری یاد میں آنسو بہاتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں صبح و شام تیرے دروازے کی
طرف رخ کر کے گریہ و زاری کرتا رہتا ہوں۔ اے میرے محبوب! میرے اس گرد آلود
چہرے پر، میری آنسو بہاتی ہوئی آنکھوں پر رحم کر۔

با ہزاراں ناز تو دامن کشاں رفتی زمن ہاں کتاب فقر را شیرازہ واکردی زمن
رنج و غم شاہا ز حد من در فراق بردہ ام چند روزے شد کہ محروم از اں رو مردہ ام
جلوہ جاں پرورم فرما کہ تاجان پرورم

اے میرے محبوب! اگرچہ ہزاروں ناز و نخرہ سے تو اپنا دامن کھینچتا ہوا مجھ سے چلا گیا
لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ تو نے فقر کے رموز و نکات مجھ پر واضح کر دیئے۔ اے میرے

محبوب! میں نے تیرے فراق میں بے حد رنج و غم اٹھائے اور کافی روز ہوئے کہ میں تیرے چہرے کے حسن و جمال سے محروم ہوں۔ اے میرے محبوب! جو کہ تو میری روح کے لئے جان پرور ہے۔ مجھے اپنا دیدار نصیب کر تاکہ میں زندہ رہ سکوں۔

اے نسیم صبح گر پاپوش دست دہد از من مسکین پیامے وہ کہ بے تو کے زید
گر خطاوارم دے دارم امید از لطف تو اے صبا از من باں سلطان گیلانی بگو
سو ختم کنوں بیا برباد وہ خاکسرم

اے نسیم صبح! اگر کہیں میرے محبوب کی نعلین تیرے ہاتھ لگ جائیں یعنی میرے محبوب کی نعلین سے گزر تو مجھ مسکین کی جانب سے یہ پیغام دے کہ میں تیرے بغیر کیسے جیوں اگرچہ میں گنہگار اور خطاوار ہوں لیکن تیرے لطف و کرم کا امیدوار ہوں۔ اے باد صبا! تو میری جانب سے میری ساری واردات سلطان گیلان سے جا کہہ ڈال۔ اے محبوب! میں تیرے عشق میں جل کر راکھ ہو چکا ہوں اس لئے آ اور میری اس راکھ کو ہوا میں اڑا دے۔

یک نظر اے سید جیلاں خدا را ایک نظر الاماں اے شاہ دوراں جانم آمد در خطر
مدت بگذشت و بے حد مضطرب شد سالت گر نمی بینی کنوں سوئم زمین مرحمت
جائے آں وارد کہ در دنیا نہ بینی دیگرم

اے سید جیلانی! خدا کے لئے مجھ ناچیز پر ایک نظر کرم ہو جائے۔ آپ کے ہجر میں میری جان خطرے میں ہے۔ خدا را اسے امان دیجئے۔ کافی مدت گزر گئی اور میری زندگی بہت مضطرب رہی۔ کیا اب بھی آپ مجھ پر نظر کرم نہیں کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کے سوا کوئی ہمدرد دکھائی نہیں دیتا۔

بس گنہگارم پریشاں روز گارم الغیاث یک نگاہ لطف فرما بیقرارم الغیاث
در جہاں فریاد رس جز تو ندارم الغیاث مردم از غم الغیاث اے غوث اعظم الغیاث
وقت آں آمد کہ بنمائی جمال انورم

میں بہت گنہگار ہوں اور اپنی زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔ میری مدد فرمائیے۔ آپ کے لطف و کرم کی ایک نگاہ کی ضرورت ہے جس کے لئے میں بے قرار ہوں۔ یا حضرت! اس

دنیا میں میری فریاد کو پہنچے۔ آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں۔ میں غم کی وجہ سے نڈھال ہو چکا ہوں اور مر رہا ہوں۔ اے غوث الاعظم! مدد فرمائیے۔ اب اس نزع کی حالت میں وہ وقت آن پہنچا ہے کہ آپ اپنے جمال انور کا جلوہ دکھائیے تاکہ جان نکل سکے۔

اے کرم فرما نگاہ تو نجات جان و دل الغیاث اے شاہ جیلان پائے دل ماندہ بگل عقدہ من تیج تیج و بسکہ اس لانیل است بے جمال جانفراست زندگانی مشکل است رحتے ورنہ من و اس خرقہ باہم سے درم

یا حضرت! آپ کرم فرمائیے کیونکہ آپ کی نگاہ کرم ہی میرے جان و دل کو نجات دے گی۔ اے شاہ جیلان! مدد فرمائیے کیونکہ میرے دل کا پاؤں گنگاری کے کچھڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ میرے گناہوں کی گرہیں تیج در تیج ہیں اور یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کا کوئی حل نظر نہیں آتا لہذا میری جان آپ کے حسن و جمال کے دیدار کے بغیر تنگ ہو کر رہ گئی ہے یعنی مشکل میں ہے۔ خدا کے لئے آپ مجھے اپنا دیدار کروائیے ورنہ میں آپ کے عشق کے اجر میں اپنا خرقہ فقیری پھاڑ ڈالوں گا۔

لائق پائے سگ کوست بنودم شاہ من خود قبولم بانگاہ مہر کردے ماہ من اے زاحسانت ندانستم ز عشقت راہ و رسم غرہ لطف تو بودم کس نیا و رددم بچشم ز آں بچشم غیرت آوردید محنت بر سرم

اے میری محبت کے شہنشاہ! میں آپ کے کوچے میں ایک سگ کی حیثیت سے قدم دھرنے کے لائق تو نہ تھا لیکن یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اے میرے محبوب! آپ نے مجھے قبول کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کے عشق کی رہ و رسم سے ناواقف تھا لیکن یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے آگئی بخشی۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کے اس لطف و کرم کی وجہ سے کسی اور کو اپنی نگاہ میں نہیں لاتا۔

مدتے شد در ہتب و تابم زر بخوری بے حاذق درد مریضاں جز تو کے دانم کے بہر تابم صعوبت ہائے ز شفقت کردہ اند ہرچہ بر من کردہ اند آخر ز غیرت کردہ اند وائے بر من گر کرم ہائے نہ گردد یا درم

میں نے آپ کے عشق میں ایک عرصہ تڑپ تڑپ کر گزارا اور میں سمجھتا ہوں کہ

میرے اس درد کا علاج سوائے آپ کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ میری تربیت کرنے کے لئے مجھے بہت صعوبتوں سے گزارا گیا، بہر حال جو کچھ بھی مجھ پر گزری وہ خیر سے گزری۔ اگرچہ میں اس لائق نہ تھا کہ مجھ پر اتنا کرم کیا جائے۔

شد پریشان حال مسکین در مصائب ہائے غم شاہ جیلان دست خود آخر بدامانت زد
من گنہگارم شہا اللہ مگرداں کو بہ کو نیست یا غوغا ز من جرم و خطا از بیج رو
روکش از من کہ بس بے دل خراب و ابترم

مجھ مسکین کا حال بہت پریشان تھا یہی وجہ ہے کہ آخر کار میں نے آپ کا دامن پکڑا۔ اے میرے آقا! میں گنہگار ہوں مجھے مزید کوچہ بکوچہ نہ پھرائے۔ مجھ سے اتنا کیا قصور ہوا کہ مجھے کوچہ بکوچہ گھمایا جا رہا ہے۔ خدا را! میری طرف سے روگردانی نہ کیجئے کیونکہ میرا دل بہت خراب اور ابتر حالت میں ہے۔

یادم آمد از زماں کز مرے کردی نظر بر کمین کمتر سگان کوئے خود در ہر سحر
مثل بلبل نغمہ با کردم بایام بہا کردے پرواز بر گلزار کوئت چوں ہزار
چوں پر م سنگ جفا شکست اکنوں چوں پر م

مجھے وہ زمانہ یاد آگیا جب آپ مجھ پر نظر کرم فرماتے تھے۔ میں تو آپ کے کوچے کا ایک سگ کمتر ہوں۔ اس کے باوجود بھی آپ مجھ پر کرم فرماتے تھے۔ کبھی وہ زمانہ تھا کہ میں اس اچھے زمانے میں بلبل کی طرح چھمایا کرتا تھا اور آپ کی محبت کے باغ میں بلبل کی طرح پرواز کیا کرتا تھا لیکن اب میں کیسے اڑ سکتا ہوں جبکہ میرے پر ہی شکستہ ہو چکے ہیں۔

غرقتہ ام در بحر غم رو بردرت آوردہ ام رو مکن شاہا سوا لم بسکہ دل آزرده ام
بر سر بالین بیا اللہ شدم بس نیم جان شد ز تاب آتش غم تن مرا انگشت سیل
ہست گوئی خرقہ ماتم ز حسرت در برم

اب میری حالت یہ ہے کہ میں غم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے نکل کر آپ کے در پر پہنچا ہوں۔ اے میرے محبوب! اب میری طرف سے رخ نہ موڑ کیونکہ میرا دل بہت آزرده ہو چکا ہے۔ خدا را! اب میرے سرہانے تشریف لائے کیونکہ میں نیم جاں ہو رہا ہوں اور آتش غم کی تڑپ سے اب میرا جسم ایک پتلی انگلی کی مانند ہو کر رہ گیا ہے۔

اب تو یہ حالت ہے کہ میرا خرقد فقیری اپنے جسم پر ماتم کالباس محسوس ہو رہا ہے۔
 داخل ایماں اگر سجدہ نباشد گو مباح واعظا للہ نمک برزخم مشتاقاں مپاش
 سر سجدہ کردہ ام آخر خدا را شفقتے در تب و تائبم شب و روز عنایت رحمتے
 میخورد خونم غم و من ہم بہ غم خون میخورم
 اگر ایمان کی رو سے سجدہ جائز نہیں تو نہ ہو۔ اے واعظ! خدا کے لئے ہم جیسے عاشقوں
 کے زخموں پر نمک پاشی مت کر۔ آخر کار ہم نے خدا کے حضور سجدہ کر ہی ڈالا۔ آخر
 میرے اس دن کے تڑپنے پر خدا کو رحم آ ہی گیا۔ میں اور غم ہم دونوں خون کے گھونٹ
 پی رہے ہیں۔

آرزوئے یک تبسم از بت مے داشتم دائے بر من شدن حاصل آنچہ در دل خواستم
 چیت تقصیرم خدا را اے شاہ جیلاں بگو ماندہ ام در کنج غم از بے التفاتی ہائے تو
 ہجو صدیقہ ” بخت روزگارے می برم
 اے محبوب! میں ترے لبوں سے ایک تبسم کی آرزو رکھتا تھا لیکن وہ میری آرزو جو میں
 دل میں رکھتا تھا، پوری نہ ہو سکی۔ اے شاہ جیلاں ” مجھ سے کیا ایسی تقصیر ہو گئی، فرمائیے۔
 کہ میں غم کے گوشے میں پڑا ہوا ہوں۔ میری کیفیت حضرت عائشہ ” کی طرح (جس طرح
 وہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مغموم رہتی تھیں) ہے یعنی میں بھی ویسی غمزدہ
 زندگی گزار رہا ہوں۔ میں ایک تباہ حال مسکین کی مانند زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اپنا دامن نہ
 چھڑائیے اور اے میرے شاہ جیلاں ” کیونکہ اس کے بعد مجھ میں زیادہ غم، رنج اور
 مصائب برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔

شد تباہ حال من مسکین کمش دامن ز من نیست شاہا بعد ازیں تاب غم و رنج و محن
 مضطرب از گردش افلاک گشتم سیدا دارم امید آنکہ از برج سعادت باصفا
 گر شود طالع بود طالع ہمایوں اخترم

اے میرے سردار! میں گردش افلاک یعنی مرور زمانہ کے سبب سے تڑپ رہا ہوں لیکن
 مجھے امید ہے کہ آپ کے مہمانانہ اور برج سعادت کی وجہ سے میری امید بر آئے گی یعنی
 آپ مجھ پر ضرور کرم فرمائیں گے۔ اگرچہ میری قسمت کا ستارہ بد قسمتی کا ہی کیوں نہ ہو

لیکن مجھے امید ہے کہ آپ مجھ پر کرم فرمائیں گے۔

شد خطا از من عطا از تو جا دارم شہا اے بسوئے خاک بوساں بہر یک لحظہ بیا

برگناہ من ز غفوت کش قلم از روئے لطف اے کرم فرما برائے کبریا و زروئے لطف

نہ بکوئے من چہ شد آخر ہماں خاک درم

اگرچہ مجھ سے خطا ضرور ہوئی لیکن اے شہ بیلاں مجھے آپ سے عطا کی امید ہے اور

ہم جیسوں، آپ کی قدم بوسی کرنے والوں، کی طرف تشریف لائیے خواہ ایک لمحے کے

لئے ہی آجائیے تاکہ دل کو سکون ہو۔ آپ میرے گناہوں پر مہربانی فرما کر قلم غفو کھینچ

دیں یعنی مجھے معاف فرما دیجئے۔ اے مجھ پر کرم کرنے والے شہ بیلاں! خدا برا آپ مجھ

پر مہربانی فرمائیے۔ میرے کوچے میں قدم رنجہ فرمائیے۔ آخر یہ آپ کے غلام ہی کا گھر

ہے۔

یک نگاہ لطف فرماتا بکے سوزم شہا سر پائت سے نہم آخر خدا را رونما

ہرچہ کردم یا فتم حقاً شدم بس منفعل میکنم ختم سخن تا چند گوئم سوز دل

کز نوشتن با قلم در نالہ آمد دفترم

براہ مہربانی آپ کے دیدار کی ایک نگاہ نصیب ہو۔ میں کب تک آپ کے ہجر کی آگ میں

جلتا رہوں گا۔ اگر آپ میرے گھر تشریف لائیں تو میں اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ

دوں گا۔ براہ کرم مجھے اپنا دیدار عنایت فرمائیے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا اس پر سخت

شرمندہ ہوں لہذا میں اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔ میں نے جو کچھ بھی کیا اس پر سخت شرمندہ

ہوں لہذا میں اپنا کلام ختم کرتا ہوں میں کب تک اپنا سوز غم بیان کرتا رہوں گا۔ میں اپنے

نالہ درد کو قلم کے ساتھ جس کاغذ پر لکھتا ہوں۔ اس کاغذ کو بھی رونا آجاتا ہے۔

گر بچشم مہربنی سوئے من گردد چہ کم البغیث اے پیر پیراں ماندہ ام درکنج غم

بر دل پر درد و چشم ترنگوں سر کن نظر گر گناہے رفتہ باشد تو بہ ہا کردم ز سر

عذر من پذیرد نہ از لطف افسر بر سرم

اگر آپ محبت کی نگاہ سے میری طرف دیکھیں تو میرا غم کم ہو جائے گا۔ اے پیروں کے

پیر! میری مدد فرمائیے کیونکہ میں گوشہ غم میں پڑا ہوا ہوں۔ میں درد بھرا دل رکھتا ہوں۔
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میرا سر جھکا ہوا ہے۔ مجھ پر نظر کرم فرمائیے۔ اگر مجھ
سے کوئی خطا ہو گئی ہے تو میں سر جھکا کر اس کی توبہ کرتا ہوں۔ میری معافی قبول فرمائیے،
میرے سر پر مہربانی کا تاج رکھئے۔

داستان غم رسید آخر فقط ایں التجا در دل محروں است باقی ماندہ شاہ عبدالقادر
یک نگاہ مہر فرما بر امین فرقتی چیت در پیش کرم ہائے تو جرم غربتی
الکرم یا غوث اعظم بالترحم الکرم !!

آخر کار میری کہانی ختم ہوئی لیکن اتنی التجا ضرور ہے کہ اے شاہ عبدالقادر جیلانی! میرے
غمزہ دل میں آپؐ ہی کی محبت قائم رہے۔ مجھ امین کے اوپر جو آپؐ کی فرقت کی
وجہ سے نڈھال ہو رہا ہے، ایک نگاہ کرم فرمائیے۔ اگر آپؐ اس غریب پر یہ کرم
فرمائیں۔ اے غوث الاعظم! مجھ پر کرم فرمائیے اور پھر التجا کرتا ہوں کہ مجھ پر کرم
فرمائیے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مدح غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

بدہ دست یقین اے دل بدست شاہ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی
اے میرے دل شاہ جیلانی کے ہاتھ میں میرا دست یقین دے۔ اس انداز سے کہ یوں
لگے شیخ جیلانیؒ کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہو۔

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی
اگر تو رب کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو درگاہ میراں کا سگ بن جا کیونکہ درگاہ جیلانیؒ
کی درگاہ کا کتابھی شیروں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

امیرے دستگیرے غوث اعظم قطب ربانی حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی
میرے دستگیر امیر غوث الاعظمؒ قطب ربانی ہیں کیونکہ وہ سید عالم (یعنی رسول اکرم
ﷺ) کے محبوب ہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا محبوب ہے۔

نشان شان بے چونی بیان سر مکنونی سیرت مثل پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی
ان کی شان میں کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خدا کے چھپے ہوئے اسرار کو بیان
کرنے والے ہیں۔ سیرت میں رسول اکرم ﷺ کے مشابہ اور صورت میں مرتضیٰؒ
ثانی دکھائی دیتے ہیں۔

نیاز اندر جناب پاک او از قدسیان باید کہ آمد جبرائیل از بہر کار و بار در ربانی
ان کے جناب میں آسمان کے فرشتے بھی جھک جاتے ہیں۔ اس انداز سے جھکتے ہیں جیسے
جبرائیل علیہ السلام خدا کے حضور میں جا کے جھکتا ہو۔

زمین بوس اند درگاہت نظام الدین چشتی ہم معین الدین امیری بہاؤ الدین ملتانی
شیخ نظام الدینؒ چشتی بھی ان کی درگاہ کو بوسا دیتے ہیں اسی طرح (حضرت) معین الدین

اجیری ہونے اور بہاؤ الدین ملتانی بھی ان کی درگاہ کے عاشق ہیں۔
 کسے بد خواہ تو باشد بشارت حرف در آرد ندا ندا اولوالامرے ندارد او مسلمانی
 اگر کوئی ان کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہتا ہے تو وہ اولوالامر لوگوں کی شان کو نہیں
 پہنچاتا اور نہ مسلمانی جانتا ہے۔

ہدیہ سلام دربار گاہ خیر الانام ﷺ

و بزرگان عظام معہ شجرہ پیشوائی

اے کریم دے رحیم دے حمید دے مجید	صاحب لولاک احمد مجتبیٰ پر ہو سلام
آل پر، اصحاب پر، ازواج پر، خدام پر	داعیان شرع و دین مصطفیٰ پر ہو سلام
مرتضیٰ، مشکل کشا، خضر طریق اتقاء	صدر بزم ازکیاء و اولیاء پر ہو سلام
مشعل راہ علیؑ، خواجہ حسن بھری ولی	ساتھ ہی ان کے حبیب عجمی پر ہو سلام
حضرت داؤد طائی و سری سقطی ولی	حاملان پرچم صدق و صفا پر ہو سلام
واققان سر حق معروف کرخی و جنید	وارثان تخت و تاج اصفیا پر ہو سلام
شیخ شبلی و ابو الفضل حقیقت آشنا	باوفا و باصفا و باخدا پر ہو سلام
بوالفرح و بوالحسن، ذی شان پیران زمن	راہبران منزل زہد و ہدیٰ پر ہو سلام
آفتاب برج عرفان و شریعت بو سعید	مرشد کامل، حبیب کبریا پر ہو سلام
پیر پیراں، شاہ جیلاں، نور یزداں دستگیر	شیخ عبد القادر و غوث الوریٰ پر ہو سلام
شیخ دین عبد العزیز است و محمد التہاک	مشعلان محفل علم و ذکا پر ہو سلام
شاہ شمس الدین و شرف الدین شمس شرف الدین	کاملان و مرشدان و راہنما پر ہو سلام
پیر زین الدین، ولی المدین، نقیبان شیوخ	پیکران جود و فخر و انجیا پر ہو سلام
شیخ نور الدین، و یحییٰ برگزیدہ پیشوا	بزم فقر و عشق کے نور و ضیا پر ہو سلام
واجب العزت ابی بکر و حسام الدین شاہ	جاودان اے کبریا ان اتقیا پر ہو سلام
واقعی درویش درویش محمد پر مدام	نیز نور الدین صغیر ذو العطا پر ہو سلام

النجیب و الشریف و سید عبد الوہاب شیخ اسماعیل مرد با حیا پر ہو سلام
 شیخ ابو بکر صغیر و عبد قادر نامور زاہدان و مرشدان بے ریا پر ہو سلام
 دستگیر بے کساں سید علی بدر النقیب عبد الرحمن النقیب با وفا پر ہو سلام
 شاہ محمود حسام الدین ناز خاندان پیکر صدق و صفا و اتقا پر ہو سلام
 طاہر و طیب علاؤ الدین زندہ پیشوا اے خدا مخدوم و فخر الاقنیاء پر ہو سلام
 التجا ہے ساتھ سب کے اے الہ العالمین اس عزیز دل حزین و بے نوا پر ہو سلام
 ○ ایک اور روایت کے مطابق سلسلہ بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے
 حضرت معروف کرنی تک اس طرح بھی درست ہے۔

سید الشهداء حسین ابن علیؑ نور نبیؐ وارث جنت شہید کربلا پر ہو سلام
 پیشوائے عالمین مظلوم زین العابدین مقتدائے اولیاء و اذکیا پر ہو سلام
 باقر و جعفر پہ ہو دائم خداوند درود موسیٰ کاظم و علی موسیٰ رضا پر ہو سلام

خاتمۃ الكتاب

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ
 الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ وَالصَّلٰوةُ
 وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيعِنَا وَكَرِيمِنَا وَرَحِمِنَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
 وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلٰی جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ وَ
 تَابِعِيْنَ وَتَبِعِ تَابِعِيْنَ اِلٰی يَوْمِ الدِّينِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَمَّا بَعْدُ لَاكُوْنُ
 كَرُوْرًا حَمْدًا وَثَنًا اِسْخَالِقُ يَكْتَاكُوْ سَزَاوَارَ هَيْ جَسْ نَ اِيْكَ حَرْفٌ "كُنْ" سَ اَثَارَهُ
 هَزَارَ عَالَمٍ كُوْنَاكُوْنَ صِفَاتٍ اَوْرَ مُخْتَلَفٍ اَصْنَافٍ اَوْرَ رَنَگٍ بَرَنَگٍ شَكْلٍ وَاشْكَالٍ وَطَرَحٍ طَرَحٍ كِي
 هَيْتٍ وَصَوْرَتٍ پَرِ تَخْلِيْقٍ فَرَمَا اَوْرَ هَرِ اِيْكَ كِي پَرِ وَرْشِ كَا اَنْتَقَامِ رُوْزِ اَوَّلِ سَ هِيْ مَقْدَرِ وَ
 مِيَا كَرْدِيَا - فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اَوْرَ صَلَوةً وَسَلَامًا بَ نَهَايَتِ اِسْ مَحْبُوْبِ كَبْرِيَا
 حَضْرَتِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيْبِنَا مَنَعِ هَرِ دُوْ سَرَا اَ رَحْمَتِهِ لِّلْعَالَمِيْنَ ، شَمِيعٌ لِّلْمُذْنِبِيْنَ

مظہر کائنات فخر موجودات نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے اپنی رحیمی کریمی اور خیر خواہ دشمنان ہونے کا بین ثبوت طائف اور جنگ احد وغیرہ نازک ترین مواقع پر اللہم اھد قومی کے مبارک ترین الفاظ مبارک سے فرما کر پیش کر دیا اور شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین کا اظہار السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین در شب معراج بارگاہ الہی میں پیش کر دینے میں ذرہ بھر ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ (اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد رسولہ الکریم) پھر بے انتہا درود و سلام آپ پر اور آپ کے صحابہ کبار اور اہل بیت و آل پاک و ازواج مطہرات اور جمیع انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور تمام اولیائے عظام و بزرگان کرام پر خصوصاً سیدنا و مولانا شیخ الکل صاحب تصرف تامہ سلاب الاحوال الفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی غوث یزدانی الحبیب النسیب فخر الاولیاء غوث الوری شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ اور آپ کی اولاد پاک و ازواج مطہرہ و خلفائے راشدین اور طالبان صالحین و مریدان صادق الیقین پر جن کو آپ نے مہدی لا تعف فرما کر آغوش رحمت و دامن عاطفت میں مامون و محفوظ کر دیا ہوا ہے۔ ”بھیجنے کے بعد احقر العباد عرض پرداز ہے کہ یہ کتاب مستطاب اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم و فضل اور آنحضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مدد سے اور حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز و دیگر بزرگان عظام وغیرہ مدد و حان الصدر کی بین و برکات کی طفیل پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

اس کتاب کے مصنف و مولف اعلیٰ حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا و ہادینا شیخ المشائخ زبدۃ العارفین سراج السالکین نقیب زادہ سید طاہر علاؤ الدین القادری اگیلانی دام ظلہ العالی ساکن باب الشیخ بغداد شریف ملک عراق اولاد الاولاد حضرت محبوب سبحانی غوث عدانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز (گیارہویں والے پیر پیراں) ہیں جو کہ پھر علوم شریعت و طریقت کے شاور و عارف باللہ خدا رسیدہ کامل و اکمل بزرگ مجدد طریقتہ القادریہ علیہ مظہر حسن و جمال ظاہری و مخزن کمالات باطنی صاحب کشف و

کرامات معنوی یکتائے زمانہ اور فردیگانہ ہیں۔ آپ نے محض فیض رسانی خلق کے لئے طریقہ القادریہ کی صحیح تعلیم اور تشہیر کی خاطر زر کثیر صرف کر کے یہ کتاب شائع کرائی ہے اس میں تمام مطالب و مقاصد کی برآری کے لئے ہر قسم کے درود و وظائف خاندانی راز و رموز انسانی حالات خاندان گیلانی خطبات و ملفوظات محبوب سبحانی و ارشادات ربانی نیز عملیات و اوراد لاثباتی بعینہ بہ لغت عربی معہ تراکیب و طریق عمل بزبان اردو سہل الفہم برائے افادہ ہر خاص و عام درج کر دیئے ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

احقر العباد ایک ضعیف العمر فاثر العقل بے علم و بے ہنر مصنف دام ظلہ العالی ممدوح الصدق کا حلقہ بگوش غلام اور نام نہاد مرید ہے۔ آپ نے ازراہ کرم کتاب ہذا کے مضامین کی ترتیب و تکمیل کا کام صد ہا عالم و فاضل تذکرہ نویس اور مضمون نگار حلقہ بگوش مریداں اور بصد شوق و طرب سرانجام دینے کے آرزو مند ہونے کے باوجود و قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند کے مصداق اس احقر العباد کے سپرد فرمایا۔ یہ حضور کی خاص الخاص عنایت اور ذرہ نوازی ہے جس کا شکریہ بندہ تازیست ادا نہیں کر سکتا۔ دراصل حضور کا منشاء سند خلافت کے ارشادات عالیہ ”الولد القلبی و اجزتہ لجمع ما اجازنی الخ“ کی تعلیم اور تربیت فرمانا، اسے ہمہ وجہ مکمل کر دکھانا اور روایات خاندان گیلانیہ بغدادیہ یعنی جود و سخا اور فضل و عطا کو معرض وجود میں لانا منظور تھا لہذا آپ نے خلوت خاص میں بندہ ناچیز کو جانب دست راست جگہ عطا فرما کر تمام اسرار نہانی اور فیوضات ربانی کو یکجا جمع کرنے اور ترتیب دینے کا حکم فرمادیا اور چند ایک اسرار و رموز بصیغہ راز رکھنے کی ہدایت بخشی کیونکہ ایسے رازوں کا اظہار خام طبع مریدان کے لئے باعث ہلاکت اور ظاہر کرنے والے کے لئے بھی موجب زیان و نقصان ہوتا ہے جیسے کہ شعر ذیل سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلانیہ طور پر ”معینی گر ہے خواہی کہ سرکش بر زبان رانی۔ مقام او سردار است بر منبر نمے گنجد“ متنبہ فرمادیا ہے چنانچہ آپ کے جملہ ارشادات کی تعمیل من و عن کر کے لفظ لفظ اور حرف حرف مضامین کو اپنے اپنے مواقع پر ترتیب دے کر یکجا جمع کر دیئے ہیں۔ بجز

ایک شجرہ پیشوائی معہ سلام منظوم اور خاتمہ الکتاب یا آداب و القاب مصنف الکتاب کے متعلق بندہ ناچیز نے کسی حرف کا تغیر و تبدل یا افراط و تفریط کا ظہور حتی الامکان نہیں ہونے دیا کیونکہ حضور ممدوح ایسے تو صیغی الفاظ یا آداب زبان مبارک سے نکالنا ثنائے خود بخود گفتن کے مصداق تصور فرماتے ہیں۔

اب اختصار سے کام لیتے ہوئے آخری التجاناظرین سامعین کی خدمت عالیہ میں پیش کر کے خاتمہ الکتاب کو ختم کرتا ہوں کہ احقر العباد بد کردار، گنہگار، سراپا سو و خطا کی غلطیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ طفیل آنحضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و بتصدق حضور غوث الاعظم و شکیں قدس سرہ العزیز و ببرکت مرشدنا و مولانا پیر روشن ضمیر سراج العارفین انیس الفرتیین سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی دام فیوضہ اپنے دامن رحمت کے سایہ میں جگہ عطا فرمادیں اور بوقت اخیر کلمہ شہادت و کلمہ توحید بہ تبسم لب دل و زبان پر جاری رکھتے ہوئے اور فی الدارین سگ درگاہ جیلانی تصور فرماتے ہوئے دار البقا کو لے سدھاریں۔ ساتھ ہی اپنے مرشد برحق راہنما و پیشوا سیدنا و مولانا محمد طاہر علاؤ الدین الگیلانی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں مودبانہ گزارش ہے کہ احقر العباد ناہنجار بد کردار فاتر العقل سفید ریش (سگ درگاہ جیلانیہ) کی سمو خطا بتصدق غوث پاک و طفیل حضرت محمد الرسول اللہ معاف فرماتے ہوئے اپنے آغوش رحمت میں تابدالاباد جگہ عطا فرمائے رکھیں اور سگ قلادہ بستہ کی زنجیر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی الجامع احقر العباد حقیر فقیر سگ دربار غوثیہ خلیفہ سرکار بغداد حکیم عزیز احمد قادری چک نمبر ۲۷۹ کلاں گلی نمبر ۵ دار الفیوض غوثیہ داخلی شر لائلپور (فیصل آباد)

شجرة العلياقادريه غوثيه بخداديه

بسم الله الرحمن الرحيم

مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ بِسْمِ
 اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَ
 نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ الْكَرِيمِ ﷺ إِلَهِي بِعَلَالِ قُدْسِكَ وَبِحَمَالِ مَحَبَّتِكَ
 وَأُتْسِيقُ بِحَقِّ رُسُلِكَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْهُمْ جِبْرَائِيلُ رُوحُ الْأَمِينِ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ إِلَهِي بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمَذْنُونِ أَيْسَ الْغَرِيبِينَ رَحْمَةً
 لِلْعَالَمِينَ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَادِقِ الْوَعْدِ الْأَمِينِ حَضَرَتِ مُحَمَّدٌ بْنُ
 الْمُصْطَفَى ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَآزْوَاجِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ إِلَهِي
 بِحُرْمَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ مِنْهُمْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ سَيِّدِنَا عَلِيُّ أَسَدِ اللَّهِ
 الْغَالِبِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِي الشَّابِ
 أَهْلِ الْحَنَّةِ وَفُرَّةِ الْأَعْيُنِ أَهْلِ السُّنَّةِ الْأَمَامِينَ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِنَا الْإِمَامِ الشَّرِيفِ وَالْحَسَنِ حَضَرَتِ زَيْنُ الْعَابِدِينَ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ وَالْحَسَنِ حَضَرَتِ
 مُحَمَّدٌ بَاقِرٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ وَالْحَسَنِ
 حَضَرَتِ جَعْفَرٌ صَادِقٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ
 وَالْحَسَنِ قِبْلَةُ الْبَاطِنِ ابْنُ الْحَسَنِ عَلِيُّ ابْنِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الشَّرِيفِ الْإِمَامِ حَضَرَتِ مَعْرُوفُ
 الْكُرْخِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ
 حَضَرَتِ سَرِي سَقَطِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ
 الشَّرِيفِ حَضَرَتِ أَبِي الْقَاسِمِ جُنَيْدِ الْبَغْدَادِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ حَضَرَتِ أَبِي بَكْرٍ الشَّيْبَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ حَضَرَتِ عَبْدِ الْوَاحِدِ
 التَّمِيمِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ حَضَرَتِ
 أَبِي الْفَرَجِ الطَّرْطُوسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ
 الْإِمَامِ الشَّرِيفِ حَضَرَتِ أَبِي الْحَسَنِ الْهَنْكَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي

بِحُرْمَةِ

بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ إِمَامِ الشَّرِيفِ حَضْرَتِ أَبِي السَّعِيدِ الْمُخْزُومِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ سَيِّدِ السَّادَاتِ قُطْبِ الْوُجُودِ الدَّرَّةِ الْبَيْضَاءِ مَالِكِ
 أَرْمَةِ الْمُتَصَرِّفِينَ إِمَامِ الْعُجُوهِ الْفَرْدِ سَلَابِ الْأَحْوَالِ قُطْبِ الْأَقْطَابِ مَحْبُوبِ
 السُّبْحَانِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ الْغَوْثِ الْأَعْظَمِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ حَضْرَتِ عَبْدِ الْقَادِرِ
 الْجِيلَانِيِّ قُدُّسَ سِرُّهُ الْعَزِيزُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَارْضَاهُ عَنَّا إِلَهِي بِحُرْمَتِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ مُرْشِدِ السَّالِكِينَ مِتْهَاجِ الْعَارِفِينَ الْقُطْبِ الْعَارِفِ بِاللَّهِ سَيِّدِ الْإِمَامِ
 حَضْرَتِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ الْهَتَّاكِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ
 شَمْسِ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ شَرَفِ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ
 زَيْنِ الْعَابِدِينَ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ
 الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ وَلِيِّ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ إِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ نُورِ
 الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ
 الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ بَعْمَى الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ أَبِي بَكْرٍ
 الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ
 الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ حُسَامِ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ دَرْوِيشِ
 الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ
 الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضْرَتِ نُورِ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْقَادِرِيُّ
 الْجِيلَانِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ

سَيِّدِنَا حَضَرَتِ إِسْمَاعِيلُ الْقَادِرِيُّ الْجَلِيلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضَرَتِ ابْنِ بَكْرِ الْقَادِرِيِّ الْجَلِيلِيِّ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا
 حَضَرَتِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْقَادِرِيِّ الْجَلِيلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ
 شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ سَيِّدِنَا حَضَرَتِ عَلِيِّ الْقَادِرِيِّ الْجَلِيلِيِّ نَقِيبِ
 السَّادَاتِ وَالْأَشْرَافِ وَتَوَلَّى الْأَوْقَافِ الْقَادِرِيَّةَ بَغْدَادِ الْمُحَمَّيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ صَاحِبِ السُّمُوفِ وَالسَّمَلَحَةِ
 سَيِّدِنَا حَضَرَتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُحَصِّ ظَهْرُ الدِّينِ الْقَادِرِيِّ الْجَلِيلِيِّ نَقِيبِ
 الْأَشْرَافِ وَتَوَلَّى الْأَوْقَافِ بَغْدَادِ الْمُحَمَّيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي
 بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْإِمَامِ الشَّرِيفِ شَمْسِ الْعَارِفِينَ سَيِّدِنَا حَضَرَتِ مُحَمَّدُ
 حَسَّامُ الدِّينِ الْقَادِرِيُّ الْجَلِيلِيُّ نَقِيبِ الْأَشْرَافِ وَتَوَلَّى الْأَوْقَافِ بَغْدَادِ
 الْمُحَمَّيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَهِي بِحُرْمَتِ شَيْخِ الْمَشَائِخِ الْحَسِبِ السَّيِّبِ
 الْإِمَامِ الشَّرِيفِ صَاحِبِ الْجَاهِ وَالتَّمَكُّنِ سِرَاجِ السَّالِكِينَ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ أَيْسَ
 الْعَرَبِيِّينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا حَضَرَتِ ابْنُ النَّقِيبِ مُحَمَّدُ الطَّاهِرُ عَلَاوُ الدِّينِ الْقَادِرِيُّ
 الْجَلِيلِيُّ دَامَ قُبُوصُهُ وَظِلُّهُ وَبَرَكَاتُهُ إِلَى أَبَدِ الْأَبَادِ مُجَدِّدِ الطَّرِيقَةِ الْقَادِرِيَّةِ
 الْعُلَمَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَإِلَهِي بِحُرْمَتِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُجْتَهِدِينَ
 وَالْعُلَمَاءِ وَالْعَالِمِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ الْمُقَرَّبِينَ نُورَ قُلُوبِنَا
 بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ وَاسْقِنَا بِشَرَابِ مَحَبَّتِكَ وَتَنْجِنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْمَحَنِّ وَالْإِحْنِ
 وَالْأَهْوَالِ وَالْبَلِيَّاتِ وَتَسَلِّمْنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْفِتَنِ وَالْأَسْقَاءِ الْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ وَ
 تَطَهِّرْنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْعُيُوبِ وَالسَّيِّئَاتِ وَتَغْفِرْ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الذُّنُوبَاتِ وَتَمَحُّ بِهَا
 عَنَّْا جَمِيعَ الْخَطِيئَاتِ وَتَقْضِ لَنَا بِهَا جَمِيعَ مَا نَطْلُبُهُ مِنَ الْحَاجَاتِ وَتَرْفَعْنَا بِهَا
 عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتَبْلِّغْنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ
 وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَا رَبَّ يَا اللَّهَ يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ
 عَرْشِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَشَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَ
 عَلَى آلِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَصْهَارِهِ وَأَنْصَارِهِ وَأَحْزَابِهِ وَ
 أَتْبَاعِهِ وَمَوَالِيهِ وَخَدَّامِهِ وَحُجَّاجِهِ وَسَلَّمْ

عَلَاءُ

بَيِّنِي

